اسلام کی حقانیت اور اہل السنّت کی صداقت پر دلائل کا مرقع
لاجواب علمی تحقیق مقبول عام اور کثیر الاشاعت رسائل

اسلام اور شیعیت کا تقابلی جائزہ

مجموعہ رسائل

مؤلفہ
پاسبان صحابہ مولانا مہر محمد اعلی اللہ مقامہ

۱۔ شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات
۲۔ شیعہ کے تمام اعتراضات کا مدلل جواب
۳۔ عقائد الشیعہ (۱۰۰ عجیب نظریات)
۴۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت
۵۔ تاریخ شیعہ

ناشر
مکتبہ عثمانیہ ڈاک خانہ ڈھوک مستال (میانوالی) پاکستان

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ

اسلام کی حقانیت اور اہل السنّت کی صداقت پر دلائل کا مرقع
لاجواب علمی تحقیقی مقبول عام اور کثیر الاشاعت رسائل

اسلام اور شیعیت

کا

تقابلی جائزہ

مؤلف: پاسبان صحابہ مولانا مہر محمد اعلی اللہ مقامہ،

مجموعہ رسائل

ناشر

مکتبہ عثمانیہ ڈاک خانہ ڈھوک مستال (میانوالی)

مولانا مہر محمد مدظلہ اور آپ کی تصانیف پر علماء کرام کی آراء گرامی

۱۔ مولانا کو علمی مقالات پر مضامین لکھنے اور تصنیف و تالیف کا خاص ذوق حاصل ہے...... نہایت ملنسار اور صلح پسند عالم ہیں تقریر و تحریر دونوں پر اچھی دسترس حاصل ہے۔ (علامہ محمد یوسف بنوریؒ کراچی) ۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

۲۔ مولانا موصوف کے علمی استدلالات حوالہ جات اور معتدل طرز بیان سے پوری طرح مطمئن ہوں (علامہ مفتی محمودؒ ملتان ۹ رمضان ۱۳۹۱ء)

۳۔ بہر حال کتاب (عدالت حضرات صحابہ کرامؓ) مفید اور اپنے موضوع میں کامیاب ہے (علامہ شمس الحق افغانیؒ جامعہ بہاولپور)

۴۔ صحابہ کرامؓ کی جانب سے دفاع اور ان کی عظمت کا اظہار دین کی بہت بڑی خدمت ہے اللہ تعالیٰ نے مولوی مہر محمد صاحب کو اس کی توفیق عنایت فرمائی (مولانا محمد اسحاق صدیقی لکھنویؒ)

۵۔ ہمارے بڑے بڑے علماء نے ابتک یہی سمجھا کہ شیعہ مسئلہ معمولی مسئلہ ہے اب ساری عمر جو تفسیر و حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے ان کو شیعہ مذہب سے واقفیت نہیں حالانکہ شیعہ مذہب ہی اسلام کے نام پر اسلام کے مقابلے میں مذہب کفر و الحاد ہے وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم عالیہ چکوال ۱۸ رجب ۱۳۹۹ء۔

۶۔ علماء کرام اور طلبہ عظام کے لئے یہ (کتابیں) ایک بیش بہا نادر تحفہ اور انمول موتی ہیں ان میں بہت زیادہ علمی سرمایہ موجود ہے (امام اہلسنت علامہ سرفراز خان صفدر مدظلہ)

۷۔ آپ بڑے عمدہ لائق نوجوان ہیں اور اس میدان مدح صحابہ میں خوب کام کر رہے ہیں اور بڑی قیمتی تصانیف کے آپ مصنف ہیں (مولانا محمد نافع جامعہ محمدی جھنگ ۸۲ء/۶/۲)

فہرست مجموعہ رسائل
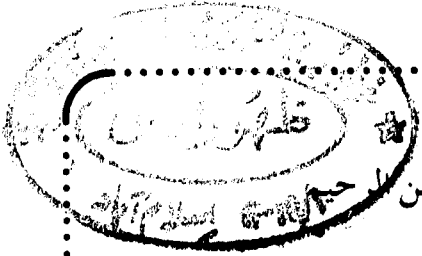
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اور سبائیوں کے کرتوت

مؤلفہ مولانا حافظ مہر محمد مدظلہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

اے عمار! تجھے میرے اصحاب قتل نہ کریں گے تجھے تو صرف باغی ٹولہ قتل کرے گا فرمان نبوی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنھما جلیل القدر قدیم الاسلام اکابر مہاجرین صحابہ کرامؓ سے ہیں۔ راہ خدا میں آپ کے سب گھرانہ نے سخت تکالیف اٹھائیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ان تکالیف کو دیکھتے تو فرماتے صبرا یا آل یاسر موعد کم الجنۃ صبر کرو ایذا برداشت کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے پہلے آپ کے والد ماجد شہید ہوئے۔ پھر آپ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنھما کو ابو جہل نے نازک مقام پر نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ غریب فیملی تھی صحابہ کرام قلیل اور کمزور تھے دفاع کوئی نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن کفار نے آپ کو بھی گھیر لیا۔ قتل کی دھمکی دے کر کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا۔ آپ نے وہ کہہ کر جان تو بچالی مگر پھر روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دل میں تو ایمان پکا ہے مگر مجبوراً کلمہ کفر کہہ چکا ہوں میرا کیا بنے گا اسی وقت آیت نازل ہوئی من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان۔ جو بھی ایمان لانے کے بعد کافر ہوگا (بڑی سزا پائیگا) ہاں جب اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو (تو کلمہ کفر پر کوئی مواخذہ نہیں) (پ ۱۴ ع ۲۰ سورت نحل)

فضائل:۔

۱۔ حضور علیہ السلام نے اسی موقعہ پر فرمایا اے عمار! مبارک ہو تیرے جیسوں کے لئے اللہ نے آسانی پیدا فرمادی۔

۲۔ آپ کو عمارؓ سے خوب پیار تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ کا فرمان ہے کہ حضرت عمارؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ اسلام سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اس طیب ومطیب (خود پاکیزہ اور ستھرے اعمال والے کو خوش آمدید کہہ کر اجازت دو) (ترمذی)

۳۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جن دو باتوں میں سے حضرت عمارؓ کو چناؤ کا اختیار دیا گیا آپ نے سب سے بہتر۔ آسان یا سخت کا انتخاب فرمایا (ترمذی باختلاف الروایات)

۴۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک عراقی بزرگ سے کہا۔ جو آپ سے مسئلہ پوچھنے شام میں آیا تھا۔ کیا تم میں ابن ام عبد (خادم خاص) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نہیں اور کیا تم میں وہ عمارؓ نہیں جسے اللہ نے حضور علیہ السلام کی زبان مبارک کی شہادت سے شیطان سے پناہ دی ہے کیا تم میں حذیفہؓ نہیں کہ ان کے سوا حضور علیہ السلام کے راز جاننے والا کوئی نہ تھا۔ (بخاری)

۵۔ مسجد نبوی کی تعمیر ہو رہی تھی۔ بڑے بھاری پتھر اور بلاک صحابہ کرامؓ ایک ایک اٹھا کر لا رہے تھے۔ دل لگی کے طور پر حضرت عمارؓ کو دو اٹھوا دیتے تھے، حضرت عمارؓ نے حضورؐ سے کہا اقد قتلنی اصحابک یارسول اللہ۔ کہ آپ کے ساتھیوں نے مجھے مار ڈالا تب آپ نے فرمایا یا ابن سمیہ!

لایقتلک اصحابی وانما تقتلک الفئۃ الباغیۃ

اے سمیہ کے بیٹے عمار! تجھے میرے صحابی قتل نہ کریں گے تجھے تو ایک باغی ٹولہ قتل کرے گا (سیرت ابن ھشام ج ۱ ص ۴۹۷ واللفظ لہ العقد الفرید لابن عبدربہ المتوفی ۳۲۸ھ وفاء الوفا للسمھودی ج ۱ ص ۲۴۳ المتوفی ۹۱۱ھ)

یہ حدیث صحاح ستہ کی ہے مگر بعض راویوں نے تعمیر مسجد اور لایقتلک اصحابی ذکر نہیں کیا اور ویدعوھم الی الجنتہ ویدعونہ الی النار ذکر کر دیا۔

حضرت علیؓ کے فضائل:۔

چونکہ عمارؓ کو حضرت علیؓ سے کمال محبت تھی۔

۱۔ آپؐ کا ارشاد ہے جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ (پیارے دوست) ہیں ترمذی۔

۲۔ نیز فرمایا اے علی آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں (رشتہ و مواخات ایک ہے)

۳۔ علیؓ فرماتے ہیں جب میں پوچھتا حضورؐ بتا دیتے جب چپ رہتا تو از خود بتاتے۔

۴۔ نیز فرمایا خدا۔ ابو بکر عمر عثمانؓ کی طرح علی پر بھی رحم فرمائے اسے اللہ حق ان کے ساتھ کردے جدھر وہ جائیں (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳)

۵۔ نیز فرمایا آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

۶۔ ارشاد ہے کہ اللہ نے مجھے چار صحابہؓ سے محبت کا حکم دیا اور وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ ابو ذر مقداد سلمان علی رضی اللہ عنھم۔

۷۔ ایک دفعہ حضرت علی فاطمہ حسن حسینؓ کو بلایا اور فرمایا یہ میرے گھر کے لوگ ہیں اے اللہ جو مجھ سے ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ سے محبت (شریعت کے مطابق) رکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اس لئے صفین کی اجتہادی جنگ میں عمارؓ نے آپ کا ساتھ دیا اور شہید ہوئے تو بہت سے لوگوں نے اسے حضرت معاویہؓ اور آپ کی جماعت پر فٹ کر دیا وہ علیؓ کی محبت اس میں سمجھتے ہیں حالانکہ آپ سے محبت آپ کے کمالات کی وجہ سے ہے خواہ دشمن ہو یا نہ ہو "چونکہ وہ ہمارے دشمن کے دشمن ہیں اس لئے وہ ہمارے محبوب ہیں" یہ خود غرضی کی محبت سبائیوں کی پیداوار ہے یہی حقیقۃ آپ کے دشمن ہیں۔ اب آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ راوی کی غفلت اور نا تمام روایت سے اور محل و موقع نہ بتانے سے کتنا الٹا اثر پڑتا ہے۔ مجرم چھپ جاتے ہیں اور ناکردہ گناہ دھر لیئے جاتے ہیں۔

عمار کے قاتل سبائی باغی ہیں :۔

ہم نے اس مضمون میں حضرت عثمان عمار اور علیؓ کے قاتلوں کو تاریخ سے ظاہر کرنا ہے اور اس صحیح حدیث کے مصداق میں ہمیں یہ بتانا ہے کہ حضرت عمار کے قاتل جنگ صفین کے دو گروہوں میں سے صحابہ کرامؓ ہرگز نہیں بلکہ باغی ٹولہ ہے

کیونکہ نحوی اصول میں الباغیہ الفئۃ کی صفت ہے۔ یہ صفت موصوف تقتلک کا فاعل ہے فاعل کا وجود فعل سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ یہ گروہ پہلے سے ہی باغی ہے۔ حضرت عمارؓ کو قتل کرنے کی وجہ سے باغی نہیں ٹھہرا۔ اور اس گروہ کی پہلی بغاوت امام برحق حضرت عثمان ذوالنورین کے خلاف ہوئی جو لغت و شرع کے مطابق ہے۔ مصباح اللغات ص ۷۶ بغی کے تحت ہے فئۃ باغیہ امام عادل کی اطاعت سے نکلنے والی جماعت اور اس سبائی جماعت نے آپ کو شہید کر کے بغاوت کی پہلی لعنت حاصل کی۔ چند ارشادات نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے فضائل :۔

۱۔ مُرہ بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے جلدی آنے والے فتنوں کا ذکر کیا ایک صاحب کپڑا اوڑھے گذرے آپ نے فرمایا یہ اس دن ہدایت اور حق پر ہوں گے میں ان کی طرف لپکا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے منہ کی طرف سے آکر حضور سے پوچھا یہ ؟ آپ نے فرمایا ہاں اور قاتل بلوائیوں کو گمراہ اور باطل فرمادیا۔

۲۔ حضرت ابو ھریرۃؓ نے حضور علیہ السلام سے سن کر فرمایا تمہیں جلدی ایک اختلاف اور فتنہ سے واسطہ پڑے گا لوگوں میں سے ایک صاحب نے پوچھا۔ ہمارا رہبر کون ہوگا یا آپ کس کی پیروی کا حکم دیتے ہیں ؟ تو آپ نے فرمایا۔

علیکم بالامیر وھو یشیر الی عثمان بذالك بیھقی دلائل النبوۃ (مشکوٰۃ ص ۵۶۳)

عثمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم اس امیر کی ضرور اطاعت کرنا۔

جب امیر عثمانؓ کی اطاعت واجب تھی۔ تو نافرمان قاتل بلوائی یقیناً باغی ہوئے۔

۳۔ ایک مرتبہ آپؐ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ اللہ تجھے قمیص (خلافت) پہنائیگا منافقین اتروانا چاہیں گے تو ہرگز نہ اتارنا تو ہرگز نہ اتارنا۔

۴۔ ابن عمرؓ مرفوعاً راوی ہیں کہ ایک فتنہ میں عثمان مظلوماً شہید کیا جائے گا (ترمذی)

تو پتہ چلا کہ بلوائی قاتل عثمان ظالم بھی تھے منافق بھی۔ باغی ہونا واضح ہے کہ وہ خلافت چھینتے ہیں جو حضورؐ نہیں اتارنے دیتے۔

حضرت علیؓ نے بھی ان کو باغی اور جاھلی کفار سا کہا :۔

تاریخ طبری ج ۳ ص ۷ ۵۰ جمل اور تاریخ الخلفا للخضری ص ۸ ۷ او غیرہ کتب میں ہے۔

"حضرت علیؓ نے خدا کی حمد و ثنا، کے بعد فرمایا۔ کہ خدا نے جاہلیت کی بدبختی کے بعد اسلام کی سعادت بخشی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یکے بعد دیگرے تینوں خلفاء پر امت کو متفق رکھا۔ آج جس حادثے سے ہم دوچار ہیں امت پر اس گروہ نے اسے مسلط کیا ہے جس نے دنیا ہی کو طلب کیا ہے اس امت پر جو خدائی انعامات ہیں ان پر اس گروہ نے حسد کیا اور اسلام کو ختم کرنے کی ٹھانی یہ لوگ زمانہ جاہلیت کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ سنو میں کل مدینہ واپس جا رہا ہوں تم بھی میرے ساتھ کوچ کرو وہ لوگ میرے ساتھ ہرگز نہ چلیں جنہوں نے حضرت عثمان پر طعن کرنے یا قتل کرنے میں کسی قسم کی اعانت کی ایسے بیوقوف اپنی جانوں پر لعنت کریں علباء بن ہیثم سالم بن ثعلبہ عبسی اشتر نخعی وغیرہ عبداللہ بن سبا کی پارٹی نے یہ اعلان سنا تو ان کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ صلح ان کے قتل پر منتج ہو گی چنانچہ رات کو خفیہ جنگ بھڑکا دی" (ابن خلدون)

تاریخ بھی قاتلین عثمان کو باغی اور ابن سبا یہودی کا پروردہ بتاتی ہے :۔

"عبداللہ بن سبا یمن کا یہودی تھا۔ جس کی طرف روافض کا غالی فرقہ سبائیہ منسوب ہے۔ اس کی ماں کالی تھی اس نے ظاہراً اپنے کو مسلمان کہا اسلامی صوبوں کے دورے کئے تاکہ انہیں ائمہ دین کی اطاعت سے ہٹا دے اور ان میں شر پھیلا دے اس نے افتتاح تو صوبہ حجاز سے کیا پھر بصرہ اور کوفہ میں پھر تارہا پھر عثمان بن عفان کے آخر دور میں دمشق آگیا اہل شام میں وہ اپنا فتنہ نہ پھیلا سکا اور انہوں نے اسے نکال دیا حتی کہ مصر آگیا وہاں ایک انجمن بنالی اور اپنا پروگرام و عقیدہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور کہتا تھا۔ مجھے ان مسلمانوں پر تعجب ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کا لوٹنا (قرب قیامت میں) تو

مانتے ہیں مگر حضرت محمد کا لوٹنا نہیں مانتے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس خدا نے آپ پر قرآن فرض کیا ہے وہ آپ کو معاد (قیامت) کی طرف لوٹائیگا (یہ یہودی معاد سے مراد قیامت سے پہلے لوٹنا بتاتا تھا) تو محمد حضرت عیسیٰ سے زیادہ لوٹنے کا حق رکھتے ہیں اس کی یہ بات (مصریوں نے) مان لی اور اس نے عقیدہ رجعت ایسے گھڑا کہ لوگ بحثیں کرنے لگے۔ اس کے بعد پھر کہنے لگا۔ ہزار نبی آئے جن کی وصی بھی تھے پھر کہنے لگا محمد خاتم النبیین ہیں۔ اور علی خاتم الاوصیاء ہیں۔

پھر کہنے لگا اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ کے رسول کی وصیت جاری نہ کرے اور رسول اللہ کے وصی علیؓ کے حق پر قبضہ کرلے اور امت کا انتظام خود سنبھال دے۔ اس کے بعد کہنے لگا عثمان نے بہت سے اموال جمع کر لئے ہیں جو ناحق لیے ہیں اور یہ رسول اللہ کے وصی (اقتدار سے محروم) ہیں تم ان کو اقتدار دلانے کے لئے اٹھو تحریک چلاؤ اور اپنے حاکموں افسروں پر اعتراض سے آغاز کرو بظاہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عادت اپناؤ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرو۔ انقلاب کی دعوت دو چنانچہ اس نے اپنے ایجنٹ پھیلا دیئے اور مختلف شہروں کے فسادیوں سے خط و کتابت شروع کر دی۔ لوگوں کو خفیہ اپنی طرف دعوت دیتے تھے اور اچھی باتوں کا حکم ظاہر کرتے تھے اور گورنروں کے عیوب بنا کر ہر شہر میں اپنی برادریوں کی طرف لکھتے رہتے تھے حتی کہ یہ جھوٹی افواہیں اور خبریں ہر سرزمین میں پھیل گئیں لوگ ہر جگہ ان کو پڑھتے سناتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ شکر ہے ہم تو صحیح سلامت ہیں۔ باقی صوبے اپنے افسروں گورنروں سے کتنے تنگ ہیں یہ فسادی جو ظاہر کرتے نیت اس کے خلاف ہوتی جو کچھ وہ چھپاتے۔ بظاہر اس کے خلاف کہتے الخ' تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۴۳۱ تاریخ طبری ج ۳ ص ۸ ۷ ۳۔ ۹ ۷ ۳ ابن خلدون رجال کشی تنقیح المقال وغیرہ۔

شیعہ مذہب کا یہی بیج اور نطفہ تھا۔ جس نے ایام حج میں دو ڈھائی ہزار غنڈے جمع کر کے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جن کا مقابلہ مدنی صحابہ کرامؓ نہ کر سکے کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان کو حملہ روک دیا تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے شام سے فوج بھیجنا چاہی حضرت عثمان نے فرمایا ضرورت نہیں۔ اہل مدینہ اور بیت المال پر بوجھ ہوگا۔

حضرت علیؓ نے بھی ڈانٹا کہ فوج ہرگز نہ بھیجیں۔

حضرت عائشہؓ طلحہؓ زبیرؓ کی علیؓ سے محبت :۔

اب یہ بلوائی مختلف الخیال تھے۔ مصری۔ جن کے اکثر غنڈے۔ کنانہ بن بشیر عمرو بن حمق۔ عمیر بن ضابی سودان بن حمران۔ اسود تجیبی خالد بن ملجم۔ (قاتل علیؓ بن ملجم کے بھائی) وغیر ھم۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔ اور بصری طلحہؓ کو کوفی زبیرؓ کو۔ یہ دونوں بزرگ حضرت علیؓ کے آغاز اسلام سے جگری دوست تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت تیسرے دن تب کی جب علی نے کرلی زبیرؓ نے بیعت عثمان کے وقت اپنا حق علی کو دیدیا تھا۔ مسجد نبوی کے بھرے مجمع میں احنف بن قیس نے پوچھا میں قتل عثمان کے بعد کس کی بیعت کروں تو طلحہ و زبیر نے فرمایا علیؓ کی فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴۔ اب بھی بلوائی وغیرہ بیعت کرنے آئے توانہوں نے انکار کر دیا کہ تم گھروں کو واپس جاؤ ہم تو علی کی بیعت کریں گے ام المومنین عائشہؓ سے عبد اللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے پوچھا تھا کہ میں قتل عثمان کے بعد کس کی بیعت کروں تو آپ نے فرمایا الزم علیا۔ علیؓ سے وابستہ ہو جاؤ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۵۷ مطبعہ دار الفکر احادیث فتن)

اب آپ کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ یہ مایہ ناز اسلام کی عظیم الشان ہستیاں حضرت علیؓ کی حبدار تھیں ان کو ہی خلیفہ برحق اور اپنا پیشوا جانتی تھیں۔ مناقب علی میں ان کی زبان رطب اللسان رہتی تھی۔ کتب حدیث پڑھ دیکھئے۔ ان تینوں (طلحہ زبیر ام المومنین عائشہؓ) کو حضرت علیؓ کا مخالف باغی اور بدخواہ بتانا بناوٹی تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ جو حضرت عثمان کے قاتل "فئہ باغیہ" نے اس لئے مشہور کر کے تاریخ کا جز بنادیا کہ وہ خدائی حکم۔ "کتب علیکم القصاص فی القتلی" مقتولوں کا بدلہ لینا تم پر فرض ہے، "اے عقلمندو! تمہارے لئے زندگی بدلہ لینے میں ہے" (بقرہ پ ۲ ع ۶) حکومت مرتضوی سے جاری کرانا چاہتے تھے۔ مگر حکومت بے بس تھی سبائی فتنہ باغیہ ہی کو سب کچھ کرنے کے اختیارات تھے وہ حضرت علیؓ کی ہرگز نہ مانتے تھے۔ ہاں علیؓ

سے اپنی منواتے تھے۔ اسی اجراء قصاص کے جواب اور اپنی مجبوری میں حضرت علیؓ نے اپنے جگری یاروں۔ طلحہ و زبیرؓ سے یوں معذرت کی "اے بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے بے خبر نہیں لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے انتہائی زور اور اثر پر ہیں وہ (اس وقت) ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں (یملکوننا ولا نملکھم) (نہج البلاغہ ص ۴۵۶ مترجم مفتی جعفر حسین، طبری ج ۳ ص ۴۵۸) اب ایک سنی عالم کا بیان بھی جگر تھام کر سنیئے۔

داؤد بن ابی ھند امام شعبیؒ سے رایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ جبکہ آپ مدینہ کے بازار میں بیٹھے تھے۔ اور کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ ہم آپ کی بیعت کر لیں۔

> فقال حتی یتشاور الناس فقال بعضھم لئن رجع الناس الی مسارھم بقتل عثمان ولم یقم بعدہ قائم لم یؤمن الاختلاف و فساد الامۃ فاخذ الاشتر بیدہ فبایعوہ (فتح الباری ج ۱۳ ص ۵۴ ج ۳ ص ۴۵۵)
>
> تو حضرت علیؓ نے فرمایا (ٹھہرو) میں لوگوں سے مشورہ تو کر لوں۔ تو کچھ لوگ کہنے لگے۔ عثمان کو قتل کر کے یہ لوگ اگر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور عثمان کے بعد کوئی خلیفہ کھڑا نہ ہوا تو امت میں فساد اور بگاڑ سے اطمینان نہ ہو گا تو اشتر نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور سب بلوائیوں نے بیعت کرلی۔

کیا بات آپ کو سمجھ آئی ؟۔ حضرت علیؓ تو عام اہل مدینہ مہاجرین وانصارؓ سے بیعت کا مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ مگر سبائی مصر ہیں کہ ہم پہل کر کے اپنی جانیں بھی محفوظ کر لیں اور وزیر مشیر کمانڈر انچیف بن کر اہل مدینہ پر اپنی دہشت برقرار رکھیں کتنی دور کی سوچ اور گہری سازش ہے کہ اگر ہم خلیفہ بنائے چلے جاتے ہیں تو اہل مدینہ میں کوئی ہمت اور سکت نہیں کہ وہ اپنا خلیفہ چن کر امت کو فتنہ و فساد سے بچا سکیں۔ گویا ہم بلوائی ہی ان کے سیاہ و سفید کے مالک اور امن و صلح کے ذمہ دار ہیں۔

سبائیوں کی چیرہ دستی :۔

افسوس کہ تاریخ انہیں کے سیاہ کارناموں اور ۹۰ ہزار مسلمانوں کے خون سے لبریز ہے ان کی چیرہ دستی ملاحظہ ہو۔ کہ اہل مدینہ کو دھمکی دے کر کہتے ہیں دو دن کی مہلت ہے ورنہ ہم طلحہ زبیر علیؓ کو قتل کر دیں گے تب یہ لوگ علیؓ پر چھا گئے کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں (طبری ج ۳ ص ۴۵۶)

مولانا معین الدین ندوی سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۱ حضرت زبیرؓ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی مسند نشینی کے بعد بھی مدینہ میں امن وامان قائم نہ ہو سکا۔ سبائی فرقہ جو اس انقلاب کا بانی تھا اور فتنہ وفساد کے نئے نئے کرشمے دکھاتا رہتا تھا جاہل بدوی جو ہمیشہ ایسے لوٹ مار کے موقعوں میں شریک ہو جاتے سبائیوں کے ساتھ ہو گئے حضرت علیؓ نے کوشش کی کہ یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ جائیں اور بدویوں کو بھی شہر سے نکال دیا جائے لیکن سبائیوں کے انکار اور ضد کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی (بحوالہ تاریخ طبری ص ۳۰۸۱)

یہی وہ چوک اور جنکشن تھا کہ گاڑیوں کو اپنے الگ الگ رخ پر چلانا تھا۔ مگر سبائیوں نے کانٹے غلط سمتوں پر بدلا دیئے اور گاڑیاں ٹکرانے سے امت مسلمہ تباہ ہو گئی۔ حضرت عثمانؓ کے قاتل سبائیوں کی انہی سازشوں کی وجہ سے مسلمانوں میں دو بڑے ہولناک تصادم ہوئے مجبوراً ان کی تفصیلات تاریخ سے نقل کی جاتی ہیں۔

جنگ جمل کے اسباب و نتائج :۔

جنگ جمل اور اسی طرح صفین جو بلوائیوں کی سازش اور صحابہ و تابعین میں محض اجتہاد اور اختلاف رائے کے سبب ہوئی تھیں ان کے نقصانات اور فرقہ وارانہ فسادات سے آج تک دنیا دکھ کے چرکے سہ رہی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ نے آپ کے ساتھی قیس بن عباد کے پوچھنے پر فرمایا کہ "مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق کچھ نہ فرمایا بلکہ یہ میری اپنی رائے تھی (ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۴) وجہ یہ ہوئی

کہ آپ طالبین قصاص سے بیعت لینا چاہتے تھے اگرچہ بلوائیوں کے علاوہ عام مہاجرین و انصارؓ اہل مدینہ نے حضرت طلحہ وزبیر سمیت بیعت کر لی تھی صرف حضرت امیر معاویہ اور اہل شام نے نہ کی تھی مگر یہ سب مصر تھے "کہ بلوائی آپ کے لشکری ہیں ان سے بدلہ لے لیں پھر ہم بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہی افضل اور حقدار ہیں" اگر بلوائی آپ کے مخلص اور حکومت کے خیر خواہ ہوتے تو درجن بھر قاتلین عثمان حضرت علیؓ کے سپرد کر دیتے آپ بدلہ لے کر سب رعایا کو خوش کر کے اپنا ہمنوا بنا لیتے اور خانہ جنگی کی بجائے اسلامی لشکر خلفاء ثلاثہ کی طرح کفار پر ہی یلغار کرتے تو تاریخ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔ تاریخ کا حضرت معاویہؓ پر ہی یہ الزام ہے کہ وہ سامنے کیوں آ گیا اس لشکر کو شام میں کیوں گھسنے نہ دیا جیسے کہ حضرت عثمان کی شہادت سے پہلے سبائی تحریک کو شام سے نکال دیا تھا اور انہوں نے دھمکی دی تھی کہ ہماری حکومت آنے والی ہے تم سے نمٹیں گے" (طبری)

اگر معاویہؓ رکاوٹ نہ بنتے تو وہ بلوائی پورے ملک میں قتل و غارت کرتے جیسے حضرت علیؓ ان باغی خارجیوں کے ساتھ جنگ لڑنے میں مسلمانوں کو ابھارتے ہیں "کیا تم معاویہ اور اہل شام سے لڑنے تو جاتے ہو اور ان کو آزاد چھوڑتے ہو جو تمہاری اولادوں اور مالوں کے مالک بن جائیں گے انہوں نے ناحق خون بہائے اور لوگوں میں خوب قتل و غارت کی اللہ کا نام لے کر ان سے لڑو (ابو داؤد ج ۲ ص ۳۰۹) یہ خارجی بلوائی زیادہ تر مصر کے اور بصرہ کوفہ وغیرہ کے ڈاکو بدوؤں پر مشتمل تھے۔ مدینہ میں ان کے تشدد تسلط اور قتل کے خوف سے سینکڑوں اموی حضرت عثمان کے ورثاء اور رشتہ دار شام کو بھاگ گئے جن میں حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عبید اللہ بھی تھے کیوں کہ ان مجوسی سبائیوں نے سب سے پہلا آرڈر یہ دیا کہ اسے قتل کر دو کیونکہ اس نے ۱۲ سال پہلے اپنے والد کے بالواسطہ قاتل ایرانی ذمی شہزادہ ہرمزان کو گواہ مل جانے کی وجہ سے قتل کر دیا تھا جس کی دیت تمام مہاجرین وانصارؓ کے اتفاق سے حضرت عثمان نے ادا کر دی تھی۔

دو درجن کے قریب اکابر صحابہ۔ سعد بن ابی وقاص سعید بن زید بن عمرو بن نفیل۔ جس کے موحد والد کو آپ نے ایک امت اور جنتی قرار دیا تھا عبد اللہ بن عمر محمد

بن مسلمہ ابو بکرہ نفیع بن الحارث قدامہ بن مظعون اسامہ بن زید سلمہ بن سلامہ صھیب مہاجرین میں سے اور حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیجہ، فضالہ بن عبید، کعب بن عجرہ انصار میں سے وغیرہ رضی اللہ عنھم بروایت جریر از مدائنی بحوالہ (البدایہ دانھایہ ج ۷ ص ۲۲۷ طبیروت) نے بیعت نہ کی ان حضرات کو معاذاللہ حضرت علیؓ سے کوئی کدورت نہ تھی صرف اس لئے بیعت نہ کی اور گھروں میں تنہا بیٹھ رہے کہ جب تک بلوائی گھروں میں واپس نہ جائیں دربار مرتضوی میں ہماری کوئی شنوائی نہیں جانوں کا خوف الگ ہے۔ کاش کہ یہ اکابر بہادر صحابہ حضرت علیؓ کے دربار میں خود ہی پہنچ جاتے یا علی ان کو گھروں سے بلا کر اپنی کابینہ اور مشوروں میں شامل کر لیتے کہ، وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ پ ۲۵ پر عمل ہو جاتا اور امت محمدیہ قتل وغارت سے بچ جاتی۔

سبائی درپردہ منافق ہی تھے :۔

مگر حضرت علیؓ تو مجبور تھے آئندہ کے حالات اور ان کی منافقانہ چالوں سے آگاہ نہ تھے۔ جیسے خود حضور علیہ السلام سے خدا فرماتے ہیں۔ **لا تعلمھم نحن نعلمھم** ان کو آپ نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔

جاننے والا خدا ان کے کرتوت یہ سناتا ہے۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خدا و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں خدا اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں (بقرہ پ ۱)

۲۔ جب یہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مومن ہیں جب اپنے شیطانوں (عبداللہ بن سبا یہودی جیسوں) سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ہیں مسلمانوں سے ٹھٹھا مذاق (اور دھوکہ) کرتے ہیں۔ پ ۱

۳۔ کچھ لوگ وہ بھی ہیں (اخنس بن شریق اور اشتر نخعی جیسے) جن کی بات دنیا میں آپ کو پسند آتی ہے اور وہ اللہ کو اپنے دل کے اخلاص کا گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین جھگڑالو ہیں (پ ۲ ع ۹)

۴۔ اور اگر وہ منافق بات کریں تو آپ ان کی بات سنیں گے گویا وہ جمے ہوئے لکڑی کے ستون ہیں وہ (مسلمانوں کے مشورہ کی) ہر آواز اپنے خلاف سمجھتے ہیں یہی تو مسلمانوں کے دشمن ہیں ان سے بچ کر رہئے اللہ ان کو برباد کرے کدھر بھٹک گئے ہیں۔ (منافقون پ ۲۸ ع ۱۳)

۵۔ اللہ آپ کو معاف کرے ان کو چھٹی کیوں دیدی (نہ دیتے) تو آپ پر واضح ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان لیتے (توبہ ع ۷ پ ۱۰)

ہمارے خیال میں حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت برضاء و رغبت اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کی تھی ۲۰ ذی الحجہ سے جمادی الاولیٰ تک ۵ ماہ بھرپور کوشش کی کہ سبائی گھر چلے جائیں پھر درجن بھر قاتلوں سے بدلہ لیا جائے کوفہ اور بصرہ کی گورنری بھی مانگی تاکہ بلوائیوں کو وہیں کنٹرول کرلیں۔ عرب کے مشہور سیاستدان حضرت مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن عباس حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنھم نے یہی مشورہ دیا کہ ان کو عہدے دو صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاؤ مدینہ سے نہ نکلنے دو (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۵) ابن عباسؓ نے کہا معاویہ کو ابھی معزول نہ کرو طبری ج ۴ ص ۴۶۱ ابھی تک سب کچھ آپ کے قبضے میں ہے مفسدوں سے خود نمٹو سب لوگ آپ کے ہو جائیں گے۔

چونکہ ان مشوروں میں سبائیوں کی موت تھی رد کر دیئے گئے حضرت حسنؓ نے چیخ کر کہا اباجی آپ پر فلاں فلاں (اپنی منوانے میں) غالب آگئے۔ (طبری) مولانا شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں۔ ”ابن عباس نے حضرت علی کو کہا میری بات مانئے، گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جایئے یا اپنی جاگیر ینبع میں چلے جایئے لوگ تمام دنیا کی خاک چھان ماریں گے لیکن آپ کے سوا کسی کو خلافت کے لائق نہ پائیں گے خدا کی قسم اگر آپ ان مصریوں (قاتلان عثمان خارجی زیادہ تر انہیں سے بنے) کا ساتھ دیں گے تو کل آپ پر ضرور عثمان کے خون کا اتہام لگ جائے گا“

حضرت علی! اب کنارہ کش ہونا میرے امکان سے باہر ہے۔

ابن عباس! معاویہ کو برقرار رکھ کر اپنا طرفدار بنا لیجئے (کیونکہ ان کو اپنا

مفتوحہ علاقہ پسند ہے آپ کا معاون بنا رہے گا تاریخ)

حضرت علی! غصہ سے برھم ہو کر ابن عباس کو سختی سے کہتے ہیں "خدا کی قسم یہ کبھی نہیں ہو سکتا طبری ص ۳۰۸۵ (سیر الصحابہ ج ۲ ص ۲۴۰)

یہی وجہ ہے کہ مصری باغیوں کا مداح فرقہ خاصہ آج تک ان علوی خیر خواہ ۳ مشیروں کو اچھا نہیں سمجھتا۔

حضرت طلحہ و زبیرؓ مایوس ہو کر مکہ آ گئے حضرت عائشہؓ اور اہل مکہ کو مدینہ کے یوں دردناک حال سنائے۔

"ہم اعراب کے شوروشہ کے خوف سے مدینہ سے بھاگ آئے ہیں اور ہم نے وہاں ایسی حیران قوم کو چھوڑا ہے جو نہ حق کو پہچانتی ہے اور نہ باطل سے احتراز کرتی ہے اور نہ اپنی جانوں کی حفاظت کرتی ہے۔ (طبری ج ۳ ص ۴۶۹ سیر الصحابہ ج ۲ ص ۹۲)

چنانچہ حالات کی اصلاح۔ دراصل حضرت علیؓ کی امداد۔ اور بلوائیوں کو آپ سے ہٹانے کے لئے اہل مکہ نے طلحہ و زبیر کو ایک ہزار کا لشکر فراہم کیا طبری ج ۳ ص ۴۷۲ اور صنعاء پر حضرت عثمان کے گورنر یعلی بن امیہ نے ۴ لاکھ درہم ۷۰ قریشی نوجوان اور حضرت عائشہؓ کو عسکر نامی اونٹ ۸۰ دینار میں خرید کر دیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے اپنے حامیوں کے سامنے تبصرہ یوں فرمایا۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے کن سے واسطہ پڑا۔ سب لوگ حضرت عائشہؓ کے زیادہ فرمانبردار ہیں۔ حضرت زبیرؓ سب سے زیادہ طاقتور ہیں طلحہ سب لوگوں سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ یعلی بن امیہ سب لوگوں سے زیادہ خوشحال ہیں (البدایہ والنہایہ فتح الباری ج ۱۳ ص ۵۵)

یہ دونوں حضرات مزید کمک لینے کیلئے اپنے مقبول شہر بصرہ آ گئے گورنر سے معمولی جھڑپ کے بعد بصرہ پر قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ ان کا معقول وفد یا نمائندہ مدینہ میں حضرت علیؓ کو جا کر بتاتا کہ حالات ہمارے قابو میں ہیں آپ تشریف لائیں تاکہ باہمی مشورہ سے بلوائیوں سے نمٹیں۔ بلوائی فوراً مدینہ پہنچے آپ کو ابھارا کہ اب بصرہ کے بعد مدینہ پر بھی چڑھائی ہونے والی ہے لشکر لے کر پہنچیں آپ تیار ہو گئے۔

اہل مدینہ نے بہت منت سماجت کی کہ لشکر لے کر وہاں نہ جائیں عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ "پھر سلطان المسلمین مدینہ لوٹ کر نہ آ سکے گا از خود ملیں مفاہمت کی شکل نکل آئیگی"۔ مگر بے سود۔ پھر اہل مدینہ نے چنداں ساتھ نہ دیا آپ ۹۰۰ افراد لے کر مدینہ سے بصرہ پہنچے صحابہ بہت کم تھے بقول امام شعبی ۶ بدری آپ کے ساتھ ہوئے (عمار کے علاوہ) ابو الھیثم بن تیہان ابو قتادہ انصاری زیاد بن حنظلہ۔ خزیمہ بن ثابتؓ (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۴) افسوس کہ یہ اکابر اس وقت بھی باہم نہ مل سکے ورنہ معاملہ بہت آسان تھا۔ مزید امداد کے لئے اشتر نخعی کوفہ پہنچا یہ تو زبیر کا شہر تھا اس کے ساتھ کوئی نہ چلا گورنر کوفہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے خالی واپس کر دیا اب حضرت علیؓ نے ایسی دو ہستیوں کو بھیجا جن کے ایمان و کردار پر سب مسلمانوں کو ناز ہے یعنی عمار بن یاسرؓ اور ریحانہ رسول دلبند بتول حضرت حسن المجتبی رضی اللہ عنہم۔ حضرت عمار نے جامع مسجد میں فرمایا "لوگو معاملہ بہت نازک ہو چکا ہے ایک طرف ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ہیں جو تمہارے نبی کی اس جہان میں بھی زوجہ ہیں اور آخرت میں بھی زوجہ ہیں۔ دوسری طرف آپ کے چچازاد امیر المومنین علی ہیں اب تم کس کی مانو گے زوجہ نبی کی یا علیؓ کی؟ ہائے دنیا حیران تھی کہ کیا ہو گیا کس کی مانیں اور کسے رد کریں؟ تقریر ناکام رہی۔ اب سبط پیغمبر تشریف لائے جو شکل و اعمال میں حضورؐ کے مشابہ تھے عقل و خطابت کا جوہر خاص ملا تھا بڑی تہذیب اور شائستگی سے ایک ہی تقریر میں لوگوں کا دل موہ لیا گورنر نے مخالفت کی اس کو مسجد سے نکالدیا اور ۹۶۵۰ کا لشکر لے کر بصرہ پہنچ گئے۔

بلوائیوں نے خفیہ جنگ بھڑکا دی :۔

اب حضرت علی طلحہ زبیرؓ باہم تنہا ملے تو پتہ چلا کہ کوئی کسی کا مخالف نہیں سب اللہ کے قانون کے علمبردار اور صرف سبائیوں کے دشمن ہیں جو لگائی بجھائی سے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔ طبری تاریخ الخلفاء للخضری سے ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ جضرت علیؓ نے صلح کا اعلان کر کے سبائیوں سے کہا "مفسدو! میرے لشکر سے نکل جاؤ" اپنی بے وقوفی پر ماتم کرو اب ہر تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ان مفسدوں نے خفیہ

رات کو میٹنگ کی، کہ رات فریقین میں سو کر خفیہ جنگ چھیڑ دو" چند اقتباسات یہ ہیں۔

ا۔ لشکر علوی کے کمانڈر انچیف مالک بن ابراہیم اشتر نخعی نے کہا خدا کی قسم ان کا مشورہ ہمارے بارے ایک ہی ہے کہ ان کی صلح ہمارے خون پر ہو گی آؤ طلحہ کو تو عثمان کے ساتھ ملا دیں تاکہ ہم پر خاموشی سے راضی ہو جائے (معلوم ہوا مروان کا طلحہ پر تیر چلانے کی روایت جھوٹ ہے) ان کے قائد ابن سبا یہودی نے کہا کہ طلحہ اور اس کے ساتھی تو ۵ ہزار ہیں اور تم اڑھائی ہزار ہو تم ایسا نہیں کر سکتے (اندازہ لگایئے کہ پروپیگنڈہ کتنی بڑی طاقت یا لعنت ہے کہ ان ۲۵۰۰ نے یہاں ۱۰ ہزار کا خون بہایا۔ پھر ۵۔۱۰۔۲۰ ہزار بن کر صفین پہنچے اور ۷۰ ہزار شہید کروائے) طبری ج ۳ ص ۵۰۷ طبع بروت نے مزید یہاں لکھا ہے کہ اشتر نخعی نے کہا۔ طلحہ اور زبیر کی پالیسی تو واضح ہے مگر علیؓ کی پالیسی کو ہم آج تک نہ سمجھ سکے۔

فهلموا فلنتوائب على عليؓ فنلحقه بعثمان فتعود فتنة يرضى منا فيها بالسكون

آؤ علی پر بھی (معاذاللہ) بھرپور حملہ کریں اسے عثمان سے ملا دیں
ایسا فتنہ برپا ہو گا کہ علی ہم سے پر سکون خوش ہو گا۔

ابن سوداء نے اسے خوب ڈانٹا دفع ہو جا پھر تو ہم بے نقاب بالکل ننگے (مسلمانوں کے دشمن) ہو جائیں گے (آئندہ اور جنگیں بھی تو لڑانی ہیں)

۲۔ علباء بن میثم نے کہا فریقین سے الگ تھلگ رہو جب تک تمہارا کوئی سردار مقرر نہ ہو ابن سوداء نے کہا خدا کی قسم لوگ پسند کرتے ہیں کہ تم الگ ہو تو تمہیں پرندوں کی طرح اچک لیں۔

۳۔۴۔ سالم بن ثعلبہ اور سوید بن ابی ادفی سے کہا اپنا فیصلہ پختہ کر لو۔

۵۔ تو ابن سوداء نے کہا اسے میری قوم (یعنی سبائی مسلمان نہیں) تمہاری کامیابی اسی صورت میں ہے کہ لوگوں میں گھل مل کر رہو اور کل جب لوگ ملیں تو دونوں میں گھس کر نعرہ "مخالف نے غداری کی" لگا کر جنگ شروع کر دو کہ لوگ لڑائی سے بچ نہ سکیں گے اور اللہ طلحہ زبیر اور علی کو باہم الجھا دے گا" اس عہد و پیمان پر وہ

دونوں لشکروں میں جا کر سو گئے سحری کو جنگ بھڑکا دی (ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۷)

طلحہ وزبیر کی شہادت اور حضرت علیؓ کے تاثرات :۔

افسوس کہ اعلان صلح سن کر سوئے ہوئے بے فکر لوگ اپنا تحفظ نہ کر سکے اس غیر ارادی اچانک جنگ میں بقول ابن حجر ۱۳ ہزار افراد کام آئے حضرت علیؓ نے طلحہ وزبیر کو ایک حدیث یاد دلائی۔ جو قابل تحقیق ہے۔ دونون جنگ سے علیحدہ ہو گئے نماز پڑھ رہے تھے کہ ابن جرموز وغیرہ نے ان کو شہید کر دیا افسوس کہ حضرت علیؓ اپنے فوجیوں سے ان کی حفاظت نہ کر سکے اگرچہ آپ نے طلحہ کی لاش کو دیکھ کر فرمایا کاش میں ۲۰ سال پہلے فوت ہو گیا ہوتا پھر آپ کے شل ہاتھ کو چوم کر فرمایا احد میں اس ہاتھ نے رسول اللہ کو شہید ہونے سے بچایا تھا پھر آپ اور آپ کے مخلص ساتھی طلحہ و زبیرؓ پر رونے لگے۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ کو آکر کہا طلحہ کا قاتل آپ سے ملنا چاہتا ہے (جو مروان نہیں سبائی حبدار تھا) تو فرمایا اسے دوزخ کی بشارت دو پھر علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے اے اللہ میں عثمان کے قاتلوں سے بری ہوں (تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۹) آپ نے اپنے پھوپھی زاد حضرت زبیرؓ کے قاتل عمرو بن جرموز کو بھی ارشاد نبوی کے مطابق جب جہنم کی بشارت سنائی تو وہ بولا نقتل اعداء کم وتبشر ونا بالنار (الاخبار الطوال) ہم تو تمہارے دشمن قتل کریں تم ہمیں دوزخ کی بشارت دو (عجیب انصاف ہے!) پھر اس نے آپ کے سامنے خودکشی کر لی تو آپ نے فرمایا حضور نے سچ فرمایا تھا کہ یہ (اور آج کے بھی اس کے مداح) دوزخی ہیں اس جنگ میں حضرت علیؓ بھی۔ حضرت عائشہ کی طرح۔ حضرت عثمان کے قاتلوں اور ان کے حبداروں پر لعنت بھیجتے تھے اللهم العن قتلة عثمان واشياعهم (ص ۸۹ ج ۷) تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۸۸ اور دونوں کے متعلق یہ آیت پڑھتے تھے ہم نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا جنت میں وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ (پ ۱۴ ع ۴)

جمل عائشہ کے ارد گرد آپ کی حفاظت کے لئے آنے والے بنو ضبہ وغیرہ کے ۵ ہزار مسلمان بے رحم اشتر نخعی نے شہید کئے حضرت علیؓ اس یکطرفہ مسلم کشی

سے بہت پریشان ہوئے اشتر سفاکی تو آپ کے کہنے سے نہ رک سکتا تھا البتہ آپ نے کونچیں کٹوا کر اونٹ کو گرایا اہل بصرہ کی شکست کا اعلان کیا حضرت عائشہ کو شہید ہونے سے بچا لیا اور باعزت مدینہ کی طرف رخصت کیا اور اعلان فرمایا لوگو! یہ تمہارے نبی کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بیوی ہیں ولھا حرمتھا الاولی. ان کی وہی پہلی عزت برقرار ہے سوائے اس کے کہ ان سے عورتوں جیسی غلطی ہوئی اور مقابلے پر آگئیں (حالاکہ لڑنے نہیں صلح کرانے آئی تھیں) پھر حضرت عائشہ نے بھی علیؓ کی تعریف کی کہ میری ان سے شکررنجی ایسی ہے جیسے دیور سے ہو جاتی ہے رضی اللہ عنھما باہر دو سبائیوں نے حضرت عائشہ کو اماں کہہ کر بھی تنقید کی تو حضرت علیؓ نے اپنے ایس پی قعقاع بن عمرو سے ان کو ۱۰۰/ ۱۰۰ درے لگوائے۔

اگر پاکستان میں حضرت علیؓ کا یہ قانون سزا لاگو ہو جائے تو فرقہ وارانہ جھگڑے بہت کم ہو جائیں۔

تاریخ کی مجرمانہ خاموشی :۔

ہم اب نہایت افسوس سے تاریخ کا یہ سقم اور خلاذکر کرتے ہیں کہ فتح بصرہ کے بعد ۵۰ لاکھ درھم کا شاھی خزانہ ۱۰ ہزار سبائی لشکر نے فی کس پورا ۵۰۰/ ۵۰۰ درہم بانٹ لیا مسلم کشی کی اجرت مل گئی۔ ایک لڑکی نے اپنے والد سے پوچھا آپ انعام کیوں نہیں لائے اس نے کہا وہ ثابت قدموں کو ملا میں تو بھاگ آیا ہوں۔ جبکہ یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ ۱۰ ہزار ہی لڑنے گئے ۱۰ ہزار ہی واپس آئے کیا ایک بھی نہیں مرا؟ مگر جو۔ ۱۰/ ۱۲ ہزار بصری شہید ہوئے اتنی عورتیں بیوہ ہوئیں ہزاروں بچے یتیم ہوئے کنواروں کے غریب والدین مصیبت میں گرفتار ہوئے لیڈر تو ان کے واصل بحق ہو گئے تھے جن کے بارے حضورؐ کا ارشاد تھا "احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید (طلحہ و زبیرؓ) ہیں (بخاری و مسلم) کیا اسلامی حکومت نے ایسے یتامی اور زخمیوں کو بھی کچھ دیا تاریخ خاموش ہے۔

اب ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حکومت یہ تحقیقات کرتی کہ اعلان صلح کے بعد

جنگ کیوں ہو گئی کس نے کی تحقیقاتی کمیشن قائم ہوتا وہ باقاعدہ رپورٹ مرتب کر کے مجرموں کو سنگین سزائیں دیتا۔ انصاف کون کرے کس سے کرائے حضرت علیؓ کے قتل کا مشورہ دینے والا اشتر نخعی ہی امیر اور کمانڈر تھا مصری غنڈے جرنیل تھے سوئے ہوئے بصریوں عراقیوں کو خوب کاٹا ان پر یہ شعر کہا گیا ہے۔

اینچنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

عباسی دور میں اموی دشمنی نشہ کے تحت ابو مسلم خراسانی سفاح کے مداح تاریخ مرتب کرنے والے قلمکار اس خلاء کو بھی اپنی نکتہ آفرینیوں سے کچھ پر کرتے تو اصحاب رسول کی کردار کشی کرنے والی تاریخ کچھ تو ہمارا غم دور کرتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جنگ صفین کے اسباب و نتائج :۔

چونکہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی حضرت امیر معاویہ۔ جن کے پاس آپ کے صاحبزادے پناہ گزین تھے نے یہ شرط لگا دی تھی "کہ پہلے عثمان کا بلوائیوں سے بدلہ لو پھر ہم سے بیعت لو" اس لئے شام پر چڑھائی کی تیاریاں تو جنگ جمل سے پہلے ہو رہی تھیں مگر یہ حادثہ پیش آگیا۔ اب بلوائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے خود فرمائیں یا تو اشتر نخعی کوفہ سے ناکام گیا پھر حضرت حسنؓ نے اپنے ایمانی زور اور رشتہ نبوت کی وجہ سے صرف ساڑھے نو ہزار کا لشکر فراہم کیا اب ایک دو ماہ کے اندر تقریباً نوے ہزار کا لشکر فراہم ہو گیا مفتی جعفر حسین لکھتا ہے "چنانچہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لوگ وہاں پر جوق در جوق آنے شروع ہو گئے اور بڑھتے بڑھتے ان کی تعداد اسی ہزار سے تجاوز کر گئی" نہج البلاغہ ص ۳۵۶۔ یہ لشکر شام کے شہر حلب کے مشرقی کنارے دریائے فرات کے پاس میدان میں خیمہ زن ہوا تاکہ بیعت نہ کرنے اور معزدلی امارت کا حکم نہ ماننے اور قصاص کا مطالبہ کرنے والے امیر شام کو اطاعت کا سبق سکھایا جائے۔ طبری کا بیان ہے کہ عدی بن حاتم یزید بن قیس ارحبی شبث بن ربعی زیاد بن حفصہ معاویہ کے پاس گئے آپ کے فضائل بیان کئے اور جماعت سے ملنے کی دعوت دی پھر دھمکی دی۔

يا معاويه لا يصبك الله واصحابك بيوم مثل يوم الجمل

فقال معاويه كانك انما جئت متهددا لم تات مصلحاالخ

اے معاویہ خدا تجھے وہی عذاب نہ دے جو جمل والوں کو ملا معاویہ نے کہا تم تو دھمکی دینے آئے ہو صلح کرانے نہیں تم ہی تو عثمان پر حملہ آور تھے۔

کاش کہ یہ سفارتی دعوت خود بلوائی نہ دیتے۔ حضرت ابن عباس ابو ایوب انصاری جیسے معتدل اکابر صحابہؓ دیتے تو معاویہؓ کو رام کر لیتے اب حضرت معاویہ کو خدا کی تعریف کے بعد جواب میں کہنا پڑا۔ تم اطاعت و جماعت کی دعوت دینے آئے ہو۔ جماعت تو ہمارے پاس بھی ہے۔ رہی تمہارے ساتھی کی اطاعت تو ہم نہیں کرتے کیونکہ اس نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا (غلط فہمی ہے حضرت علیؓ نے نہج البلاغہ میں تردید کی ہے ونحن منہ برآء) ہماری جماعت (مسلمین) کو متفرق کیا ہم پر حملہ آوروں اور عثمان کے قاتلوں کو پناہ دی اگر اس کا خیال ہے کہ وہ قاتل نہیں تو ہم آپ کو قاتل نہیں کہتے مگر یہ تو بتاؤ قاتلان عثمان تم جیسے لوگ ہیں تم ان کو جانتے ہو کہ وہی تمہارے ساتھی کے لشکری ہیں وہ قاتل ہمارے حوالے کر دے کہ ان کو ہم بدلہ میں قتل کریں پھر ہم تمہاری اطاعت کر کے جماعت میں مل جائیں شبن کہنے لگا اے معاویہ کیا تجھے پسند ہے تو موقع پائے تو عمار کو بھی بدلہ میں قتل کرے۔ (الخ طبری ج ۴ ص ۲۔۳)

بلوائیوں نے عمار کو قاتل عثمان کہا :۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صحابہ اور مسلمانوں کے دشمن، حضرت عمارؓ بن یاسر کو بھی قاتل عثمان اور مجرم بتا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں ورنہ عمار قتل عثمان سے بری ہیں۔ ان کے قاتل یہی سبائی ہیں کوئی اور نہیں۔ مطالبہ قصاص میں بلوائیوں کی صاف موت تھی اس لئے حضرت علیؓ اور آپ کا لشکر اسے ہر گز نہ مان سکتا تھا۔ معاویہؓ اپنے موقف سے اس لئے نہ ہٹ سکتے تھے کہ قتل عثمان۔ سے چند ماہ پہلے بلوائیوں نے آپ کو دھمکی دی تھی "تم نے اپنے صوبہ شام میں ہمیں اپنا مشن (بغاوت عثمان) نہ چلانے دیا

ہماری حکومت آنے والی ہے ہم تم سے نمٹیں گے (طبری حالات ۳۵ھ)

حضرت معاویہ پر آیت بغاوت پڑھنے والے حضرات ان سبائیوں پر بھی پڑھ دیا کریں کیونکہ پہل انہوں نے کی اب خدا کا قانون وہ نہیں چلنے دیتے۔

فان بغت احدهما على الاخرىٰ فقاتلوا التى تبغى حتى تفئى الى امر الله الخ (پ ۲۶ حجرات ع ۱)

اگر ایک گروہ دوسرے پر چڑھائی کرے۔ تو چڑھائی کرنے والے سے لڑو جب تک وہ اللہ کے قانون کی طرف لوٹ نہ آئے۔ اگر لوٹ آئے تو انصاف سے صلح کرو واللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضرت معاویہؓ پر آیت اس لئے فٹ نہیں کہ وہ کسی پر چڑھائی کرنے نہیں گئے اپنے گھر میں تحفظ کر کے بیٹھے ہیں اطاعت امیر پہلے ان سے تو کرالو جو عثمان کو قتل کر کے دندناتے پھرتے ہیں اور اب شام پر چڑھائی کر دی ہے۔

حضرت معاویہ کو ان کی یہ دھمکی بھولی نہ تھی اب حضرت علیؓ کے ہاتھ میں بیعت تو بعد میں ہوتی مگر بلوائی معاویہؓ کا سر اپنے ہی گھر میں پہلے قلم کر دیتے حضرت طلحہ زبیر اور ۱۲ ہزار بصریوں کا حشر آپ کے سامنے تھا۔ بلوائیوں کے آگے سر جھکانے کی معاویہؓ نے غلطی نہیں کی۔ بس! یہی وہ جرم ہے کہ بلوائی نما یا بلوائی نواز مورخ آپ کو باغی لکھتا آرہا ہے اور اسے ہمارے بعض مورخین و مؤلفین اپنی کتابوں میں درج کرتے آرہے ہیں۔

کیا بیعت امیر شام سے امن ہو جاتا ؟ :۔

ذرا غور فرمائیے کہ اگر معزول ہو کر حضرت امیر معاویہؓ آپ کی بیعت کر کے مسلمانوں سے مل بھی جاتے تو کیا بلوائی خوش ہو جاتے ؟ اور قاتل حضرت علیؓ کے حوالے کر دیتے اور آپ بدلہ لے کر مسلمانوں کو ایک امت بنا لیتے ؟

یا خود آپ کے لشکر میں پھوٹ پڑ جاتی جیسے تحکیم کے وقت پڑی ؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بیعت ہو یا انکار ان بلوائیوں کا مقصد صرف مسلمانوں کو باہم لڑانا تھا۔ ؟

تاریخ بتاتی ہے کہ عراق سے جو سفیر بھی شام میں صلح کے لئے بھیجا گیا وہ

معقول طریقہ سے بات نہ کرتا بس صرف برا بھلا کہتا تلوار دکھاتا معاویہ بھی اسے تلوار دکھا کر باعزت وامن واپس کر دیتے اور کوئی صحابی بزرگ معقول بات کرتے تو معاویہ یہی کہتے "کہ میں بیعت کرتا ہوں آپ ان سے بدلہ دلوائیں" چنانچہ حضرت ابوالدرداء۔ ابوامامہ باھلی۔ جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہم جب بھی پیغام لے کر آئے تو ۱۰ ہزار / ۲۰ ہزار آپ کے لشکری۔ یہ نعرے لگا کر کھڑے ہو جاتے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے" اس لئے یہ صحابہ کسی کے ساتھ شریک نہ ہوئے (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۴) طبری ابن اثیر ابن خلدون سیر الصحابہ وغیرھا پر اشتر نخعی کا حضرت جریر بجلی کو بار بار ڈانٹنا بے عزتی کرنا حتی کہ حضرت علیؓ کے اس محسن گورنر کا آپ سے الگ ہو جانا لکھا ہے۔

ان متضاد نظریات اور بلوائیوں کی سازش سے صلح صفائی نہ ہو سکنے کی وجہ سے جنگ ناگزیر ہوگئی۔ ۵ ماہ تک مسلمان ایک دوسرے کے خون کا بہت احترام کرتے معمولی جھڑپیں ہوتیں خاص بہادر مبارزت کے جوہر دکھاتے جنازے اکٹھے پڑھتے ایک دوسرے کے دستر خوان پر کھانا کھاتے ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے پھر محرم ۳۷ھ میں جنگ بند کر دی پھر صفر میں آغاز ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا سب لشکر جمع کر کے جہاد پر خوب تقریر فرمائی اور اس لیلۃ الھریر میں خوفناک جنگ شروع ہوگئی۔ شامی بصریوں کی طرح بے فکر سوئے ہوئے نہ تھے حملہ کے منتظر اور جواب پر تیار تھے۔ ہائے افسوس کشتوں کے پشتے لگ گئے جگہ جگہ خون کے سیلاب لاشوں کو بہالے جا رہے تھے منیٰ میں قربانیوں کا سا منظر تھا تقریباً ستر ہزار نفوس کام آئے اناللہ و انا الیہ راجعون

بقول مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ "صحابہ کو نظر لگ گئی" اگرچہ فریقین میں ان کی تعداد بہت کم تھی۔ علامہ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۵۲ پر لکھتے ہیں امام احمد بن حنبل امام محمد بن سیرین سے ناقل ہیں کہ (خلافت علوی میں) فتنے اٹھے اور آنحضرت ﷺ کے دسیوں ہزار صحابہ زندہ تھے مگر ان جنگوں میں ایک سو بھی شریک نہ ہوا بلکہ تیس تک بھی ان کی تعداد نہیں پہنچتی۔

بروایت ابن بطہ از بکیر بن الاشج کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بدری صحابہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد گھروں سے چمٹ بیٹھے پھر (چند کے سوا) قبروں کی طرف ہی نکلے البدایہ ج ۷ ص ۲۵۴۔ تاریخ بتاتی ہے کہ شامی لشکر ۴۰ ہزار تھا مرکزی عراقی ۹۰ ہزار تھا دونوں آدھے آدھے کٹ گئے کسی کی فتح واضح نہ ہو سکی بروایت بیہقی البدایہ و النہایہ ج ۷ ص ۲۷۵ پر ہے کہ شامی ۶۰ ہزار تھے عراقی ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھے۔ عراقی ۴۰ ہزار اور شامی ۲۰ ہزار شہید ہوئے۔

حضورؐ اور صحابہ کے تاثرات :۔

اس جنگ میں اتنے عظیم نقصان کو صحابہؓ اپنے دین کے خلاف جاننے لگے بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضرت علیؓ کے گورنر سھل بن حنیف نے واپس آکر کہا۔ اتھموا الرای اے لوگو دین میں اپنی رائے پر تہمت لگاؤ (یعنی اس مسلم کشی کو کار ثواب نہ جانو) میں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ابو جندل کو (بیڑھیوں) میں دیکھا اگر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کو واپس کرتا۔ اللہ کی قسم جب سے ہم مسلمان ہوئے جس کام کے لئے بھی اپنی گردنوں پر تلواریں اٹھائیں اسے آسان کر دیا سوائے اس جنگ کے کہ ایک جانب سے ہم سوراخ بند کرتے ہیں تو دوسری سمت کھل جاتا ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کا کیا علاج کریں ؟ (بخاری ج ۲ ص ۶۰۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جنگ نہروان میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی **یقاتلھم اولھم بالحق.** کہ ان خارجیوں (علیؓ کی جماعت سے نکل کر خود آپ پر حملہ آور عثمان کے قاتلوں مصری عراقی بلوائیوں) سے جنگ وہ لڑے گا جو حق کے زیادہ قریب ہوگا (بخاری) مگر جمل وصفین لڑنے کی کسی حدیث مرفوع میں تعریف نہیں ہے۔ تمام محدثین نے ان کو کتاب الفتن میں درج کر کے۔ محمد بن مسلمہ جیسے جنگ سے بچنے والوں کی خوب تعریف روایت کی ہے اور فرمایا کہ مسلمانوں کے دو بڑے لشکر آپس میں لڑیں گے دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا (اتباع امام اور اجراء قانون الٰہی) اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہوگا

(یعنی قتل مسلمان سے بچنا ہی سب سے بڑی نیکی ہے) اسی لئے اپنے ریحانہ حسن المجتبیٰؓ کو سردار کہا کہ اللہ اس کے ذریعے دو بڑے لشکروں میں صلح کرائے گا (بخاری و مسلم)(ابو داؤد ج ۲ ص ۲۹۳ کتاب الفتن)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھی حسن کے ساتھ گود میں بٹھا کر اسی لئے فرمایا تھا اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے اور ان کی محبت (واتباع) کرنے والوں سے محبت کر (صحیحین) جبکہ اسامہ نے کہا تھا۔ اگر آپ مجھے چیتے کے منہ میں دیدیں منظور ہے مگر مسلمان کے خلاف تلوار نہیں اٹھاؤں گا"

حضرت علیؓ کے لئے مزید مشکلات :۔

قاضی نور اللہ شوستری نے۔ جس کو ہمایوں دور میں ہندوستان میں رفض پھیلانے کے لئے صفوی حکمرانوں نے ایران سے بھیجا تھا۔ مجالس المومنین میں لکھا ہے۔

گر علی در صفین فتح نیافت پیغمبر ہم در حنین فتح نیافت

اگر علیؓ نے صفین میں فتح نہ پائی تو حنین میں پیغمبر علیہ السلام نے بھی فتح نہ پائی (معاذ اللہ)

رفض نما مورخ لکھتے ہیں کہ شامی شکست کے قریب تھے مگر انہوں نے نیزوں پر قرآن اٹھا کر جنگ بند کرادی اور عراقیوں میں پھوٹ پڑ گئی حقیقت یہ ہے کہ شکست قریب ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ قتل عام روکنے کے لئے ٹیلے پر چڑھ کر معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا کون کس پر حکومت کرے گا عمرو! جنگ بند کراؤ ان کی تدبیر سے جنگ بند ہو گئی حضرت علیؓ نے عراقیوں کو ہزار سمجھایا کہ یہ جنگی چال ہے تم فتح پانے تک لڑتے رہو۔

مگر آپ کا فرمانبردار لشکر تو تقریباً ۵۰ ہزار شہید ہو چکا تھا۔ اب نیکوں کو جنگ کی آگ میں مسلیوں کی طرح آگے پھینکنے والے سبائی لیڈروں کو اپنی موت صاف نظر آرہی تھی۔ "ایسے ۲۰ ہزار مومن بولے اے علی ہمیں جنگ پر آمادہ نہ کر...... ہم آپ کا وہی حشر کریں گے جو عثمان کا کیا تھا آپ فوراً جنگ ختم کریں...... اگر مالک (اشتر نخعی) نے آنے میں تاخیر کی تو پھر اپنی جان سے ہاتھ دھولیں (ترجمہ نہج البلاغہ از جعفر حسین

(طبری) ج ۴ ص ۴۴۳ پر ہے اور نفعل کما فعلنا بابن عفان یا ہم تجھے اسی طرح قتل کریں گے جیسے عثمان بن عفان کو کیا (معاذ اللہ)

اب پورے ۱۴ ماہ بعد حضرت علیؓ کو اپنے دوست نما دشمنوں (عثمان کے قاتل باغیوں) کا حال معلوم ہوا تو بار بار یوں بد دعائیں دیں تمہیں ہدایت کی توفیق نہ ہو نہ سیدھی راہ دیکھنا نصیب ہو...... کاش تمہیں (نہ دیکھا ہوتا) چھوڑ کر کہیں چلا جاتا جب تک شمالی جنوبی ہوائیں چلتی رہتیں تمہیں کبھی طلب نہ کرتا (نہج البلاغہ خطبہ ۱۱۷)

ذرا غور فرمائیں یہ جنگ سے منہ موڑ کر عثمان کی طرح آپ کے قتل پر آمادہ وہی ۲۰ ہزار تو نہیں جو بار بار کہتے تھے ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے۔ کیا ان کا ایک بھی نہ مرا؟ کیسے خناس ہیں سوئے ہوئے ۱۲ ہزار بصریوں کو کاٹا اب لاکھ بھر لشکر بڑے طمطراق سے لائے۔ ۵۰ ہزار نیک تابعداران علی ایک ہی جنگ میں شامیوں کے آگے سلا دیئے۔ خدا ہی جنگ کے پانسے بدلتا ہے۔ اب علیؓ کی جان کے درپے ہیں معاذ اللہ۔

اب نہج البلاغہ عام تاریخ اور کتب سبائیہ یہی رونا روتی ہیں کہ آپ نے جو قدم بھی اٹھایا الٹا پڑا بڑا نقصان ہوا سب مقبوضہ علاقے آپ کے ہاتھ سے نکلتے چلے گئے۔ ان بلوائیوں کی نکتہ چینی اور چغلخوری سے قیس بن سعد بن عبادہؓ جیسے بہترین مدبر (اللہ کی اس پر ہزار ہزار رحمتیں ہوں) کو ہٹانے سے مصر گیا پھر حجاز و یمن بھی گئے۔ آپ کے بہترین مدبر و جرنیل دست بازو چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ کی گورنری سے علیحدہ ہو گئے ایک صاع ۳ کلو گندم بیت المال سے مانگنے کا الزام لگا کر آپ کے بڑے بھائی حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کو معاویہ کے پاس بھجدیا گیا (فوا اسفا) (کیونکہ یہ مومن دربار مرتضوی میں کسی کو نہیں ٹکنے دیتے) چونکہ ان کے اصرار پر آپ نے تحکیم قبول کی کہ حکمین مجھے اور معاویہ کو حکومت پر برقرار رکھیں یا معزول کریں سب منظور ہے تو ۱۰ ہزار جنگجو سپاہی آپ سے الگ ہو گئے اور خارجی کہلائے کہ آپ تو (ہمارے عقیدہ میں) منصوص من اللہ امام ہیں۔ جواب بھی فرقہ خاصہ کا عقیدہ ہے۔ آپ کو خدا نے حکومت دی ہے حکمین آپ کو معزول نہیں کر سکتے"۔

ان الحکم الا اللہ (حکومت صرف خدا کے دینے سے ملتی ہے) کا یہی مطلب ہے جو ابن سبا نے آپ کے اس لشکر کو سکھایا تھا۔ آپ نے ان سے کامیاب جنگ نہروان میں لڑی۔ جس کی حضور علیہ السلام سے تعریف ہم نقل کر چکے ہیں۔

مفتی جعفر بھی صفین میں فتح نہ پانے پر حضرت علیؓ کے لشکر کے ایمان و کردار پر یوں حملہ کرتے ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ جنگ کی طولانی مدت سے اکتا کر جی چھوڑ بیٹھے تھے۔ اب ان کو جنگ۔ رکوانے کا حیلہ مل گیا۔

۲۔ کچھ لوگ حضرت کے اقتدار سے متاثر ہو کر ساتھ ہو گئے مگر دل سے ان کے ہمنوا نہ تھے آپ کی فتح و کامرانی نہ چاہتے تھے۔

۳۔ کچھ وہ تھے کہ ان کی توقعات معاویہ سے وابستہ تھیں۔

۴۔ کچھ پہلے سے اس سے سازباز کئے ہوئے تھے ترجمہ نہج البلاغہ ص ۵۸۴ (۳۔۴ بالکل جھوٹ ہے ورنہ وہ معاویہ سے پہلے مل جاتے کیا یہی قاتل عمار تو نہیں)

یہ ہے وہ سبائی باغی ٹولہ جو عثمان کا قاتل طلحہ و زبیر کا قاتل۔ اب علی کو بھی قتل کرنا چاہتا ہے تو حضرت عمار کا قاتل اور باغی کیوں نہیں ہو سکتا؟

یہ مفاد پرست رافضی ٹولہ اپنے نام نہاد مومن حبداروں کی مٹی خود پلید کریں تو اچھا کام ہو ہم ان دشمنان صحابہ کو برا ثابت کریں تو کیوں غلط ہو۔

بلوائی ہی قاتل عمار ہیں :۔

اب ایک نظر میں ان کے کرتوت ملاحظہ فرمائیں۔ جنگ جمل سے پہلے خفیہ میٹنگ میں اشتر نخعی کا حضرت طلحہ و علیؓ کو قتل کرنے کا مشورہ دینا۔ صلح کے بعد دھوکہ سے جنگ بھڑکانا صفین میں باہمی مصالحت اور مذاکرات بالکل نہ ہونے دینا امیر شام کے مطالبہ پر بار بار یہ اعلان کرنا کہ ہم سب قاتل عثمان ہیں معاویہ ہم سے بدلہ لے لے پھر علیؓ کو دھمکی دینا کہ صفین کی جنگ بند کرو ورنہ ہم تجھے بھی قتل کر کے عثمان سے ملا دیں گے (مناقب شہر بن آشوب ج ۳ ص ۲۸۲) پھر خارجی بن کر آپ سے لڑنا

حتی کہ ایک بدبخت عبدالرحمٰن بن ملجم کا آپ کو مسجد میں شہید کرنا۔ طبری کی ایک روایت کے مطابق۔ جب آپ نے خود تفتیش کرنا چاہی اور قاتلین عثمان ان سے مانگے۔ تو ان کا فوراً آپ کو قتل کی دھمکی دینا وغیرہ ایسے لاتعداد واقعات ہیں جو ان قاتلان عثمان ہی کو فئہ باغیہ حضرت علیؓ کا بھی قاتل اور مسلمانوں کا دشمن بتاتے ہیں۔ تو یہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے ارشاد نبوی کے مطابق قاتل قرار پائیں تو عقلی نقلی نفسیاتی کونسی دلیل ان کو قتل عمارؓ سے بچاتی ہے؟ ذرا سنجیدہ ہو کر غور فرمائیے۔

ہمارے ہاں قوی قرینہ یہ ہے کہ صفین کی ہولناک جنگ طول پکڑ گئی مفتی جعفر مترجم نہج البلاغہ ص ۵۸۴ اردو کے بیان کے مطابق کچھ لوگ اب جی چھوڑ بیٹھے تھے انہوں نے ہی جنگ روکنے اور اپنی حقانیت اور فتح کا اعلان کرنے کے لئے حضرت عمارؓ کو شہید کر کے غوغا مچا دیا ہو گا کہ معاویہ کا لشکر باغی ہے اور ہم برحق ہیں کیونکہ فتنہ باغیہ کی حدیث مشہور ہے۔

حضرت مولانا صفدر مدظلہ کی تحقیق :۔

ہمارے استاد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ کا اس حدیث بخاری کے مصداق میں خاص ریمارکس یہ ہے۔

۱۔ عبداللہ بن سبا یہودی یمنی اور اس کی سبائی پارٹی کی یہ کارستانی ہے جس نے بڑھ چڑھ کر اسلام کو نقصان پہنچایا۔

۲۔ اس نے حضرت عمرؓ کے دور میں سر اٹھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی (ہاں حضرت عمرؓ کو شہید کرا کر فتن سے حفاظت کی دیوار گرا دی)

۳۔ شرح مسلم نووی ج ۲ ص ۲۷۲ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۲۳۹ میں صراحت ہے کہ قتل عثمان میں کوئی صحابی شریک نہ تھا۔

۴۔ اس زمانہ کی لڑائیوں میں جانچ پڑتال سے دفتروں رجسٹروں میں باضابطہ فوجیوں کے نام درج نہ ہوتے تھے نہ فوجی ٹرینگ ہوتی تھی جو چاہتا اپنے جوش و جذبہ سے کسی فریق میں شامل ہو جاتا تھا یہ منافق اسی طرز سے

حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو کر مسلم کشی کرتے تھے۔

۵۔ حضرت امیر معاویہ اگرچہ بہت دور اندیش زیرک و محتاط جرنیل تھے مگر صفین کی طویل لڑائی کی ۷۰ جھڑپوں میں بہت ممکن ہے کہ یہ منافق امیر معاویہؓ کے لشکر میں داخل ہو گئے ہوں اور موقعہ پا کر انہی فسادی لوگوں نے جو الفئۃ الباغیۃ اور یدعون الی النار تھے حضرت عمارؓ کو شہید کر دیا تھا آپ کے قاتلین میں کوئی بھی صحابی اور داعی الی الجنۃ کا مصداق شامل نہ تھا اور نہ وہ حضرت معاویہ کے حکم اور رضا سے قتل ہوئے۔ کیونکہ بروایت عثمان اور ام سلمہؓ حضور علیہ السلام نے عمارؓ کے قاتل کو دوزخی بتایا ہے (کنز العمال ج ۱۱ ص ۷۲۵) حضرت عمرو بن العاص سے بھی مشہور روایت یہی ہے قاتل عمار و سالبہ فی النار (عمار کا قاتل اور سامان لینے والا دوزخی ہے) مستدرک ج ۳ ص ۳۸۷) تو اس حدیث کے راوی خود عمروؓ ہیں وہ اور حضرت معاویہؓ بمع دیگر اصحاب رسول کیسے قاتل اور دوزخی بن سکتے ہیں؟

ملخص بتغییر یسیر از رسالہ بخاری شریف کی چند ضروری مباحث ص ۷، ۸

تحقیقی اور اصلی جواب یہی ہے۔ بالفرض قرآن کی طرح تاریخ پر ہی ایمان رکھنے والے کسی بھائی کا اصرار ہو کہ لشکر معاویہؓ ہی آپ کا قاتل تھا تو قتل بالسبب کا درجہ دے کر اپنا اطمینان کریں جیسے جھوٹے گواہ یا راشی قاضی کسی کو سولی پر لٹکوا دیتے ہیں اگرچہ قتل باسبب میں بھی لشکر معاویہ کے اصحاب رسول یہ جرم نہیں کر سکتے یہ صرف جاہلوں سبائیوں کا کام ہے۔ جنہوں نے قاتل جتلا کر شہید کروا دیا تو اصل قاتل لانے والے ہی ہوئے کیونکہ حدیث میں جس چیز کی نفی صحابہ سے ہے اسی کا ثبوت فئہ باغیہ کے لئے ہے۔ بالفرض حضرت عمارؓ پتھروں کے بوجھ سے گرتے اور دب کر فوت ہو جاتے تو پتھروں کی طرف نسبت مجازی ہوتی اور حقیقی نسبت پتھر [illegible] نے والوں کی طرف ہوتی تو اب چونکہ فئہ باغیہ ہی آپ کو قاتل بتلا کر جنگ میں لایا تو وہی قاتل ٹھہرے یہی حضرت معاویہؓ نے کہا کہ عمار کے قاتل آپ کو لانے والے ہی ہیں ہم نہیں (طبری ج ۴ ص ۲۹) اگرچہ اس کا برجستہ جواب حضرت شیر خدا نے یہ دیا "کہ پھر حمزہؓ کے قاتل مسلمان ٹھہرے" مگر یہ برمحل اور مطابقی نہیں کیونکہ احد میں ۷۰۰

خالص مسلمان ہی رہ گئے تھے۔ ابن ابی رئیس المنافقین اپنے ۳۰۰ ساتھیوں کو واپس لے گیا۔ مسلمان ہرگز حضرت حمزہؓ کو شہید نہ کر سکتے تھے۔ جبکہ صفین میں آپ کے لشکر میں منافقوں بلوائیوں کا وجود متفق علیہ ہے تو ان کے سوا براہ راست یا بواسطہ کسی اور کا یہ جرم نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمارؓ کو قاتل عثمان بتانے والا شبث بن ربعی ہے طبری ج ۴ ص ۱۳ اس متلون مزاج قاتل عثمان و عمار کا حال ابن حجر سے سنئے۔

"شبث بن ربعی تمیمی کوفی مخضرم ہے (یعنی عہد جاہلیت میں پیدا ہوا مگر اسلام آپ کی وفات کے بعد لایا) سجاح (جھوٹی نبوت کی دعویدار عورت) کا موذن تھا۔ پھر مسلمان ہوا ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے حضرت عثمان کے قتل میں امداد دی پھر علی کے ساتھ ہو گیا (جواب سفیر علیؓ بن کر حضرت عمارؓ کو بھی قاتل عثمان بتانے آیا ہے) پھر خارجی بن گیا پھر تائب ہوا تو امام حسینؓ کو بلا کر آپ کے قتل میں شریک ہوا پھر مختار ثقفی کے ساتھ ہو کر قصاص حسین کی جنگ لڑی پھر کوفہ میں پولیس افسر تھا اور مختار کے قتل میں شریک ہوا ۸۰ھ میں کوفہ ہی میں مرا تقریب التہذیب ج ۱ ص ۳۱۱ افسوس کہ حضرت علی اور اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کو ایسے ہی زبان دراز بہادر مگر مفسد و منافق ملتے رہے جو اہلبیت سمیت مسلم کشی کرتے کراتے رہے (معاذ اللہ)

تدعوهم الى الجنة و يدعونك الى النار کی تشریح :۔

حضرت عمارؓ ہرگز قاتل عثمان اور بلوائیوں کے معاون نہیں ہیں۔

شہادت کے سال ۳۵ھ میں حضرت عثمانؓ نے خفیہ سبائی تحریک کی پڑتال کے لئے جو اپنے خاص معتمد احباب مختلف صوبوں میں بھیجے تو حضرت عمارؓ کو مصر میں بھیجا جو عبداللہ بن سبا یہودی کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر تھا باقی تو صحیح رپوٹ لے کر واپس آ گئے مگر عمار کو سبائیوں نے روک لیا۔ حضرت عثمان نے مصری گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ تو گورنر نے لکھا کہ عمار کو مصریوں نے جھکا دبا لیا ہے اور آپ کو گھیر لیا ہے جن میں عبداللہ بن سبا خالد بن ملجم (قاتل علی عبدالرحمٰن بن ملجم کا بھائی) سودان بن حمران کنانہ بن بشر (تاریخ کے اتفاق سے عثمان کے قاتل تھے۔ اور کنانہ بن بشر بڑا بہادر

مرتضوی جرنیل تھا مصر کی جنگ میں کافی شامیوں کو قتل کیا بلآخر معاویہ بن خدیج نے آکر پانسہ پلٹایا یہیں محمد بن ابی بکرؓ شہید ہوئے) ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ عمار بھی ان کی بات مان لے ان کا خیال ہے کہ حضرت محمد دنیا میں پھر آئیں گے اور وہ اسے (عمار کو) عثمان سے بیزاری کی دعوت دیتے ہیں اور یہ بھی بتلاتے ہیں (بالکل جھوٹ) کہ اہل مدینہ کی رائے بھی یہی ہے (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۷ ص ۴۳۴ قصہ ابن سبا)

گورنر نے یہ بھی پوچھا تھا کہ کیا ان بد عقیدہ سبائیوں کو قتل کروں؟ فرمایا ہرگز نہیں خدا ان سے خود بدلہ لے گا (ایضاً)

بس یہ مسلم نما کافر حضرت عثمانؓ یا علیؓ کی اسی نرمی اور حیاء و شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر امت کے سر پر سوار ہو گئے اور خوب خونریزیاں کرائیں اب پتہ چلا کہ ان سبائیوں نے حضرت عمارؓ کی بزرگی سے ناجائز فائدہ اٹھا کر آپ کو روک لیا اور عثمان سے بغاوت اور قتل کی دعوت دی یعنی ان کو دوزخ کی طرف بلایا مگر عمار اگرچہ ان نافقوں کی چرب زبانی سے وقتی طور پر متاثر ہوئے جسے خدا فرماتا ہے۔

"کچھ لوگوں کی بات آپ کو پسند آتی ہے اور وہ دل کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہیں حالانکہ وہ بدترین فسادی ہیں" پ ۲ ع ۹ یہ ایمان کے منافی نہیں لیکن آپ ان کے خبیث فعل اور عقائد میں ہرگز شریک نہ ہوئے بلکہ منع فرمایا اور قتل عثمان کے بعد ان کی مذمت کر کے ان کو جنت کی دعوت دی" حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت عثمان کے مخالفوں سے کہتے تھے کہ ہم نے ابن عفان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اور ان سے راضی تھے تم لوگوں نے ان کو شہید کیوں کیا۔ (تاریخ اسلام ندوی ج ۲ ص ۲۴۳)

عقیدہ اہل سنت اور حضرت علیؓ کے ذکر خیر پر اختتام :۔

اہل سنت والجماعت کا ایمان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوتھے خلیفہ برحق اور امیر المومنین ہیں اہل مدینہ کے اکثر صحابہ اور تابعین نے بیعت کی جیسے تمام صحابہ نے حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم کی بیعت کی تھی۔ آپ نے اپنی حقانیت کی یہی دلیل امیر شام کو بھی سنائی (نہج البلاغہ) آپ کے فضائل میں لاتعداد

احادیث و آثار ہیں۔ مثلاً (۱) آپ کا رشتہ حضور علیہ السلام سے ایسا تھا جیسے بغیر نبوت ہارون کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا (۲) خیبر کے فاتح کے متعلق فرمایا۔ وہ خدا اور رسول سے محبت کرتا ہے۔ خدا اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں (۳) آپ کو اپنے اہل بیت اور دامادی کا شرف بخشا (۴) نیز فرمایا اگر اسے خلیفہ بناؤ گے تو وہ تمہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔ (۵) فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں اے اللہ جو علی سے محبت (شرعی) رکھے تو بھی اس سے محبت کر اور جو علی سے دشمن رکھے تو اس سے دشمنی رکھ (ترمذی) (۶) مرض وفات میں فرمایا اے اللہ مجھے موت نہ آئے جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔

اس لئے کوئی بھی مسلمان نہ علیؓ کا دشمن ہے نہ خلافت کا منکر ہے۔ آپ کے دور میں نہ کسی نے دعویٰ خلافت کیا نہ آپ کا منکر تھا۔ مجلسی جیسا متعصب بھی لکھتا ہے۔ "کہ آپ کے فضائل کا معاویہؓ بھی منکر نہ تھا" وہ صرف یہ چاہتا تھا۔ کہ علی اسے شام پر امیر برقرار رکھیں اور وہ آپ کی بیعت کرلے (شامیوں سے بھی کروالے) (حق الیقین)

اگر آپ کہیں کہ متواتر تاریخ کی آپ نے یہ دل خراش داستان کیا سنادی۔ تو گذارش ہے۔ کہ یہی آپ کے فرمان یملکونا ولا نملکھم (نہج البلاغہ طبری ج ۳ ص ۴۵۸) کہ ہمارے مالک قاتلان عثمان سبائی ہیں ہم ان کے مالک نہیں۔ یعنی وہ اپنی پالیسی ہم سے منواتے ہیں ہم ان سے اپنی نہیں منوا سکتے۔ کی واقعاتی تشریح ہے۔ جو نہج البلاغہ کے شارحین سبائیہ ہرگز نہیں کر سکتے ہم مسلمان تو ادب سے خاموش ہیں۔ تو وہ پس پردہ تقیہ میں بیٹھ کر اکثر صحابہ و تابعین کو باغی باور کراتے آرہے ہیں۔ ساتویں صدی میں تاتاریوں سے بغداد تباہ کرایا مصر پر چھا کر شرکیہ بدعات میں مسلمانوں کو الجھا دیا تو علم کلام اور فقہی احکام بھی متاثر ہوئے ورنہ اس سے پہلے کسی پر کوئی یہ فتویٰ نہ لگاتا تھا۔ راقم کی عدالت حضرات صحابہ کرامؓ میں سینکڑوں دلائل پڑھئے کہ سب صحابہ عادل ہیں کوئی فاسق نہیں سب رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنات کا مصداق ہیں ذکر خیر کے بغیر کسی کا تذکرہ عیب و مذمت سے نہ کیا جائے امام بخاریؒ نے فرمایا جو شخص بھی حضرت معاویہ اور عمرو بن العاص (اکابر صحابہ حضرت علیؓ طلحہ زبیر

عائشہ اور مغیرہ بن شعبہؓ کا تو درجہ بہت بڑا ہے) پر طعن کرے وہ بدباطن اور رافضی ہے
البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹ ان سبائیوں کا حضرت علیؓ کو تحکیم پر مجبور کرنا اور ابن عباس کو
حکم نہ بنانے دینا کہ وہ تو علی کا بھائی ہے دونوں ایک ہیں آپ کو معلوم ہے تو پھر طلحہ و
زبیر سے مقابلہ کے لئے مدینہ سے نکالنا پھر شام پر چڑھائی کرانا اور ۸ ماہ میں ۱۲+۷۰
ہزار مسلمانوں کا کٹ جانا بھی انہی کا کارنامہ ماننے علیؓ کو مجبور اور بے قصور ماننے مدینہ
میں ان کے غلط پروپیگنڈہ اور آپ پر تسلط کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایئے۔ کہ
حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اہل مدینہ کا ساتھ دیا۔ بصرہ میں آپ کے ساتھ نہ چلے جان
کے خوف سے عمرہ کرنے مکہ جانا چاہا آپ نے ضامن مانگا ابن عمر ضمانت کے لئے
سوتیلی والدہ حضرت ام کلثوم بنت علی کے پاس رات آٹھہرے بلوائیوں نے مشہور کر
دیا کہ وہ لشکر لینے شام جارہے ہیں آپ نے سچ جان کر ہر طرف کارندے بھیج دیئے
ام کلثوم کو جب والد کا یہ غصہ معلوم ہوا تو فدلے کر سفارش کرنے آئیں کہ ابا جی اس
پر غصہ نہ نکالو آپ کو غلط خبر دی گئی وہ میرے پاس پناہ گزین ہیں میں اس کی ضامن
ہوں تب حضرت علیؓ کو اطمینان ہوا اور کہا لوگو واپس جاؤ نہ اس نے جھوٹ بولا نہ ابن عمر
نے وہ میرے ہاں ثقہ ہیں تب لوگ واپس ہوئے طبری ج ۴ ص ۴۶۶ (طبع بیروت)
قصاص کو شرعاً ضروری جانتے تھے تبھی تو عبداللہ بن خبابؓ کو اور ایک اور صاحب کو
خارجیوں نے قتل کیا تو فوراً بدلہ لے کر چھوڑا (طبری) اتمام الوفا ۱۹۳۔۱۹۵)

طالبان قصاص عثمان کو معذور جانتے تھے فرمایا "لوگو ان کو برا نہ کہو" ہم نے
سمجھا وہ غلطی پر ہیں انہوں نے ہمیں غلطی پر جانا (تاریخ) آخر میں ہم سب اپنی غلطیوں
خطاؤں سے معافی چاہتے ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل
فی قلوبنا غلا للذین آمنوا
وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وخلفاء
الرشدین اجمعین

تاریخ شیعہ

اور

مُسلمانوں پر مظالم

شہرہ آفاق کتاب

سیفِ اسلام

(شیعہ کے ہزار سوال کا جواب)

کا

مُقدمہ

دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ بنی نوعِ انسان کی فلاح وبہبود کے لیے خود خالقِ کائنات نے اسے اتارا ہے اور واجب العمل دستور اور عالمی منشور قرار دیا ہے۔ یہ دین دُنیا و آخرت دونوں جہانوں سے مربوط ہے۔ انسان کی تمام مادی اور روحانی مشکلات کا حل پیش کرتا ہے یہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ زندگی کی روح اور اس کی قوتِ محرکہ ہے۔ صحیح وغلط کے امتیاز کی کسوٹی ہے۔ اسی نے انسانوں کو جنگلوں اور غاروں سے نکال کر شہریت کا خوگر بنایا۔ جانوروں اور درندوں کی صفات سے مبرا کرکے تہذیب وتمدن کا تاج اس کے سر پر رکھا۔ ظلم بربریت، شقاوت وجہالت کی بہیمانہ صفات سے اسے نجات دے کر معزز انسان کے اوجِ شرافت پر پہنچایا۔

یہ دینِ اسلام ایک صحت مند معاشرہ تشکیل کرتا ہے۔ حقوق و فرائض کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ ماں باپ، اہل و عیال، حاکم و محکوم، کاشت کار و زمین دار، مزدور و کارخانہ دار، غریب اور سرمایہ دار وغیرہ طبقات میں حقوق العباد کی وضاحت کر کے ایک ایسا لافانی اخلاقی نصب العین اور طریق زندگی متعین کرتا ہے کہ مسلم اور انسانی معاشرے کے تمام افراد بشرطِ عمل شیر و شکر بن کر رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اپنا ہمدرد اور بھائی تصور کرتے ہیں۔ اپنے فرائض کی بجا آوری اس طرح کرتے ہیں کہ دوسروں کو "حقوق لینے" کے لیے مطالبات یا ایجی ٹیشن کی ضرورت ہی نہیں پڑتی بلکہ اسلامی معاشرہ کے افراد کی تمام مساعی، خواہ وہ میدانوں میں ہوں یا پہاڑوں میں، متمدن شہروں میں ہوں یا دور افتادہ قصبات و دیہات میں۔ ایک مرکز کی طرف رجوع کرتی ہیں۔

اسلام کی نگاہ میں دنیا و آخرت دونوں ایک ہی سلسلے کی دو کڑیاں ہیں اور ایک سفر کے دو مرحلے ہیں:

پہلا مرحلہ عمل اور کوشش کا ہے جو دفترِ دُنیا کی ایک ڈیوٹی ہے دوسرا مرحلہ نتائج و ثمرات کا ہے جو مالک یومِ الدین اور شہنشاہ احکم الحاکمین بروزِ قیامت اپنے بندوں کو عطا فرمائیں گے جیسا عمل اس دنیا میں کیا جائے گا ویسا ہی بدلہ اور نتیجہ اسے آخرت میں ملے گا۔ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو — گندم از گندم بروید جو ز جو

"جیسی کرنی ویسی بھرنی" دونوں جہانوں کا خلاصہ اور لُبِ لباب ہے اور دینِ اسلام ہی اس مرحلے میں کامیابی کا ضامن ہے۔ یہ دین تقریباً سوا لاکھ انبیاء علیہم السّلام نے پیش فرمایا ان کے اصحاب و پیروکاروں نے اسے "عملِ تبلیغ" سے جلا بخشی۔ سب سے آخر میں خاتم النبین والمعصومین محبوب رب العلمین، سیّد المرسلین حضرت محمد رسُول اللہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ وسلم علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین نے اسے نہایت مکمل اور منظم شکل میں چلا کر دکھایا قدوسی صفت آپؐ کے صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ عظام نے اپنے ملکوتی کردار، حسنِ عمل اور فتوحات و تعلیمات کے ذریعے اسے دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا۔ کروڑوں انسانوں کو بت پرستی اور معظم انسانوں کی پوجا سے چھڑا کر خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آگے جھکا دیا۔ ظلم کے شکنجے میں گرفتار

انسانیت کو نجات دلائی اور نظامِ عدل و انصاف کے دامن میں ان کو پناہ دی۔

انھوں نے عملاً یہ ثابت کر دکھایا کہ سچّا دینِ اسلام وہی ہے جو قرآن و سُنّت کے اصُول اور خلفاء راشدینؓ کے نظامِ حکومت کے مطابق ہو ان کے فتاویٰ جات، تشریحات، سکیمیں اور تدبیریں اسلام کی صداقت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ بنی نوعِ انسان کی تعمیر و ترقی اور فلاحِ دارین کی ضامن ہیں۔ سنت اللہ، سنتِ رسُولؐ اور تاریخ کا ایک ایک ورق اس پر گواہ ہے۔

حق و باطل کی آویزش روزِ اوّل سے چلی آ رہی ہے۔ دل کی بیماریوں میں سے "حسد" ایسی خطرناک بیماری ہے کہ تمام اعمالِ صالحہ کو ایسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے جیسے آگ لکڑیوں کو انگارے بنا دیتی ہے۔ اسی حسد نے بڑے بڑے مشاہیر کو کفر و ظلمت کی وادی میں دھکیلا۔ دشمنی نے حسد سے جنم لیا اور سب سے پہلا قتلِ ناحق حسد کی بدولت ہُوا۔ حسد کی وجہ سے رؤسا قریش صادق و امین اور رؤف و رحیم پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے۔ اسی جلنے کڑھنے کے ردّ عمل میں مدینہ طیّبہ کا معزز سردار عبد اللہ بن ابیؓ رئیس المنافقین سے ملقب ہوا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں خاتم النبین پیغمبر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ وسلم کی صفات جاننے پہچاننے کے باوجود حسد میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

مذہبِ شیعہ کا آغاز و تعارُف

اسلام جب اپنے محسنین تلامذۂ نبوت، خلفاء راشدینؓ کی وجہ سے بامِ عروج پر پہنچا معلوم کرّۂ ارضی کے چپہ چپہ پر چھا گیا۔ بڑی بڑی متمدن فارس و روم کی حکومتیں پیوند خاک ہو گئیں تو یہود و مجوس منافقؔ اسلام میں داخل ہوئے اور حسد و نفاق کی وجہ سے اسلام سے انتقام کی ٹھانی۔ ان کا سرغنہ صنعاء یمن کا عبد اللہ بن سبا یہودیؔ عالم تھا۔ جو صحابہ دشمنی، تعلیمِ نبوت سے بیزاری، خلفاءؓ

؎ شیعہ کتاب رجال کشی ص۱۰۰ مطبوعہ بمبئی ابنِ سبا کے حالات میں لکھا ہے "اہلِ علم کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن سبا یہودی تھا۔ پھر اسلام قبول کیا اور حضرت علیؓ سے محبت کا اظہار کیا۔ وہ یہودیت کے زمانے میں غلو کر کے حضرت یوشع بن نون کو موسیٰ علیہ السّلام کا وصی کہتا تھا تو مسلمان ہو کر اس نے رسولؐ اللہ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا عقیدہ نکالا یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کا فرض ہونا مشہور کیا اور سب سے پہلے اس نے آپ کے دشمنوں سے تبرّا کیا اور اسی نے ان کی مخالفت کی اور ان (خلفاء ثلاثہؓ) کو کافر قرار دیا۔ اسی لیے مخالفینِ شیعہ کہتے ہیں کہ مذہب شیعہ کی اصل یہودیت سے ہے"

وفاتحینِ اسلام کی کردارکشی اور ملی منافرت پھیلانے میں "ابن ابی رئیس المنافقین کا پورا وارث و جانشین تھا۔" اسی نے "حُبِّ اہل بیتؓ" کے پُر فریب نعرہ سے حضرت عثمانؓ کو شہید کرایا۔ دَورِ مُرتضویؓ میں شدید خونریزیاں کرائیں۔ اسی کے پیروکار ابنِ ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا اتحادِ ملّت کے دشمن اسی کے حواریوں نے سبطِ پیغمبر حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ مصالحت وبیعت کر لینے کی وجہ سے مذلّ المومنین، مسود المسلمین، مومنوں کو روسیاہ کرنے والے اوران کی ناک کٹوانے والے القابات سے نوازا۔ (جلاء العیون)

اسی بدبخت گروہ نے ریحانہ بتولؓ حضرت حسینؓ مظلوم کو بُلا کر غداری سے شہید کیا اور قافلہ اہلِ بیتؓ سے بددعائیں لے کر رونا پیٹنا اپنا مذہب بنالیا۔ عبداللہ بن سبار اوراس کی پیروکار ذرّیت کے یہ اسلام سوز مسلم کش کارنامے تاریخ کی سب معتبر کتابوں کے علاوہ شیعہ کی علم اسمار الرجال کی کتابوں میں صراحت سے موجود ہیں۔ اس نے اپنی پُرتقیہ، خفیہ تحریک سے صحابہؓ واہل بیتؓ کے قتل کا ہی کام نہ لیا بلکہ اسلام کے اساسی عقائد پر تیشہ چلایا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کو رب باور کرایا۔ یاعلی مشکل کشا اور یاعلی مدد کے نعرے اسی کا نتیجہ ہیں۔ امامت کا عقیدہ ایجاد کر کے ختم نبوّت کا صفایا کیا۔ قرآن میں تحریف اور کمی وبیشی کا نظریہ ایجاد کرکے اسلام کی جڑ کاٹ دی سرمایۂ نبوت، تمام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ منافق، غاصب اور بے ایمان کہ کر پیغمبرؐ کی ناکامی اور اسلام کے جھٹلانے کا برملا اعلان کیا۔ امہات المومنینؓ، ازواجِ پیغمبرؐ اور بنات طاہراتؓ اور آپؐ کے سب سسرالی اور خاندانی رشتوں کی عظمت کا انکار کرکے "مقامِ اہلِ بیتؓ" کے نظریہ کو بھی تہس نہس کردیا۔

عالمِ اسلام کے مشہور مفکر حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ "اسلام میں شیعیت کا آغاز" کے عنوان میں عبداللہ بن سبار کے تعارف میں فرماتے ہیں :-

اس خونی فضا میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے آپ بلاشبہ خلیفہ برحق تھے امتِ مسلمہ میں اس وقت کوئی دوسری شخصیت نہیں تھی جو اس عظیم منصب کے لیے قابلِ ترجیح ہوتی لیکن حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے نتیجہ میں اُمّتِ مسلمہ دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی اور نوبت باہم جنگ وقتال کی بھی آئی۔ جمل اور صفین کی دو جنگیں

ہوئیں۔ عبداللہ بن سبار کا پورا گروہ۔ جس کی اچھی خاصی تعداد ہوگئی تھی، حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھا۔ اس زمانہ اوراس فضار میں اس کو پورا موقع ملا کہ لشکر کے بے علم اور کم فہم عوام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی محبت اور عقیدت کے عنوان سے غلو کی گمراہی میں مبتلا کرے یہاں تک کہ اس نے کچھ سادہ لوحوں کو وہی سبق پڑھایا جو پولوس نے عیسائیوں کو پڑھایا تھا اور ان کا یہ عقیدہ ہوگیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیا میں خدا کا روپ ہیں اوران کے قالب میں خداوندی روح ہے اور گویا وہی خدا ہیں۔ کچھ احمقوں کے کان میں یہ پھونکا کہ اللہ نے نبوت اور رسالت کے لیے دراصل حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منتخب کیا تھا۔ وہی اس کے اہل اور مستحق تھے اور حامل وحی فرشتے جبریل امین کو ان ہی کے پاس بھیجا تھا لیکن ان کو اشتباہ ہوگیا اور وہ غلطی سے وحی لے کر حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس پہنچ گئے[۱] استغفراللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مورخین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰؓ کے علم میں کسی طرح یہ بات آئی کہ ان کے لشکر کے کچھ لوگ ان کے بارے میں اس طرح کی باتیں چلا رہے ہیں تو آپ نے ان شیاطین کو قتل کرا دینے اور لوگوں کی عبرت کے لیے آگ میں ڈلوا دینے کا ارادہ فرمایا، لیکن اپنے چچازاد بھائی اور خاص رفیق ومشیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اوران جیسے اور لوگوں

---

[۱] یہ بات بلفظہ اور من وعن تو ہمیں معلوم نہیں کہ شیعہ کی کس کتاب میں ہے تاہم قاضی نوراللہ شوستری نے مجالس المؤمنین میں بعض شیعوں کا یہ عقیدہ نقل کیا ہے۔ غلط الامین فجاد زھاعن حیدر۔ کہ جبریل امین نے غلطی کی کہ وحی وشریعت حیدرؓ کے بجائے محمدؐ تک پہنچا دی۔ اغلب یہ ہے کہ بطور تقیہ اس کفریہ قول کو چھپا دیا گیا ہے۔ برملا کہتے اور رکھتے نہیں ورنہ عقیدہ ہر امامی اثنا عشری شیعہ کا یہی ہے کیونکہ وہ صحابہؓ رسولؐ کو منافق اور شیعہ علی کو مومن کہتے ہیں معجزۂ رسولؐ قرآن کو محرف بلا امام ناقابل عمل اور بے حجت کہتے ہیں۔ صحیفہ نہج البلاغہ کو مقدس اور واجب العمل جانتے ہیں۔ خاص رسول اللہ کی طرف منسوب تمام چیزوں سے نفرت وتبرا کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی نسبت سے تمام چیزوں سے تولا اور محبت کرتے ہیں رسولِ پاک کی تعلیم وہدایت سے ۵ صحابہؓ کو بھی مومن وجنتی نہیں مانتے۔ علیؓ کی نسبت سے لاتعداد لوگوں کو مومن وجنتی کہتے ہیں۔ یہی نبوت وہادیت کو حضورؐ سے کاٹ کر حضرت علیؓ کو نبی وہادی ماننا ہے۔

سے مشورہ پر اس وقت کے خاص حالات میں اس کارروائی کو دوسرے مناسب وقت کے لیے ملتوی کر دیا۔[1]

بہر حال جمل و صفین کی جنگوں میں عبداللہ بن سبا اور اس کے چیلوں کو اس وقت کی خاص فضا سے فائدہ اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ان کے بارے میں غلو کی گمراہی پھیلانے کا پورا پورا موقع ملا اور اس کے بعد جب آپ نے عراق کے علاقہ میں کوفہ کو اپنا دارالحکومت بنا لیا تو یہ علاقہ اس گروہ کی سرگرمیوں کا خاص مرکز بن گیا اور چونکہ مختلف اسباب اور وجوہ کی بنا پر جن کو مورخین نے بیان کیا ہے اس علاقہ کے لوگوں میں ایسے غالیانہ اور گمراہانہ افکار و نظریات کے قبول کرنے کی زیادہ صلاحیت تھی اس لیے یہاں اس گروہ کو اپنے مشن میں زیادہ کامیابی ہوئی۔ (گویا یہ علاقہ شیعیت کا گڑھ بن گیا۔) ایرانی انقلاب ص ۱۰۸، ۱۰۹

گو ابن سبا ختم ہو گیا لیکن محبتِ اہلِ بیتؓ کی آڑ میں اس کا سبائی گروہ اور کفریہ نظریات چلتے رہے۔ خارجی اور شیعہ کے نام سے یہ دو گروہ بن گئے اور اسلام اور مسلمانوں کو زبردست نقصان پہنچایا۔ ان کا اصلی مذہب تو سیاست اور امتِ مسلمہ کو تباہ کرنا تھا۔ جیسے ہم عنقریب بیان کریں گے لیکن ایک روپ مذہب کا بھی دھارا اور عقائد، اعمال، اخلاقیات میں افراط و غلو اختیار کیا۔ م اصول اور فروعِ دین میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے فضول مباحث اور "کلامی مجادلات" کا دروازہ کھول دیا۔ اسی اختلاف و شقاق سے وہ اپنے مذہبی وجود کا بھرم باقی رکھے ہوئے ہیں عبدالکریم مشتاق رافضی کا یہ رسالہ "فروع دین" "میں نے سُنّی مذہب کیوں چھوڑا"، مع مذہب سُنّیہ پر ہزار سوال"۔ اسی کفریہ پالیسی کا مظہر ہے۔ جس کا تحقیقی الزامی، تشیع کش کامیاب

---

[1] صحیح بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ان مشرک سبائیوں کو آگ میں جلا دیا تھا۔ جیسے بخاری اور ابنِ تیمیہؒ کی منہاج السنۃ میں صراحت ہے شیعہ کی رجال کشی میں امام جعفر صادقؒ نے ۷ آدمیوں کے جلانے کا ذکر فرمایا ہے اور وہ کہتے تھے "کہ اے علیؓ تیرے رب ہونے کا ہمیں یقین ہو گیا کہ آگ کا عذاب خدا کے سوا کوئی نہیں دیتا" خود ابنِ سبا مردود کو ابن عباسؓ کے مشورہ سے جلایا نہیں ورنہ سب سبائی لشکر آپ سے بغاوت کر دیتا۔ اسے بددعا دے کر جنگل میں ہانک دیا وہ بنی اسرائیل کے سامری کی طرح لا مساس مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔ کہ کر پاگل ہو گیا اور درندوں کا لقمہ بن گیا۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی شیعتہ واتباعہ اجمعین۔ مؤلف۔

جواب ہم نے اپنی اس کتاب میں دے دیا ہے ہم مناسب جانتے ہیں کہ اس گروہ کا سیاسی چہرہ بھی بے نقاب کر دیا جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے شر سے حتی الامکان بچایا جائے۔

"فجر الاسلام" میں علامہ احمد امین مصری نے لکھا ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں جو شخص یا گروہ اسلام پر حملہ آور ہوتا وہ اہلِ تشیع کے کیمپ میں آجاتا اور تقیہ اور حبِ اہلِ بیتؓ کی آڑ میں اسلام کی جڑوں کو کاٹتا۔ اسی کی تائید پروفیسر محمد منور نے کی ہے۔ اقتباس ۲۳ ب ملاحظہ فرمائیں۔ ص ۲۰

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے "کہ شیعہ روزِ اول سے مسلمانوں کے دشمن چلے آرہے ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دے اہلِ اسلام سے جنگ لڑی ہے۔ ان کی ساری تاریخ سیاہ اور ظلمتِ ظلم سے تمور ہے"۔

نیز فرماتے ہیں۔ شیعہ نقلی دلائل پیش کرنے میں اکذب الناس ہیں اور عقلی دلائل کے ذکر و بیان میں اجہل الناس۔ یہی وجہ ہے کہ علماء انھیں اجہل الطوائف کہتے چلے آئے ہیں۔ ان کے ہاتھوں اسلام کو پہنچنے والے نقصان کا علم صرف رب العالمین کو ہے۔ اسماعیلیہ، باطنیہ اور نصیریہ ایسے گمراہ فرقے اسلام میں شیعہ ہی کے دروازہ سے داخل ہوئے۔ کفار و مرتدین بھی شیعہ کی راہ پر گامزن ہو کر اسلامی دیار و بلاد پر چھا گئے۔ مسلم خواتین کی آبروریزی کی اور ناحق خون بہایا۔ .... شیعہ خبث باطن اور ہوائے نفس میں یہود سے ملتے جلتے اور غلو و جہل میں نصاریٰ کے ہمنوا ہیں۔ (المنتقی من المنہاج اردو ص ۳۸ مطبوعہ گوجرانوالہ)

اس کی تازہ مثال پاکستان میں شریعت بل ۱۹۸۶ء کی مخالفت ہے۔ آل شیعہ پارٹیز فیڈریشن نے ۶ اپریل اور ۱۹ اپریل کے اخبارات جنگ وغیرہ میں یہ پریس کانفرنس شائع کرائی ہے "اگر شریعت بل نافذ کیا گیا تو شیعہ اس کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔ قربانی دیں گے اور اسلام کے شیدائی سوشلزم اپنانے پر مجبور ہوں گے"۔ یعنی قرآن و سنت اجماعِ امت اور قانونِ شرع پر مبنی مسلمانوں کا اپنا اسلامی نظام ہرگز گوارا نہیں ہے۔ اس کے آنے پر مرنا منظور ہے مگر تائید نہیں کریں گے۔ سوشلزم کا، خدا و مذہب کے انکار پر مبنی نظام قبول ہے۔ ایں چہ بوالعجبیست؟ انگریز کے قانون میں ایک صدی عیش و عشرت سے بسر کی نہ اس کے خلاف آواز اٹھائی نہ فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا۔ جب پینتیس ۳۵ سال بعد پاکستان میں صدر محمد ضیاء الحق نے نفاذِ

اسلام کی بات کی تو کھلے مخالف ہو گئے ۔ اسلام آباد کا گھیراؤ کیا۔ فقہ جعفریہ کا مطالبہ لے آئے۔ عشر و زکوٰۃ کا انکار کیا۔ حدودِ شرعیہ سے خود کو مستثنیٰ کرالیا۔ اب نفاذِ شریعت سے خائف ہیں اور مسلم کش روسی نظام سوشلزم اور کمیونزم سے معانقہ کر رہے ہیں۔ کوئی کیسے باور کرے کہ یہ مسلمان ہیں؟ تو کیسے مسلمان ہیں؟

شیعہ کی سیاسی تاریخ

اب ذرا مختصراً ان کی اسلام سے غداری، مسلم کشی اور کفار سے دوستی اور موالات کو ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ابولولؤ مجوسی ایرانی نے شہزادہ ہرمزان کی سازش سے مُرادِ نبوّت، فاتح اسلام، خسرِ رسولؐ اور دامادِ مرتضیٰؓ حضرت عمر فاروقؓ کو شہید کیا۔ شیعہ اس دن عید مناتے ہیں اور قاتلِ عمر فیروز کو بابا شجاع کہہ کر فیروزہ نامی انگوٹھی کو متبرک جانتے ہیں۔

۲۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کو جن سبائی بلوائیوں نے شہید کیا ان کو اپنا پہلا شیعی گروہ اور متقی و صالح جانتے ہیں حالانکہ اسلام کا بڑا حادثہ یہی ہے۔

۳۔ جنگ جمل و صفین میں طلحہؓ و زبیرؓ اور، ہزار صحابہؓ و تابعینؒ کا قاتل یہی گروہ ہے ۔ ان اہم حادثات پر خوش ہیں کبھی ماتمی مجلس قائم نہیں کی ہے۔

۴۔ نہروان میں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے خارجی اسی گروہ سے تھے جنھوں حضرت علیؓ کے شورائی فیصلہ کے برخلاف ۔ ان الحکم الا للّٰہ "حکومت صرف خدا کے مقرر کرنے سے ملتی ہے" کا نعرہ لگایا آج بھی شیعہ کا یہ نعرہ ہے کہ امامت ، وخلافت خدا کی نص اور مقرر کرنے سے ملتی ہے۔ شوریٰ اور مسلمانوں کے انتخاب سے نہیں ملتی۔ شیعہ حضرت امیر معاویہؓ کی تو خوب مذمت کرتے ہیں مگر ان محاربانِ علی خارجیوں کی نہیں کرتے۔ آخر مذہبی برادری کے سوا اور کیا راز ہو سکتا ہے؟

۵۔ قاتلِ علی ابنِ ملجم کٹر شیعہ اور مصری بلوائی تھا۔ اس کے پہلے کسی عمل کی شیعہ مذمت نہیں کرتے۔ اب نمازوں کے بعد اس پر لعنت نہیں کرتے جیسے معاذ اللہ خلفاء ثلاثہؓ اور امیر معاویہؓ پر کرتے ہیں۔ اس کا راز اس کا شیعہ بھائی ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟

۶۔ اہلِ بیتؓ پر مظالم | احتجاجِ طبرسی، منتہی الآمال، جلاء العیون وغیرہ کتب شیعہ میں صراحت

ہے کہ جب حضرت حسن المجتبیٰؓ نے اپنے نانا کی پیشین گوئی اور رضا کے مطابق حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت و مصالحت کرلی۔ سب مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے وہ سال عام الجماعۃ کہلایا۔ تو اتحادِ ملّی کے دشمن شیعہ حضرت حسنؓ سے ناراض ہو گئے۔ آپ کو بہت کوسا اور مطعون کیا۔ اس کی صدائے بازگشت آج بھی شیعہ ایوانوں میں آرہی ہے کہ حسنؓ صرف امامت در اولاد سے ہی محروم نہ ہوئے بلکہ ان کے کسی مخصوص کمال اور بزرگی پر نہ تو کوئی تقریب و مجلس منعقد ہوتی ہے نہ کوئی نام نہاد خطیب آلِ محمدؐ اس عظیم کارنامۂ اتحاد پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے۔ بس بعد از وفات جنازہ پر ایک جھوٹا واقعہ مشہور کر کے غیروں کو خوب گالیاں دیتے ہیں۔ مگر جن شیعوں نے حضرت حسنؓ پر قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی، مال و اسباب لوٹا ان کی مذمت میں مجلسِ عزا قائم نہیں کرتے؟

۷۔ حضرت امام حسینؓ کے ساتھ اس سبائی ٹولے کا سلوک شہرۂ آفاق ہے دُہرانے کی حاجت نہیں۔

۸۔ قتلِ حسینؓ کے بعد یہ لوگ نادم اور تائب ہوئے تاریخ میں ان کا لقب توابین مشہور ہے۔

قاضی نوراللہ شوستری لکھتے ہیں (قاتلانِ حسین) شیعہ ایک مدت کے بعد بیدار ہوئے۔ افسوس کھایا۔ اپنے اوپر لعنت کی کہ دنیا و آخرت کا گھاٹا ہمارے نصیب ہوا۔ کیونکہ ہم نے امیر المؤمنین حسین علیہ السّلام کو بلایا پھر ان پر ہم نے تلوار کھینچی اور ہماری بے وفائی سے ہُوا جو کچھ ہوا۔ اس جماعت کے سردار ۵ اشخاص تھے۔ سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن نخبہ فزاری، عبداللہ بن سعد ازدی، عبداللہ بن دال تیمی، رفاعہ بن شداد۔ اور یہ پانچوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص اور معروف شیعہ تھے۔ (مجالس المومنین ص ۲۴۳/ج ۲ مجلس ہشتم در ذکر ملوک نامدار)

۹۔ ان توابین نے پھر جو ظلم و بربریت پھیلائی اور عامۃ الناس کا قتل عام کیا ایک طویل بحث اسی مجالس المومنین میں موجود ہے۔

۱۰۔ چند سالوں کے بعد "انتقام حسین" کے بہانے بدترین ظالم مختار بن عبید ثقفی اُٹھا۔ ستّر ہزار مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے کوفہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شرح دیوان مرتضوی میں حسن عسکری کی روایت سے مقتولین کی تعداد ۸۰۳۰۱ ہے۔ (مجالس المومنین ص ۲۵۱/ج ۲)۔ آج بھی شیعہ اسے ناصرِ آلِ حسین کہہ کر قومی ہیرو مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ حسن المجتبیٰؓ کو گرفتار کر کے دشمنوں کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن چچا نے اسے ڈانٹ دیا۔ حضرت حسینؓ کے ساتھ غداری کی۔ پھر نبوّت کا

دعوے دار ہوا۔ محمد بن الحنفیہ کو اپنا امام بتایا۔ (حالانکہ مذہبِ شیعہ میں غیر امام کو امام کہنا بڑا کفر و شرک ہے) ان کے نام سے دولت جمع کی۔ حضرت زین العابدینؒ اور محمد باقرؒ نے اس پر پھٹکار کی اور اسے بے دین بتایا۔ (سب حوالہ جات "ہم سنی کیوں ہیں؟" میں دیکھئے) لیکن شیعہ کو ہر سفاک سے پیار ہے خواہ وہ بدعقیدہ اور ملعون ہو۔ یہ فتنہ حضرت مصعب بن زبیرؓ نے ختم کیا تھا۔

۱۱۔ حضرت زید شہید بن علی زین العابدینؒ جو فاضل سادات میں سے تھے۔ ظالم حکام کے خلاف اٹھے۔ چالیس ہزار کا لشکر تیار کیا۔ عین موقع پر ان کوفی شیعوں نے غداری کی اور کہا کہ تب ساتھ دیں گے جب حضرت ابوبکر و عمرؓ سے تبرّا کرو گے۔ حضرت زیدؒ نے فرمایا وہ تو میرے بزرگ آبا ر تھے میں ان سے کیسے تبرّا کروں؟ تو یہ سب ساتھ چھوڑ گئے۔ حضرت نے فرمایا: یٰقَوْمِ رفضتمونی "اے میری قوم تم نے میری بیعت کر کے مجھے چھوڑ دیا"۔ اسی وجہ سے شیعوں کا لقب رافضی مشہور ہوا۔ (مجالس المومنین صفحہ ۲۵۶/ج۲)۔ حضرت زیدؒ چند افراد کے ساتھ تنہا لڑے اور شہید ہو گئے۔ اثنا عشری اور جعفری شیعوں کو آج بھی حضرت زیدؒ سے نفرت و دشمنی ہے اور مختار سفاک سے محبت ہے۔ بے دینوں کا ساتھ دے کر قتلِ عام کرتے ہیں اور اہلِ بیتؓ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر قتل کراتے ہیں اور خود صحابہ کرامؓ کے تبرّا میں لعنتی بن جاتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا بالکل برحق ہے کہ شیعہ اسلام اور اہلِ بیت کے غدار و دشمن ہیں۔ مختار اور خمینی جیسے ظالموں کے طرف دار ہیں۔

۱۲:۔ بنو امیہ کے خلاف جو ایرانیوں نے بنو عباس کے ساتھ مل کر تحریک چلائی اور پھر خونی انقلاب آیا۔ لاکھوں مسلمان تہ تیغ ہوئے اور بعض عباسی بادشاہوں کا لقب بھی۔ سفاح "بہت خون ریز" پڑ گیا۔ ان سب کا مشیر و وزیر اور درپردہ قاتل ابو مسلم خراسانی تھا جو کٹر شیعہ تھا اور بنو عباس سے اسی نے سب ظلم کرائے۔ شیعہ آج بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ شوستری نے اسے سلاطین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

۱۳: مفاد کی دوستی اور وقتی انتخابی اتفاق و اتحاد کبھی پائیدار نہیں ہوتا۔ بنو امیہ دشمنی میں تو یہ علوی عباسی اتحاد رہا مگر جب بنو عباس کو اقتدار مل گیا اور علویہ محروم رہے تو یہی مفسدانہ کارروائیاں علویوں نے بنو عباس کے ساتھ شروع کر دیں۔ شوستری لکھتے ہیں "علویوں نے کوفہ میں عباسیوں کے تمام گھروں کو لوٹ لیا۔ ان کا تمام مال و اسباب اور مکانات برباد کر دیئے اور بہت سے

بچے کھچے (جو بھاگ نہ سکے) عباسیوں کو علویوں نے مار ڈالا۔ خانہ کعبہ کے خزانہ کو بنو عباس اور ان کے طرف داروں کے مالوں سمیت، اپنے قبضے میں لیا اور لشکر میں تقسیم کر دیا۔ جعفر صادق کے پوتے موسیٰ کاظم کے بیٹے زید نے عباسیوں اور بصریوں کے گھروں کو اتنی آگ لگائی کہ اس کا لقب "زید نار" پڑ گیا۔ (مجالس المومنین صفحہ ۴۰۴/ج۲) ذرا دیانت سے غور فرمائیں۔ سادات کے سے یہ مظالم کسی اموی حاکم نے بھی کیے؟

بنو بویہ کے مظالم

۱۴:۔ ابو مسلم خراسانی عباسی دور میں تقریباً سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ عباسی حکمران کٹھ پتلی بن کر رہ گئے اور بنو بویہ کا شیعی خاندانِ عملاً برسرِ اقتدار آ گیا۔ بحیرہ اخزر کے ساحل پر یہ مچھیرے تھے۔ بویہ کے تین بیٹے فوجی تربیت پا کر عباسیہ کے دشمن ہو گئے۔ غنڈہ گردی اور قتل و غارت سے جنوبی ایران، شیراز پھر سب ایران پر قبضہ کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ خلیفہ مستکفی باللہ نے دب کر اسے بغداد کا گورنر بنا دیا اور معز الدولہ کا لقب دیا۔ انھوں نے بغداد میں اپنا راج اتنا چلایا کہ خلیفہ کو برسرِ عام ڈنڈے مار مار کر قید کر لیا۔ ۷ سال بعد وہ قید میں مر گیا اور پھر برائے نام ایک شہزادے مطیع لدین اللہ کو خلیفہ بنا دیا۔ اپنی من مانی کارروائیوں پر اس سے دستخط کرا لیتے اور قتلِ عام کرتے۔ ان کا احمد معز الدولہ ظلم و سفاکی میں سب کو مات کر گیا۔ اس نے تبرّا [illegible] کی چھٹی [illegible] جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اہلِ سنت کی [illegible] بند کرا کر تمام شیعہ مردوں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ سیاہ لباس پہن کر گلیوں میں پیٹیں اور ماتم کریں۔ بغداد کی تمام مساجد کے دروازوں پر حضرت امیر معاویہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لعنتیں اور تبرّے لکھوا دیئے۔ اہلِ سنت مٹا دیتے تھے، شیعہ پھر لکھ دیتے تھے چنانچہ سنی شیعہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ہزاروں مسلمانانِ اہلِ سنت شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ ۳۵۲ھ کا ہے۔

شوستری لکھتے ہیں: کہ یہ فتنہ اتنا بڑھ گیا کہ معز الدولہ دار السلام بغداد کے تمام سنی مسلمانوں کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تو محمد بن مہلبی وزیر نے درخواست کی کہ معاویہؓ کے سوا لعنت کسی پر نہ کریں اور شخصی لعنتوں کے بجائے یہ کلمات لکھیں۔

لعن اللہ الظالمین لآلِ محمد رسول اللہ۔ ۲۱ سال معز الدولہ خلیفۃ الخلفاء بنا رہا اور عباسی خلیفہ معز الدولہ کا تابعدار بنا رہا۔ (مجالس المومنین صفحہ ۳۲۶)

۱۵۔ آلِ حمدان سے ایک شیعہ بادشاہ سیف الدولہ ہوا ہے۔ اس نے بھی تشیع کے نشہ میں شام کے شہر حلب میں یہی ظالمانہ کارروائی کی۔ (ایضاً ص ۳۲۳/ج ۲)۔ جواب حافظ الاسد رافضی کر رہا ہے۔

اسماعیلیوں کے مظالم

۱۶۔ حضرت جعفر صادقؒ کے دو بیٹے تھے۔ اسماعیل اور موسیٰ کاظم، صادق نے امامت کی نص اسماعیل پر کردی مگر قضاء الٰہی سے وہ باپ کے عہدِ حیات میں فوت ہوگیا تو شیعوں کا ایک گروہ اسمٰعیل اور ان کی اولاد میں امامت کا قائل ہُوا۔ یہ آغاخانی اور اسماعیلیہ کہلاتے ہیں جن کا ۴۹ امام عبدالکریم موجودہ آغاخاں ہے ان کا مذہب اسلام سے بالکلیہ مختلف ہے حتیٰ کہ اثنا عشری شیعہ بھی انکو کافر مانتے ہیں۔

باقی شیعوں نے موسیٰ کاظم کو امام مانا اور اثنا عشری جعفری کہلائے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ اسماعیلیوں نے بھی جب ذرا کچھ اقتدار پایا مسلم کشی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ان کا ملحد لیڈر حسن بن صباح ظلم و بربریت میں شہرہ آفاق ہے۔ شوستری لکھتے ہیں کہ اس شخص کے دَور میں اس کی فدائی نامی جماعت کے ہاتھوں بہت سے اہلِ سنت وجماعت شہید کیے گئے۔ کیا بزرگ جو ایک اسماعیلی سردار تھا کے دَور میں فدائیوں نے اہلِ سنت کی ایک بڑی جماعت کو شہید کیا۔ مقتولوں میں قاضی القضاۃ ابوسعید بھی تھے۔ ایک دوسرے اسماعیلی سردار دولت شاہ رئیس اصفہان نے مراغہ کے حاکم سنقور کو خلیفہ عباسی مسترشد کو تبریز کے رئیس کو، قزوین کے مفتی کو اور سُنّی قوم کے خاص اکابر کی اکثریت کو فدائیوں کے ہاتھوں مروا ڈالا اور کیا محمد پسر کیاؔ بزرگ کے دَور میں خلیفہ عباسی کا بیٹا راشد مارا گیا اور بہت سے خاص خاص اہلِ سنت کے علماء، افسران، قاضی حضرات قتل کیے گئے۔ مقتولوں کے ناموں کی تفصیل بعض تواریخ میں مسطور ہے۔ مؤلف (شوستری) کہتے ہیں کہ اہلِ سنّت کے ساتھ ان مظالم کا نتیجہ یہ ہے کہ سُنّی اسماعیلیوں کو ملحد و زندیق کہتے ہیں۔

۱۷۔ شیعوں کا ایک دورِ اقتدار فاطمینِ مصر کی حکومت ہے یہ لوگ اصل میں غلام تھے۔ مگر ان کے مورث عبیداللہ مہدی مجوسی نے خود کو امام اسمٰعیل بن جعفر کا پڑپوتا ظاہر کرکے افریقہ کی بربری قوموں کو اپنا ہم نوا بنالیا اور بالآخر مصر کی حکومت پر قابض ہوگئے ان کا اقتدار دو سو برس تک رہا بظاہر علم دوست تھے۔ جامعہ الازہر ان کی یادگار ہے لیکن عام اسماعیلی باطنیہ اور ملاحدہ تھے شیعوں کا یہ گروہ فدائیوں کے نام سے مسلمان امراء کو قتل کرتا تھا اور عالم اسلام میں ایک تہلکہ عظیم برپا

کر رکھا تھا۔ ان فدائیوں سے لوگ بہت خائف و ترساں تھے ان ظالموں نے مسلمانوں کے عظیم فاتح و عادل سلطان صلاح الدینؒ ایوبی کو بھی قتل کرنے کی سازش کی مگر وہ خدا کے فضل و کرم سے بچ گئے۔ (تاریخِ اسلام نجیب آبادی ص ۴۳۶/ج ۲)

ہلاکو خاں کا بغداد پر حملہ

۱۸۔ شیعی مظالم کا سب سے بڑا خونچکاں حادثہ ہلاکو خاں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی ہے جسے ہر مؤرخ روتے ہوئے قلم بند کرتا ہے۔ جب مغل تاتاری ہلاکو خاں ۶۵۴ھ میں ممالکِ شرقیہ کی فتوحات کے لیے بڑھا تو شیعہ عالم نصیر الدین طوسی ملاحدہ (اسماعیلیہ) کی قید سے آزاد ہو کر ہلاکو خاں سے مل گیا۔ بغداد کے شیعہ وزیر ابنِ علقمی نے موقع غنیمت جان کر ہلاکو کو بغداد پر حملہ کی دعوت دی چنانچہ اس نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر زبردست حملہ کیا۔ عباسی خلیفہ مستعصم کو اور اس کے صاحبزادوں ابوبکر و عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ خواجہ نصیر الدین کے مشورے سے خلیفہ عباسی کو اتنی بے دردی سے شہید کیا کہ اس کے ایک ایک عضو کو الگ الگ کاٹا۔ شوستری کہتے ہیں شیعانِ علیؓ ائمہ معصومین کے بدلہ لینے سے خوب خوش ہو گئے۔ (مجالس المومنین ص ۴۴۲) لاکھوں مسلمان قتل ہُوئے۔ دریائے دجلہ خونی موجیں مارنے لگا۔ سارے بازار لاشوں سے اَٹے پڑے تھے۔ گھوڑے خون میں دھنس کر چل نہیں سکتے تھے۔ بڑے بڑے کتب خانے دریا بُرد ہو گئے کہ ان کی سیاہی سے دریا پھر ایک مرتبہ سیاہ ہو گیا۔ یہ تباہی سقوطِ ڈھاکہ اور سقوطِ غرناطہ سے بہت بڑی تھی لیکن شیعہ وزیر اور طوسی عالم خوش ہیں کہ ائمہ معصومین کے خون کا بدلہ ہو گیا غور کیجئے اماموں میں سے شہید تو ۸۸ مخالفوں کو مقابلے میں مار کر ۷۲ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ خود قاتلوں (توابین و مختار ثقفی) نے ایک لاکھ مسلمان اسی بہانے سے ۷۰ھ تک مار ڈالے تھے۔ اب ساتویں صدی میں عباسیوں سے کون سا بدلۂ امام لینا باقی تھا کہ کافروں سے عالم اسلام کو تباہ کرا دیا؟

"عذرِ لنگ بدتر از گناہ"، کا مصداق سوختری نے اس حملہ اور تباہی کی وجہ یہ لکھی ہے کہ کرخ کے محلہ سے خلیفہ نے سحری کے وقت تبرا پر مشتمل ایک دُعا سُنی۔ خلیفہ مشتعل ہو گیا اور محلہ کو تباہ کرا دیا۔ پس ابنِ علقمی نے خلیفہ عباسی کو مروانے اور بغداد تباہ کرنے کی قسم کھالی۔

ذرا غور فرمائیں! یہ محلہ سازشوں اور تبرائی مجلسوں کا گڑھ تھا۔ حتیٰ کہ سحری کے وقت خلیفہ خود جاکر یہ

تبرے سُنتا ہے تو انتہائی قدم اٹھاتا ہے اگر کوئی شیعہ حاکم کسی گھر یا محلہ سے حضرت علیؓ و اہلِ بیتؓ پر کسی دشمن خارجی سے تبرائیہ کلمات سننے اور انتہائی قدم اٹھائے کیا شیعی دارالافتاء اُس کے خلاف ایسی کارروائی کی اجازت دے گا؟ اگر نہیں تو کیا ابنِ علقمی اور طوسی کے اور آج اُس کے مداحوں کے دشمنِ اسلام ہونے کی یہ کھلی دلیل نہیں ہے؟ بالفرض مان لیا جائے کہ خلیفہ کے ایکشن سے سو۔ پچاس شیعہ گھرانے متاثر ہوئے، مگر کیا دُنیا کا کوئی قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ غیر ملکی کافر طاقت سے ساز باز کر کے اپنے ملک اور مسلمان قوم کو تباہ و برباد کرا دیا جائے؟

اگر مسلمان ملکوں میں ذرہ بھر قومی یا دینی غیرت ہوتی تو وہ اس حادثہ کے بعد ان مارِ آستین لوگوں سے ہوشیار رہتے نہ دخیل حکومت کرتے نہ کلیدی آسامیوں پر فائز کرتے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ سقوطِ بغداد سے لے کر سقوطِ ڈھاکہ تک مسلمانوں نے ہمیشہ ان پر اعتماد کر کے تباہی کا ڈنگ کھایا ہے (جس کی تفصیل آ رہی ہے) اور پاکستان انہی تجربات سے گزر رہا ہے لیکن ہر بے ضمیر صحافی اور لامذہب سیاستدان ۹۵ فیصد اہلِ سنت کے مفادات کو داؤ پر لگا کر ۴-۵ فیصد کو راضی کرنے پر ہی تلا ہوا ہے۔ ایرانی انقلاب سے ۱۲-۱۴ لاکھ مسلمانوں کے قتلِ عام سے انھوں نے کچھ سبق حاصل نہیں کیا۔

شاہ تیمور لنگ کے مظالم

۱۹۔ سقوطِ بغداد کی طرح خون کے آنسو رلانے والا، بارہ لاکھ مسلمانوں کے قاتل تیمور لنگ رافضی کا وہ ظلم و بربریت ہے جو اُس نے بلا وجہ یورپ کے فاتح سلطان بایزید یلدرم عثمانی کے ساتھ کیا اور ایشیائے کوچک میں مسلمانوں کی سب سے بڑی سلطنتِ عثمانیہ کو تباہ کرنے کی ملعون کارروائی کی اور مفتوحہ یورپ پھر مسلمانوں کے قبضے سے نکل گیا۔ قیصر کے کہنے پر تیمور اگر در پردہ انگریزوں کی حمایت میں یہ مسلم کش جنگ انگورہ نہ لڑتا اور سلطان المسلمین کو شیر کی طرح لوہے کے جنگلے میں قید کر کے جگہ جگہ نمائش و تذلیل کی یہ انسانیت سوز حرکت نہ کرتا تو تمام یورپ پر آج اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوتا۔

تاریخ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:-

۱۔ سلطان بایزید خاں نے نکوپولس کے میدان میں عیسائیوں کے ایک ایسے زبردست اور ہر ایک اعتبار سے مکمل و مضبوط لشکر کو شکست فاش دی کہ اس سے پہلے کسی میدان میں عیسائیوں کی اتنی زبردست طاقت جمع نہ ہو سکی تھی۔ سیجمنڈ شاہ ہنگری اپنی جان بچا کر لے گیا لیکن فرانس و

آسٹریا و اٹلی و ہنگری وغیرہ کے بڑے بڑے شہزادے نواب اور سپہ سالار قید ہوئے اور بعض میدان میں مارے گئے۔

۲۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لے کر یورپ میں پہنچا۔ ہنگری، آسٹریا، فرانس، جرمنی اور اٹلی فتح کرنے کے عزم کے ساتھ یونان کا رُخ کیا۔ پھر تھرموپلی کے درّے میں سے فاتحانہ گذرتا ہوا اتھنز کی دیواروں کے نیچے جا پہنچا اور ۸۰۰ھ میں اتھنس کو فتح کر کے تین ہزار یونانیوں کو ایشیائے کوچک میں آباد ہونے کے لیے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالاروں کو آسٹریا اور ہنگری کی طرف فوجیں دے کر روانہ کر دیا تھا جنھوں نے ان ملکوں کے اکثر حصوں کو فتح کر لیا تھا۔

۳۔ سلطان بایزید خاں یلدرم جب یونان اور اتھنس وغیرہ کو فتح کر چکا اور قیصرِ روم کا حال بہت پتلا ہونے لگا تو اس نے اپنی امداد کے لیے فوراً قاصد کو خط دے کر تیمور کی خدمت میں روانہ کیا۔ خط کے مضمون نے اس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس کا دل ہندوستان سے اُچاٹ ہو گیا اور وہ اس نو مفتوحہ ملک کو بلا کسی معقول انتظام کے ویسے ہی چھوڑ کر ہردوار سے پنجاب اور پھر سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ ہندوستان کے ایک لاکھ قیدی گراں بار سمجھ کر راستے میں قتل کرا دیئے پھر سمرقند سے روانہ ہو کر اور ایشیائے کوچک کی مغربی سرحد پر پہنچ کر آذربائیجان اور آرمینیا میں قتلِ عام کے ذریعہ خون کے دریا بہائے اور اس علاقے پر اپنی ہیبت کے سکے بٹھانے اور خوب تیاری کر کے اس پر آمادہ ہو گیا کہ عثمانی سلطان سے اوّل دو دو ہاتھ کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا جائے کہ ہم دونوں میں سے کس کو دُنیا کا فاتح بننا چاہیئے؟

۴۔ سلطان بایزید یلدرم تیمور سے جنگ کرنا یعنی خود اس پر حملہ آور ہونا ضروری نہ جانتا تھا۔ کیونکہ وہ مسلمان بادشاہوں سے لڑنے کا شوق نہ رکھتا تھا اس کو تو ابھی یورپ کے رہے ہوئے ملکوں کے فتح کرنے کا خیال تھا... مگر تیمور کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ بایزید سے لڑنے اور اس کو شکست دینے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ بایزید یلدرم عیسائی طاقت کو دُنیا سے نابود کرنے پر تُلا ہوا تھا اور تیمور بایزید کو نابود کرنے اور عیسائیوں کو بچانے پر آمادہ تھا۔ تیمور نے اپنے تمام سامانوں کو مکمل کر لینے کے بعد بایزید کے سرحدی شہر سیواس پر حملہ کر دیا۔ جہاں بایزید کا بیٹا قلعہ دار تھا۔ ایک خاص چال سے قلعہ کی چار دیواری کو آگ

لگاکر زمین میں دھنسا دیا اور چار ہزار فوجیوں کی مشکیں کسوا کر ایک بڑی خندق میں زندہ درگور کر دیا۔ زندہ درگور کرنے کے اس ظالمانہ فعل سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۵۔ شاہ یلدرم بیٹے کی مقتل گاہ دیکھ کر غصہ سے بے تاب ہو گیا۔ مگر تیمور لنگ جنگی چال سے یہاں سے فوراً اندرونِ ملک شہر انگورہ پر پانچ لاکھ سے زائد مسلح لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں جا کر ایک لاکھ تھکے ماندے لشکر سے حملہ کیا۔ زبردست کشت و خون کے بعد سلطان نے شکست کھائی اور تیمور نے اسے لڑتے ہوئے ذلت کے ساتھ قید کیا، اور شہر بہ شہر تشہیر کرائی۔ تیمور رافضی تعزیہ ساز نے اس ظلم سے اسلام کے غلبہ اور وقار کا خاتمہ کر دیا۔

تیمور کی تمام تزک و تاز اور فتح مندیاں مسلمان سلاطین کو زیر کرنے اور مسلمانوں کے شہروں میں (موجودہ خمینی کی طرح)، قتلِ عام کرانے میں محدود رہیں اور اس کو یہ توفیق میسر نہ آسکی کہ غیر مسلموں پر جہاد کرتا یا غیر مسلم علاقوں میں اسلام پھیلاتا۔ (اقتباسات از تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص۲۷، ص۲۸، ص۲۹ وغیرہ)

تزکِ تیموری سے پتہ چلتا ہے کہ تیمور عالم اسلام کی اس تباہی سے پچھتایا۔ عامۃ المسلمین نے اسے حقیر جانا۔ اس نے تلافی میں پہلی مرتبہ غیر مسلم ملک چین پر چڑھائی کی مگر راستے میں ہی مر گیا آرزو فنا ہو گئی۔ مفتوحہ ممالک بیٹوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے خود مختار ریاستوں میں تبدیل ہو گئے۔ اب صرف تیمور کا نام اس کے ظالم آباء چنگیز و ہلاکو خاں کے ساتھ یادگار ہے اور رہے گا۔ تعجب ہے کہ تعزیہ پرست اس موجد تعزیہ ظالم کو قومی ہیرو مانتے اور صاحبِ سیف و قرآن امیر تیمور بادر کراتے ہیں۔ معاذ اللہ۔

اسماعیل صفوی کے مظالم

۲۰۔ تباہ شدہ سلطنت عثمانیہ کو اللہ نے پھر زندہ کر دیا اور سلطان محمد خان اوّل، سلطان مراد خان ثانی فاتح قسطنطنیہ، سلطان محمد خان ثانی اور سلطان بایزید ثانی اور سلطان سلیم عثمانی جیسے کامیاب و مدبر حکمرانوں کے ذریعے پھر عالم اسلام کی متحدہ قوت بنا دیا اور یورپ میں فتوحات زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ لیکن دسویں صدی کے آغاز میں شاہ اسمٰعیل صفوی (شیعہ حکمران) برسر اقتدار آگیا۔ اس نے تمام ایرانی سنّی اکثریت کے مسلمانوں کی مساجد اور مقابر شہید کرا دیئے۔ بڑے بڑے علماء اور معززین کو سولی چڑھا دیا۔ خلفاء ثلاثہ رض پر تبرا جمعہ کے خطبہ میں لازم کر دیا جگہ جگہ سنّی شیعہ فسادات کرائے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق چالیس

لاکھ سُنّی مسلمان شہید کرائے اور باقی ماندہ کو شیعہ بننے پر مجبور کر دیا۔ کلیاتِ نفیسی مؤلفہ سیّد نفیسی پروفیسر تہران یونیورسٹی میں لکھا ہے: "کہ ان سے سوال کیا گیا ایران جو سنّی اکثریت کا ملک تھا وہ شیعہ اکثریت (۶۰ - ۶۵ فیصد) میں کیسے تبدیل ہُوا؟" تو پروفیسر مذکور نے جواب دیا: "عہد صفوی میں سنیوں کا قتلِ عام کر کے ان کو جبراً شیعہ بنایا گیا۔"

اسماعیل (صفوی) بن حیدر بن جنید بن ابراہیم بن خواجہ علی بن صدرالدین بن شیخ صفی الدین بن جبرئیل کے آباء واجداد سب سنّی المذہب تھے۔ پیری مریدی کرتے تھے۔ شیخ صدرالدین نے سفارش کر کے تیمور کے ہاتھوں وہ تمام ترک قیدی آزاد کرا دیئے جو اس نے سلطان یلدرم سے جنگ انگورہ میں پکڑے تھے وہ ہزاروں قیدی شیخ کے باصفا مرید بن کر ہیں رہ گئے اور شاہ اسمٰعیل تک اس کی سب اولاد سے وفادار رہے اور اسمٰعیل کو اقتدار دلانے میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں۔ اسماعیل نے "حبِّ اہلِ بیت رض" کے نعرہ سے سنّی و شیعہ عوام کو ساتھ ملا کر اقتدار پا لیا تو علانیہ شیعہ اور رافضی بن گیا۔ پھر اپنے ترک مریدوں کی قوم سے جنگ کا منصوبہ بنایا اور پڑوسی ملک ترکی سلطنت عثمانیہ میں اپنے داعی، جاسوس اور ایجنٹ بھیج دیئے تاکہ اندرونی و بیرونی حملہ سے اس ملک کو ختم کر کے شیعہ سٹیٹ بنا لیا جائے مگر شاہ سلیم عثمانی کو اس سازش کا پتہ چل گیا اس نے اسمٰعیل صفوی کے سب ایجنٹوں کو ختم کر کے ایران پر دفاعی حملہ کیا۔ اسمٰعیل بھاگ گیا۔ سلطان نے اندرونِ ملک اس کا تعاقب کر کے خالدران کے مقام پر کامیاب جنگ لڑی اور نصف علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ شاہ سلیم اگر دوبارہ ایران جاتا یا پھر باقاعدہ شاہ صفوی جنگ لڑتا تو اس کا اقتدار ختم ہو جاتا۔ مگر شام و مصر کے سرحدی کشیدہ حالات کی وجہ سے شاہ دوبارہ ایران نہ جا سکا اور اسمٰعیل صفوی کے اس سازشی جال کی وجہ سے یورپ میں بھی شاہ سلیم اپنی فتوحات آگے نہ بڑھا سکا۔ اگر اسماعیل صفوی یہ حملے اور اندرونِ ملک سازشیں نہ کراتا تو شاہ سلیم کی مساعی سے آج براعظم یورپ اسلام کے زیر نگین ہوتا لیکن ؏

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جناب ابوذر غفاری "نوائے وقت" میں لکھتے ہیں: "اس کے علاوہ اگر ایران کے صفوی شیعہ اور ترکی کے عثمانی سنّی آپس میں لڑ کر خون کے دریا نہ بہاتے تو آج سارا یورپ مسلمان ہوتا۔ مزید برآں اگر مغلیہ دور میں ہندوستان کے مسلمان سنّی شیعہ جھگڑوں کی نذر نہ ہوتے تو آج سارے ہندوستان پر

مسلمانوں کا غلبہ ہوتا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر نازک موقع پر شیعوں نے اہل اسلام کو خنجر گھونپ کر کافروں کو بچایا ہے موجودہ خمینی انقلاب اور ایران وعراق جنگ ٹھیک اسی پالیسی کے تحت ہے جو شاہ اسمٰعیل صفوی نے وضع کی تھی اس وقت ترکوں کو مار کر عیسائیوں کو بچانا مقصود تھا اب خاص معاہدہ کے تحت امریکی اسلحہ اسرائیل جیسے دشمن اسلام سے لے کر عربوں کو ختم کرنا اور سامراجی طاقتوں کی مدد کرنا مقصود ہے۔ اسلام کا نعرہ۔ اشدو ولا شنہ ، مرگ بر اسرائیل ، مرگ بر امریکہ۔ تو صرف ہاتھی کے دانت دکھلانے کے ہیں۔ جن سے بد ہو صحافیوں کو اُلّو بنانا ہے اور اقتدار کے بھوکے مستقبل سے مایوس سیاستدانوں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو تقیہ اور ڈپلومیسی کے ذریعے اپنا ہم نوا بنانا مقصود ہے اللہ اندھوں کو بینائی عطا فرمائے۔

۲۱۔ ایران کا عہد صفوی۔ ہند میں عہد مغلیہ کا معاصر ہے۔ سب سے پہلے ہمایوں کے دور میں تشیع کو ہند میں برآمد کیا گیا خاص معاہدے سے قاضی نور اللہ شوستری جیسے غالی شیعہ کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ جس نے تشیع کی اشاعت میں ہر حربہ استعمال کیا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ نے اپنی خداداد ایمانی فراست اور دیانت سے اسے محدود کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی ہوا تبھی تو شیعہ اور ان کے بے دین ہمنوا عالمگیر کی شکایت کرتے ہیں۔ مگر شیعوں نے ایک اور چال چلی عالمگیر کے بیٹوں کو رشتے دے کر بعض کو مائل بہ تشیع کر لیا۔ پھر وہ اقتدار کی رسہ کشی اور خانہ جنگی کا شکار ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت مغلیہ قریب الزوال ہو گئی۔ ادھر ہندو اور مرہٹے زور پکڑ گئے۔ جن کو شاہ ولی اللہ کی دعوت پر احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں آکر بیس ہزار افغانی سپاہ کی کمک سے ختم کیا۔ ادھر اودھ، لکھنؤ، دکن وغیرہ میں شیعہ راجوں نے آزاد ریاستیں قائم کر لیں۔ انگریزوں نے ایسے پاؤں پھیلائے کہ مسلمانوں کا اقتدار دہلی کے گرد و نواح تک محدود ہو کر رہ گیا۔

نادر شاہ دُرّانی کا دہلی پر حملہ

۲۲۔ اس کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے اور مسلمانوں کو ختم کرنے کی نیت سے ہمارے ہمدرد پڑوسی ایران کا نادر شاہ درانی بڑے لشکر کے ساتھ آیا۔ ایک مدبر امیر الامراء محمد امین

خاں کے مشورہ سے بہت سا خراج اور کروڑوں روپے نقد دینے پر صلح ہو گئی مگر اس کے شہید ہونے کے بعد ایک دوسرے غدار برہان الملک سعادت علی خاں رافضی نے محض عہدہ بدلنے سے نادر شاہ کو غدر کرنے اور بادشاہ کو قتل کر کے دہلی کا خزانہ لوٹنے اور قتل عام کرنے کا پروگرام دے دیا۔ چنانچہ نادر شاہ نے لاکھوں مسلمانوں کو دہلی کی جامع مسجد میں شہید کیا۔ بادشاہ اور اس کے بزرگوں کی لاشوں پر تخت بچھا کر ناشتہ کیا اور دہلی کا سب خزانہ لوٹ کر لے گیا۔ اسی موقع پر ایک بزرگ نے کہا:

شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

نادر کے حملہ کو خروج حسین شیعہ مؤرخین تک پیش کرتے ہیں۔ ایک مضمون خود راقم نے پڑھا ہے۔ نادر شاہ کو شاہی خزانہ سے ساڑھے تین کروڑ روپے نقدی کی نقدی، ڈیڑھ کروڑ کی سونے کی تختیاں پندرہ کروڑ کے جواہرات۔ گیارہ کروڑ کا تخت طاؤس، پانچ سو ہاتھی، ہزار ہا اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور شاہی خیمے قناتیں وغیرہ حاصل ہوئیں۔

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے گرد بھی شیعہ جمع ہو گئے۔ در پردہ انگریز سے ملے ہوئے تھے اور اصل حالات کو شاہ سے مخفی رکھ کر سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کرا دیا۔ "مغلیہ دور میں سید برادران کا فتنہ" مضمون میں محمد اسحٰق قلبی آخری قسط میں لکھتے ہیں۔ بارہ کے بادشاہ گر رافضیوں نے اپنی آٹھ دس برس کی سازشوں، ریشہ دوانیوں سے ایک عظیم الشان مغلیہ سلطنت کو نیم جان کر دیا اور ان کے بعد تیسرے رافضی برہان الملک سعادت علی خاں نے اپنی غداری اور نمک حرامی سے اس نیم جان مغلیہ سلطنت کی پشت میں (نادر شاہ کے ہاتھوں) ایسا بھرپور خنجر مارا کہ وہ اٹھنے کے قابل ہی نہ رہی لیکن یہودیوں، نصرانیوں، زرتشتیوں، مجوسیوں اور عجمیوں نے تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ شہنشاہ کو محمد شاہ رنگیلا بنا دیا۔ انھوں نے لکھا کہ وہ عیاش تھا وہ ہنوز دلی دور است کہتا تھا۔ اس لیے سلطنت مغلیہ برباد ہوئی۔ سبھی نے ان مکاروں، بد دیانتوں کی پھیلائی ہوئی خرافات پر یقین کر لیا اور اپنے اکابر کی برائی پر تل گئے۔ اور یہ بھول گئے کہ یہ سب دشمن کی کارروائی ہے۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ اپریل ۱۹۸۶ء بحوالہ تاریخ فرشتہ)

۲۳۔ نادر شاہ کے حملے کے بعد مسلمان انتہائی کمزور ہو گئے تو شیعہ اور بے دین راجوں نے انگریز کی بالادستی تسلیم کر کے اپنی ریاستوں کو ان سے اپنے نام الاٹ کروا لیا۔ آج بہت سی جاگیریں

نوابوں، خانوں اور ملکوں کے پاس انگریزی عطیات ہیں۔ لیکن غیور اور مسلمان نوابوں اور سلاطین نے انگریز سے ٹکر بھی لی۔ ان میں سرفہرست میسور کا راجہ سلطان ٹیپو شہید بن حیدر علی ہے جو شاہ ولی اللّٰہی خاندان کا معتقد، اہلِ توحید و سُنت سے وابستہ اور انگریزوں کا کٹر دشمن تھا۔ یہ جب انگریزوں سے خود جنگ لڑ رہا تھا تو شیعہ کمانڈر نے غدّاری کر کے سلطان کو شہید کرا دیا۔ جیسے اسی طرح بنگال میں میر جعفر نے غدّاری کر کے انگریزوں کو اقتدار دلا دیا۔ اسی لیے یہ شعر زبان زدِ عام ہے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن ننگِ دُنیا، ننگِ دین، ننگِ وطن

جسٹس کیانی شیعہ کے خاص دوست پروفیسر محمد منور روزنامہ "جنگ" ٢٢ مارچ ١٩٨٣ء کی اشاعت میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ شیعہ سُنّی فسادات کی تاریخ قدیم ہے مگر ہمیشہ یاد رہے کہ ان میں مخلص سنی اور شیعہ ہمیشہ فسادیوں کی نشاندہی نہ ہونے کے باعث نقصان یاب ہوئے اگر ٹیپو اور حیدر علی کی سلطنت کسی شیعہ گروہ سے تعلق رکھنے والوں نے بیچ دی تو یہ ان افراد کی ذاتی بے ایمانی تھی۔

ب۔ فسادی عنصر شیعوں میں بھی گھس آتے ہیں اور سنیوں میں بھی، جب ابو مسلم خراسانی نے کالے جھنڈے اٹھائے تھے تو اس کے ساتھ محض بنو ہاشم نہ تھے۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر مجوسی اور مزدکی (اپنے زمانے کے کمیونسٹ) اس کے لشکر میں (شیعہ بن کر) گھس گئے۔ بنو ہاشم نے تو بنو امیہ کے اکابر پر ہاتھ صاف کیا مگر مجوسیوں نے کہا جو عرب نظر آئے اڑا دو۔ مزدکیوں کمیونسٹوں نے ہر کلمہ گو مارا خواہ وہ ایرانی تھا خواہ عرب اور وہی مجوسی اور مزدکی دوسری جانب بنو امیّہ کے آدمیوں کو ابھار کر مخبری کرا کے بنو ہاشم اور ان کے ساتھیوں کو قتل کراتے رہے۔ مزدکیوں کمیونسٹوں نے (شیعہ) روپ بدل کر مختلف اسلامی فرقوں کو جنم دیا۔ نظام الملک طوسی کا سیاست نامہ اس پر گواہ عادل ہے۔ (پھر ان کا خانہ کعبہ میں قتلِ حجاج۔ حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلاء میں لگانا جو قرامطی شیعوں کے سیاہ کام ہیں، نقل کیے ہیں۔)

ج۔ ایران ہمارا ہمسایہ ملک ہے ہم ایران کا احترام کرتے ہیں۔ موجودہ انقلابی حکومت کو سب سے اوّل پاکستان نے تسلیم کیا...... اسی طرح ایران کے حل و عقد کو بھی اس امر پر نظر رکھنی چاہیئے کہ بعض شیعہ عناصر (جو خدا جانے شیعہ ہیں بھی یا نہیں) اس خواہش کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ انھیں پاکستان

کو شیعہ ریاست میں تبدیل کرنا ہے اور جلد از جلد" ہماری دُعا ہے کہ ایران ایک اثنا عشری اسلامی رنگ میں ترقی کرے۔ اہلِ ایران کو اور ایران کے جوشیلے (پاکستانی) پرستاروں کو بھی دُعا کرنی چاہیئے کہ خدا پاکستان کو استحکام اور اسلامی سنّی رنگ میں استحکام عطا کرے۔ اکثریت کی قوت ہی استحکام عطا کرتی ہے اقلیت کو بخلوص خاطر تعاون کرنا چاہیئے۔

انگریز اور شیعہ

جناب ابوذر غفاری صاحب "نوائے وقت" میں رقم طراز ہیں:

انگریز تو مسلمانوں کی اس کمزوری کا خوب فائدہ اٹھاتا تھا۔ ١٧٩٩ء میں جب شاہ افغانستان نے سلطان ٹیپو کی مدد کا ارادہ کیا تو انگریز نے افغانستان پر ایران سے حملہ کروا دیا اور اس نے انیسویں صدی میں یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ ایران کو مضبوط بنائے گا تاکہ وہ اپنے سُنّی ہمسایوں کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ (گویا میر صادق کی ٹیپو سے غداری ایران کی سازش تھی۔)

٢٥۔ انگریز شر انگیز جب جنگِ آزادی ١٨٥٧ء کے بعد پورے برصغیر پر چھا گیا اور مسلمانوں نے اس کے خلاف تحریکِ آزادی جاری رکھی اور قتل، قید و بند اور جلا وطنی کی سزائیں مجاہدین کو ملتی رہیں۔ تاریخ سے ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ کسی شیعہ عالم لیڈر یا نواب نے انگریز کے خلاف کام کیا ہو یا کوئی تکلیف پائی ہو۔ بلکہ یہ لوگ قادیانیوں کی طرح انگریزوں کو اپنے لیے رحمت کا سرمایہ سمجھتے تھے کیونکہ مذہبی آزادی کی آڑ میں انھوں نے جس بدعت اور شرکیہ کام کو چاہا اس کے لیے باقاعدہ لائسنس اور اجازت نامہ حاصل کر لیا تاکہ ٹوکنے والے علماء دین کا بھی منہ بند ہو جائے اور وہ ان شر سے بھرپور رسُوم سے اپنے جعلی مذہب کو پھیلا سکیں۔ یہ تعزیے۔ ذوالجناح، دلدل وغیرہ کے جلوس انگریزی دَور کی پیداوار ہیں جو "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے تحت اس نے اپنے وفاداروں کو عنایت کیے۔

چنانچہ لاہور کے شیعہ مجتہد علامہ حائری اپنے کتابی سائز کے رسالہ کے ص ١٢٣ پر یہ فرماتے ہیں: "انگریزی حکومت ہمارے لیے سایۂ رحمت ہے کہ اس کی پناہ میں ہم اپنی مذہبی رسوم آزادی سے بجا لاتے ہیں۔"

ابھی ١٩٨٦ء میں شریعت بل کے خلاف شیعہ نے ایک دلیل یہ بھی دی کہ "اس کے نفاذ سے ہماری وہ رسوم اور حقوق ختم ہو جائیں گے جو انگریز نے دیئے تھے۔" جو اعمال و رسوم قرآن و سنت

فتویٰ اہلِ بیتؓ سے ثابت نہ ہوں بلکہ خود ساختہ، بدعت اور شرعاً ممنوعہ ہوں۔ ان کے جواز کی سند غیر مسلموں سے لینا اور پھر ان پر مسلمانوں سے لڑنا جھگڑنا، کفر کی حمایت نہیں تو کیا مسلمانوں سے وفاداری ہے؟

تاریخِ پاکستان

۲۶۔ انگریز کے خلاف صدی بھر سے صرف سُنّی مسلمانوں کی جنگِ آزادی جب کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی اور انگریز نے وطن چھوڑنا چاہا تو مسلمانوں کی غالب اکثریت نے نعرۂ پاکستان کا ساتھ دیا اور اپنی رواداری اور بے تعصبی سے یہ سوال ہرگز نہیں اٹھایا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناح کس خاندان اور مذہب سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ معمارِ پاکستان مفسرِ قرآن، خطیبِ ہند مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور ہزار کتابوں کے مُصنّف حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ دیوبندی نے اہلِ سُنّت کے سٹیج سے اپنے لاکھوں شاگردوں اور مریدوں کے ساتھ پاکستان کا بھرپور ساتھ دیا۔ چاٹگام سے پشاور تک طوفانی دوروں سے مسلم رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں قائل کیا۔ تبھی تو ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی پھر بریلوی مکتبۂ فکر نے بھی بنارس کانفرنس کر کے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا۔ اگر علمائے دیوبند اور مذہبی گروہ کی یہ تائید نہ ہوتی تو پاکستان کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ عام پروپیگنڈہ یہ ہے کہ پاکستان کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبال مرحوم المتوفی ۱۹۳۷ء نے پیش کیا اور ۱۹۴۰ء میں قرار دادِ پاکستان کے بعد مسلم لیگ نے مطالبہ اور تحریک شروع کی۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ تصور انگریز سے صد سالہ جنگ لڑنے والے گروہ کے بوریا نشین نے پیش کیا۔

تعمیرِ پاکستان اور علماءِ ربانی ص۴۱ پر منشی عبد الرحمٰن لکھتے ہیں: "جون ۱۹۲۸ء میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا عبد الماجد دریا آبادیؒ تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا اشرف علیؒ نے یہ فرمایا: "دل یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر اسلامی حکومت ہو سارے قوانین وغیرہ کا اجراء احکامِ شریعت کے مطابق ہو۔" پھر ۱۹۳۸ء میں فرمایا: "میاں شبیر علی! ہوا کا رُخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جاویں گے۔ انشاء اللہ ص۶۴۔ میں نے جو اعلان کیا ہے اس میں مسلم لیگ کی حمایت کی ہے اور میں مسلم لیگ کا حامی ہوں۔

(اسعد الابرار ص۱۲۰ از مولانا ابرار الحق حقی، بحوالہ اظہار العیب ص۲۰۳، ص۲۰۴ مولانا سرفراز خان صفدر)

انہی خدمات کے صلہ میں کراچی میں مولانا عثمانی کو اور ڈھاکہ میں مولانا احتشام الحق تھانوی کو پاکستان کی پرچم کشائی کا اعزاز بخشا گیا اور یہ دونوں دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز سپوت تھے اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے خاص ساتھی اور معتقد تھے۔ اس لیے کسی بھی گروہ کا بار بار یہ طعنہ دینا کہ دیوبندی مخالف پاکستان یا کانگرسی ہیں۔ ایک بد دیانتی اور غلیظ جھوٹ ہے۔ جو طبقہ مخالف تھا وہ مسلمانوں کا مخالف ہرگز نہ تھا وہ سب ملکِ ہند کو اپنا وطن جانتا تھا۔ وہ چاہتا تھا تقسیم ملک نہ ہو بلکہ دہلی ہی حسبِ سابق مسلمانوں کا دار السلطنت ہو جس سے انگریز غاصب نے اقتدار چھینا تھا اور اب انھوں نے ہی غاصب کو جنگ کر کے نکالا تھا۔ یہ جذبہ ملک سے محبت کی دلیل تھی جیسے اب ہم تقسیمِ پاکستان کا تصوّر نہیں کر سکتے اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر افسوس کرتے ہیں۔ اس منفی تصوّر نے ۷ کروڑ انڈین مسلمانوں کو وہاں تحفظ دیا ہے اور لوک سبھا میں وہی علماء ان مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ورنہ ان کو وہاں کون رہنے دیتا۔ پاکستان تو ان کا تحفظ نہ کر سکا تھا۔

اب اس فضول بحث کہ فلاں مخالف تھا فلاں موافق، کو ختم کرنا چاہیئے۔ یہاں کے سبھی باشندے پاکستان کے وفادار شہری ہیں سب کو امن سے زندگی گزارنے کا حق ہے ورنہ ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ شیعہ تاریخ گواہ ہے انھوں نے کفر و اسلام کی ٹکر میں کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا۔ برصغیر میں بھی انگریز کے خلاف جنگِ آزادی، تحریکِ خلافت، تحریکِ ترکِ موالات اور تحریکِ ریشمی رومال وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کوئی قربانی نہ دی بلکہ تقیہ و جاسوسی کا کردار ادا کرتے رہے تحریکِ پاکستان میں بعض شیعہ وکیلوں اور علماء نے اس لیے شرکت کی کہ حسنِ اتفاق سے وہ قائد کو اپنا ہم پیشہ اور ہم مذہب سمجھتے تھے۔ کامیابی پر انتظامی کلیدی آسامیوں پر پہنچنا مقصود تھا۔ پاکستان بننے پر ان کو وہ حاصل ہو گیا۔

لیکن سنّی مسلمانوں کا مقصد صرف اسلامی حکومت کا قیام اور نفاذِ شریعتِ مصطفےٰ علیہ السّلام تھا قائدِ اعظم گو شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے لیکن وہ کٹر مذہبی اور فرقہ پرست نہ تھے سیکولر ذہن رکھتے تھے۔ مولانا عثمانیؒ نے ترجمہ قرآن پڑھا کر ان کا ذہن اسلامی بنا دیا تھا پھر وہ برابر مسلمانوں کو تقریروں میں قرآن و سنت اور خلافتِ راشدہ کے نظام کا حوالہ دے کر اپنی طرف کھینچتے تھے۔ اب علماءِ اہلِ سنت اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نفاذِ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ ان کا قانونی حق

ہے شیعہ کی مخالفت غیر قانونی اور نظریۂ پاکستان کو ختم کرنے والی ناجائز حرکت ہے وہ شریعت کا قانون نافذ ہونے دیں اور پبلک لا تمام بین الاقوامی دساتیر کے مطابق اکثریت کی فقہ کو بننے دیں۔ ہاں اپنے مذہبی حقوق کے تحفظ کی بات ضرور کریں مگر اپنی ساخت اور بھگوڑے انگریز کی نسبت سے نہیں۔ بلکہ خالص قرآن وسُنت اور حضرت علیؓ وجعفر صادقؒ کی تعلیمات کے حوالہ سے۔ ہم علماء اہلِ سنت دیوبند ضمانت دیتے ہیں کہ شیعوں کو تعلیمِ اہلِ بیتؓ پر مبنی حقوق یقیناً مل کر رہیں گے۔

٢٧۔ میں اپنی ملکی بات میں دور چلا گیا۔ مناسب نہیں جانتا کہ پاکستان میں شیعی کردار پر روشنی ڈالوں ورنہ ہر کسی کو پتہ ہے کہ سکندر مرزا رافضی اپنی ایرانی بیوی کے ایماء پر بلوچستان کی دادِ بغاوت کہاں کر رہا تھا کہ صدر ایوب خاں مرحوم نے بروقت ملک سنبھال لیا۔ ١٩٧١ء کے انتخابات کے بعد "اِدھر ہم اُدھر تم" کا نعرہ لگا کر مشرقی پاکستان کو کس نے الگ کیا۔ بھرمے نوش یحییٰ خاں رافضی نے فوجی ایکشن کے ذریعے لاکھوں مسلمانوں کا قتلِ عام کرا کرا سے ہمیشہ کے لیے ہم سے الگ کر کے بنگلہ دیش کیسے بنا دیا؟ اور اب زکوٰۃ وعشر کا انکار کر کے نفاذِ اسلام وشریعت بل کی ڈٹ کر مخالفت کون کر رہا ہے۔ روسی کمیونسٹ نظام اپنانے اور خون کی ندیاں بہانے کی دھمکیاں کون دے رہا ہے؟ یہ صرف سبائی فرقہ ہے جو اپنے اس طویل تاریخی سفر میں ہر منزل پر مسلمانوں کا راہزن ثابت ہوا ہے۔ ہمدرد اور حامی کبھی نہیں رہا۔ اس لیے ہمیں حالیہ ایرانی شیعی انقلاب اور شدید کشت وخون پر اور اسے دیگر مسلم ممالک میں برآمد کرنے کے عزائم پر کچھ تعجب نہیں۔ ہلاکو خاں اور تیمور کو اپنا ہیرو ماننے والے خمینی پرست مسلمانوں کی یہی خدمت کر سکتے ہیں۔ کاش ہماری بھولی بھالی بھیڑ چال مسلم قوم کو سمجھ ہوتی؟

انقلابِ ایران پر ایک نظر

ایران کا انقلاب تاریخ کا ایک محیر العقول واقعہ ہے ایک بوریہ نشین نے ایک شہنشاہ کا تختہ الٹ دیا اس لحاظ سے ایرانی عوام کی جدوجہد اور آیت اللہ خمینی اپنے تاریخ ساز کردار کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ اس پر اہلِ قلم نے مثبت ومنفی بہت کچھ لکھا ہے اور جب تک ظلم سے خون کی ندیاں بہتی رہیں گی ان کی روشنائی سے یہ داستان کشت وخون مورخ لکھتا جائے گا۔

آیت اللہ خمینی ایک قد آور عالم تھے بے دین اور مغرب پرست شاہ ایران کی مخالفت کی وجہ سے ١٧ سالہ جلاوطنی اور قوم سے بذریعہ کیسٹ پیام ورابطہ کی وجہ سے ان کی شخصیت اہم سیاسی بن گئی دہلیز

اقتدار پر لانے کے لیے سنّی شیعہ سب ایرانی مسلمانوں نے زبردست قربانی دی بظاہر ان میں مذہب سے لگاؤ پیدا ہُوا مغربیت، بے پردگی اور لادینی کا سیلاب تھم گیا اسی وجہ سے دیندار مسلمان اس کی نشریاتی چکا چوند سے مرعوب ہوگئے اور "اسلامی انقلاب" کے عنوان سے دنیا کے ذرائع ابلاغ نے خوب تشہیر کی۔ حالانکہ یہ خالص شیعی آمرانہ، درپردہ روسی مسلم کش ظالمانہ انقلاب ہے۔ ایران جا کر مشاہدہ کرنے والوں کے تاثرات اور عام اخباری بیانات کی روشنی میں مشتے نمونہ از خروارے چند نقائص ہم عرض کرتے ہیں:۔

١۔ خمینی انتہاپسند اور جابر ہیں۔ اقتدار پا کر اپنے ہم سفروں کو بھی تختہ دار پر لٹکا دیا۔ بنی صدر جلاوطنی پر مجبور ہوئے۔ صادق قطب زادہ قتل ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار کاظم کو کردار کشی کر کے نظر بند کر دیا وہ سات سال بعد ١٩٨٦ء قید ہی میں وفات پا گئے عوام الناس کو ان کا جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ ملی حالانکہ وہ خمینی سے بڑھ کر شیعہ کے مذہبی راہنما تھے۔ اسی طرح امام خاقانی، عہد شاہی کے ١٤ سالہ قیدی امام قمی، ١١ سالہ قیدی امام زنجانی بھی قید میں۔ حالانکہ یہ شاہ کے خلاف خمینی تحریک کے ہراول دستہ تھے مگر اب خمینی کے مقہور ومظلوم ہیں۔ ذرا سا خمینی سے اختلاف رکھنے والے لاتعداد علماء پس زندان اور درگور ہوگئے جس سے وہ ڈکٹیٹر بادشاہ ظالم بن چکے ہیں۔

٢۔ سیاسی مخالفت میں فوج کے بڑے بڑے افسروں، انتظامیہ کے عہدیداروں کو سینکڑوں کی تعداد میں شاہ نوازی کے الزام میں تہ تیغ کرنا زبردست قومی وملکی نقصان اور احمقانہ قدم ہے از روئے معاہدہ سرکاری ملازم وقتی حکومت کے وفادار ہوتے ہیں انٹرنیشنل قانون یہی ہے بعد کی انقلابی حکومت سب سرکاری ملازمین کو قتل وغارت کی سزا دے یہ کسی اسلامی، جمہوری اور شخصی حکومتوں کے ہاں بھی جائز نہیں یہی وجہ ہے کہ ایران کو اس کا زبردست خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اپنے سے ہر لحاظ سے ١/٤ حصہ کم عراق سے طویل جنگ میں ایران غالب آ سکا نہ پورے علاقے واپس لے سکا حالانکہ اسرائیل بھی پشت پناہ ہے۔

٣۔ سفاکی اور بے رحمی کی یہ بھی انتہا ہے کہ عورتوں، بچوں کے جلوسوں پر اندھا دھند فائرنگ سے سینکڑوں ہنس مکھ چہرے لاشوں میں تبدیل کر دیئے جائیں خمینی کے قدیم قید وجلاوطنی کے ساتھی ڈاکٹر موسیٰ موسوی اصفہانی "الثورۃ البائسہ ص١٨٢" پر لکھتے ہیں "ان کے خواب وخیال میں بھی نہ تھا کہ خمینی رحم وکرم سے بہت دور اور شر سے نزدیک ہیں اور قتل وغارت میں انھیں مزہ آتا ہے کہ نوعمر نوجوانوں کو بھی ان کی تلوار نہیں بخشتی۔ چنانچہ تین ماہ کے اندر تین ہزار مسلمان نوجوان مرد اور عورتیں "مرگ بر خمینی" کہنے کے جرم میں تہ تیغ کیے گئے۔"

۴۔ تین لاکھ پاسداران انقلاب کو کرفیو آرڈر کی طرح یہ اجازت دینا کہ جو کوئی انقلاب پر ذرا تنقید کرے اسے وہیں ڈھیر کر دو اس طرح سینکڑوں علماء، طلبہ، مزدور، مجاہدینِ خلق اور اہلِ سنت مسلمان لاکھوں کی تعداد میں تڑپائے گئے۔ یہ لینن اور ہٹلر کا شیوہ ہے۔ فاتحِ مکہ حسنین رضی اللہ عنہ کے نانا کی سنت ہرگز نہیں ہے۔ ڈاکٹر موسیٰ مذکور بدترین انقلاب صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔ خمینی نے تحریک کے دوران برسرِ اقتدار شاہ کے متعلق کہا: "خود قتل کرنے والے سے قصاص لیا جاتا ہے قتل کا حکم دینے والے سے نہیں سخت تعجب ہے کہ یہ بات کہنے والا اپنی حکومت کے چار سالوں میں چالیس ہزار انسانوں کا قتل کرتا ہے جن میں بوڑھے، نوجوان، عورتیں سبھی ہیں جرم صرف یہ نعرہ ہے حریت زندہ باد، استبدادیت مردہ باد۔ اس نے ہزاروں کردوں، عربوں، بلوچوں اور ترکمانوں کو اس پر قتل کرایا کہ وہ شاہ کے زمانے سے مخصوص حقوق چاہتے ہیں۔"

۵۔ اختر کاشمیری کے سفرنامہ ایران کے مطابق اپنے کاسہ لیس مذہبی طبقہ کو عوام پر ایسے مسلط کرنا کہ وہ کارڈ کے ذریعے لمبی لائنوں میں لگ کر اشیائے خوردنی حاصل کریں اور کارڈ صرف وفاداری کی سند اور جان بچانے کی ضمانت سمجھا جائے اور غیر موافق محروم رہیں۔ سوشلسٹ نظام کا چربہ ہے۔

۶۔ ایران عراق جنگ کو صرف ضد اور انا کی وجہ سے طول دینا، لاکھوں افراد کو آگ میں جھونکنا۔ اسلامی اُمّہ کمیٹی، اسلامی ممالک، غیر جانبدار ممالک، سلامتی کونسل، کسی کی بھی بات نہ ماننا اور صلح پر آمادہ نہ ہونا بلکہ ہر ۱۵۔۲۰ دن بعد تازہ خونریز عراق پر حملہ کرنا حالانکہ وہ صلح کی بارہا اپیل کر چکا ہے۔ سفاکی اور درندگی ہے۔ قرآن کے قطعی خلاف ہے۔ قرآن کہتا ہے: "صلح بہتر ہے۔" (نساء) "مومن بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔" (حجرات) "دشمن صلح چاہے تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ کرو۔" (انفال) "کسی قوم سے دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے تم عدل کرو یہی تقویٰ کی بات ہے۔" (مائدہ)

۷۔ ایرانی آئین میں مذہب شیعہ کو سرکاری مذہب قرار دینے پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن ۲۰ فیصد اہلِ سنت کے بالکل مذہبی حقوق چھین لینا بے انصافی ہے۔ تہران میں دس لاکھ سنیوں کو مسجد بنانے کی اجازت تک نہ ہو شیعہ امام ہی دوسرے صوبوں میں زبردستی امام بن جائے۔ بلوچستان وغیرہ اکثریتی صوبوں میں اکثر شیعہ ٹیچر مقرر کر کے بچوں کو مذہب سے برگشتہ کیا جائے۔ سرکاری ملازمتوں میں سنی تھانیدار و کپتان تک نہ ہو۔ پارلیمنٹ میں ان کا وجود نہ ہونے کے برابر ہو وہ اپنا مذہبی لٹریچر نہ خود چھاپ سکیں نہ پاکستان و ممالکِ عربیہ سے منگوا سکیں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی مدح اور مذہبی تبلیغ میں آزاد نہ ہوں یہ اسلامی حکومت کا کام نہیں۔

۸۔ جو سنی مسلمان اپنے مذہبی حقوق کی بحالی کے لیے احتجاج کریں ان کو بغاوت کے بہانے کچلا جائے جیسے بیس ہزار کے قریب کردوں کو مارا گیا۔ ایرانی بلوچستان اور زاہدان میں رمضان شریف تک میں بمباری ہوئی۔ ایران کے ایک عالمِ دین راقم کو لاہور جولائی ۱۹۸۵ء میں ملے تو بتایا: "ہمارے جوان یا قتل ہو چکے ہیں یا قید میں ہیں۔ صرف بوڑھے اور عورتیں گھروں میں ہیں۔ میں نے کہا پتہ دیجئے میں اپنی تصانیف کا سیٹ بھیجوں گا فارسی میں ترجمہ کروا کر اپنے صوبے میں پھیلا دینا وہ بھرائی آواز میں کہنے لگے ایسا ہرگز نہ کریں۔ میری شامت آ جائے گی۔ ہم مذہبی کتاب نہ خود چھاپ سکتے ہیں نہ باہر سے منگوا سکتے ہیں۔"

۹۔ یہ خاص شیعہ انقلاب ہے۔ امام خمینی کٹر متعصب شیعہ عالم ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم پر جگہ جگہ زہر اگلا ہے اور ان پر تبرا کر کے مخالفتِ قرآن کے جعلی اتہامات لگائے ہیں میں وہ حوالہ جات نقل کر کے قارئین کو پریشان نہیں کرنا چاہتا مختصر یہ کہ وہ صفوی دور کے انتہائی بدزبان مصنف ملا باقر علی مجلسی کے مقلد ہیں اس کی تبرا صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل کتابوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں جنکے فحش حوالے راقم نے اپنے رسالہ فقہ جعفریہ اور مسلمان اور تحفہ امامیہ اور عقائد الشیعہ وغیرہ میں دیئے ہیں۔

خمینی کے ایسے اقوال تسلیم کرنے سے بقول مولانا نعمانی قرآنی آیات اور متواتر احادیث کی تکذیب ہوتی ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نا اہلیت کا الزام آتا ہے۔ قرآن مجید قابلِ اعتبار نہیں رہتا۔ اس پر ایمان ناممکن ہو جاتا ہے سب سے سنگین ترین بات یہ کہ خمینی کی یہ باتیں اسلام اور رسولِ خدا کی صداقت کو مشتبہ اور مشکوک بنا دیتی ہیں۔ بلکہ خمینی نے رسول اللہ کی بعثت کی ناکامی کا صاف اعلان کیا ہے۔

امام مہدی کی ولادت کے موقع پر یہ کہا ہے: "امامِ زمان معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دُنیا کو بدل دے گا یہ وہ فریضہ ہے کہ جس میں پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر ہمارے نبی کے لیے جشن مسلمانانِ عالم کے پُرعظمت ہے تو جشن امام زمان تمام انسانیت کے لیے عظیم ہے میں ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے ماورا ہیں میں ان کو اوّل نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے۔" (ترجمہ تہران ٹائمز صفحہ ۱ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)۔ حالانکہ یہ کھلا ہوا کفر ہے۔

ایک بیان میں یہ کہا کہ میرے جانباز صحابۂ رسول سے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں۔ صحابۂ رسول تو جنگوں میں بھاگ جاتے تھے اور میرے جاں نثار ساتھی ہزاروں کی تعداد میں جانیں قربان کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

خمینی اپنے ائمہ کو تمام انبیاء و رسل اور ملائکہ مقربین سے افضل بتاتے ہیں

ومن ضروریات مذہبنا ان لائمتنا مقاماً لا یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

ہمارے مذہب شیعہ کا یہ بنیادی اور ضروری عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کا درجہ اتنا بڑا ہے کہ اس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل (رسول اللہ بھی نبی مرسل ہیں) نہیں پہنچ سکتا۔

(الحکومت الاسلامیہ ص۵۲)

ان تمام باتوں سے شیعہ اور امام خمینی کا اپنا ایمان و اسلام ثابت نہیں رہتا تو ان کا انقلاب اور نظام حکومت کیسے اسلامی کہلائے۔ بلا ولی اور گواہوں کے مقررہ وقت کے لیے کسی عورت سے جنسی معاہدہ متعہ کہلاتا ہے جو شیعہ مذہب کا سب سے بڑا کار ثواب عمل ہے لیکن یہ اتنا حیا سوز اور قابل غیرت ہے کہ مذہب شیعہ پر بدنما داغ ہے اسی لیے بعض شیعہ اسے جزوِ مذہب ماننے سے ہچکچا رہے ہیں۔ (انوار نجف)

لیکن خمینی، تحریر الوسیلہ میں متعہ کے متعلق چار صفحات سیاہ کرنے کے بعد ایرانیوں کے کردار کو یوں سیاہ کرتے ہیں:

یجوز التمتع بالزانیۃ علی کراھۃ خصوصاً لو کانت من العواھر المشہورات بالزنا۔ (تحریر الوسیلہ ص۲۹۲ ج۲)

بدکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جب کہ وہ مشہور پیشہ ور طوائف ہو۔

اور حضرت عمرؓ کے متعلق خمینی کہتا ہے۔ عمرؓ نے متعہ کے حرام ہونے کا جو اعلان فرمایا وہ ان کی طرف سے قرآن کی صریح مخالفت اور ان کا کافرانہ کردار و عمل تھا۔ معاذ اللہ۔ **تبصرہ**: حضرت عمرؓ نے تو کتاب و سنت سے حرمت متعہ والا آرڈیننس جاری فرمایا تھا لیکن کیا کریں متعہ باز کہ جب شیعہ اپنے ائمہ و رسولؐ کے برابر درجہ دیتے ہیں۔ تو وہ عمرؓ کو گالیاں کیوں نہ دیں شیعہ کی قدیم مستند تفسیر منہج الصادقین پ۵ ص۱۷۶ ج۱ میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ایک دفعہ متعہ کرے وہ امام حسینؓ کا درجہ پائے گا اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے وہ میرا درجہ پائے گا۔ (معاذ اللہ) اور جو پانچ دفعہ کرے یا ہمیشہ کرے تو.....؟

۱۰۔ علامہ خمینی کو چاہیئے تھا کہ وہ انقلاب برپا کرنے کے بعد عالم اسلام سے دوستانہ تعلقات بڑھاتے اور اپنے وقار محدودِ انقلاب میں اضافہ کرتے لیکن شدید شیعی تعصب کی بناء پر اپنا جذباتی توازن برقرار نہ رکھ سکے۔ ہر اسلامی ملک کی کردار کشی اپنے ذرائع ابلاغ سے شروع کر دی۔ جن جن علماء اور مندوبین کو انقلاب کی سالگرہوں پر بلایا سب کو اپنے اپنے ملک میں بغاوت پھیلانے اور

ایرانی انقلاب برپا کرنے کا وعظ کیا۔ تیل کی آمدنی کا بڑا حصہ اس غنڈہ گردی اور سازشی کارروائیوں کے لیے وقف کر دیا۔ پاکستان کے خلاف خوب زہر اگلا، انڈیا کی حمایت کی سعودی عرب اور دیگر ممالک عربیہ کے خلاف وہ تیز و تند پروپیگنڈہ کیا اور مسلمانوں کو ان کے خلاف اُبھارا۔ گویا سب سے بڑے یہودی اور کافر معاذ اللہ یہی ہیں۔ عراق میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے بغاوت کرائی۔ نتیجۃً عالم اسلام پر جنگ مسلط ہو گئی۔ پاکستان کے شیعوں کو تھپکی دی کہ ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ کر شیعہ انقلاب برپا کرو۔ چنانچہ ان وطن فروش بزرجمہروں نے ۱۹۸۰ء میں اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے اور زکوٰۃ و عشر اور شرعی حدود کا انکار کر کے اسلام اور پاکستان کی خوب رسوائی کی مگر خمینی کے منظورِ نظر بن گئے اور اب تک ایرانی تیل اور کمک کی بناء پر "فقہ جعفریہ کے مطالبات" کی آڑ میں بڑے بڑے جلسے، جلوس نکال کر، دھمکیوں اور خفیہ کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ غضب یہ ہے کہ ۶ مئی ۱۹۸۵ء میں پاکستان کے مرکزی چار شہروں میں شیعی احتجاج کا پروگرام بنا۔ کوئٹہ میں ایران کی مسلح مداخلت اور اسلحہ سے بھرے ہوئے ٹرکوں کی گرفتاری، طشت از بام ہو گئی۔ پولیس پر بے پناہ ظلم ہوا کہ لاتعداد سر کاٹ کر درختوں پر لٹکائے گئے۔ فوج آئی ۷ دن بعد حالات قابو میں آئے۔ ۲۳۰ ایرانی غنڈوں کو مقدمہ چلائے بغیر ایرانی حکومت کے حوالے کیا گیا اور مقامی مجرموں کو زندان میں ڈالا گیا۔ وزیر داخلہ نے سب کچھ بتایا تھا لیکن انتظامیہ نے اس بغاوت کا کچھ نوٹس نہ لیا بلکہ ملوث ہزارہ قبیلہ کے ایک اہم فرد کو بلوچستان کا گورنر بنایا گیا۔ مقدمات داخل دفتر ہو گئے۔ پولیس کی گردنیں کاٹنے والوں کو سولی کی سزا کیا ملتی وہ تو سرکاری مہمان تھے۔ اب اپریل ۱۹۸۶ء میں شیعوں کے احتجاج یا دباؤ سے باعزت بری کر دیئے گئے۔ انا للہ الخ۔

۱۱۔ یہ انقلاب اسلام سوز اور مسلم کش صیہونی انقلاب ہے۔ ایک عمامہ بردار ایرانی بزرگ فرماتے ہیں:

ایران کے قائد انقلاب کے کام کو تمام انبیاء کے کام پر ترجیح دینا خدا کے نام کے بعد صرف ان کا نام لینے کی تعلیم دینا، اقوالِ رسول اور اقوالِ امیر علیہ السلام کی جگہ قائد انقلاب کے اقوال لکھنا پڑھنا، بولنا، سننا اور سنانا، کلمہ اسلام کے دوسرے جزو کو مٹا کر پیغمبرِ اسلام کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ قائد انقلاب کا نام دینا اور اس طرح ایک نیا کلمہ وضع کرنا (لا الٰہ الا اللہ الامام الخمینی حجۃ اللہ) اپنے سوا ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر سمجھنا عالم اسلام کے موجودہ نقشے کو بدلنے کے لیے جدوجہد کرنا، کعبۃ اللہ پر قبضے کے لیے لوگوں کو تیار کرنا اور اس عمل کو جہاد کا نام دینا تمام

مسلم سربراہانِ حکومت کو کافر قرار دے کر ان کا تختہ اُلٹنے اور ان کی حکومتوں کو ختم کرنے کے لیے قوم کو آمادہ کرنا، مسجدوں میں کیمرے نصب کرنا، تصویریں اُتارنا اور اُتروانا، مسجدوں میں جوتوں سمیت جانا اور محرابِ مسجد میں تصویریں بنانا یا چسپاں کرنا، مسجدوں میں بیٹھ کر سگریٹ نوشی کرنا، اپنے مخالفوں کو کافر کہہ کر ان کی قبریں اکھاڑنا اور لاشوں کو غیر مسلموں کے قبرستانوں میں ڈالنا، اختلاف رائے کا اظہار کرنے والوں کو مقدمہ چلائے بغیر گولی مار دینا، شہریوں کا رزق درباری مولویوں کے ہاتھ میں دے دینا۔ اشیائے ضرورت کی راشن بندی کر کے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو بازاروں میں لانا اور قطاروں میں کھڑا کرنا، زنا جیسی قبیح بدکاری کو مذہبی تحفظ دینا۔ ولدیت کی جگہ اسمِ مادر کو لازم قرار دینا، کمسن اور معصوم بچوں کو قتل کرنا، جھوٹے الزامات اور تہمتیں تراش کر انسانوں کو زندگی سے محروم کرنا، نمازیوں کی جماعت پر صرف اس لیے گولی چلانا کہ وہ سرکاری مولویوں کی اقتدا میں کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔ آیت اللہ شریعت مدار جیسے امام برحق کو منافق کہہ کر نظر بند کرنا، قائدِ انقلاب کی تصویر کی پوجا کرنا۔ (حرمین شریفین میں اس بت کی نمائش کرنا) ان کے سامنے ان کے نام کا کلمہ پڑھنا اگر یہ اسلام ہے تو بتاؤ ضدِ اسلام کیا ہے۔ یہ اسلامی انقلاب ہے تو صیہونی انقلاب کیا ہوتا ہے؟

(بروایت اختر کاشمیری از آتش کدۂ ایران ص ۱۰۲، ص ۱۰۳)۔

۱۲۔ ایران اسرائیل سے اسلحہ لے کر عالمِ اسلام کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں :۔

۱۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے اعتراف کیا کہ اسرائیل نے عرب دشمنی کی بنا پر ایران کو اسلحہ فراہم کرنے کا سمجھوتہ کیا ہے۔ مگر اسرائیلی قانون انھیں اس سمجھوتے کی تفصیلات ظاہر کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے وہ کسی خبر کی تردید یا تائید کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔

۲۔ ایران کے سابق صدر نے کہا کہ انھوں نے حکومت ایران کو اس معاہدہ سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ ایران کو اسرائیل سے اس قسم کا معاہدہ کرنے کے بجائے عربوں سے تعلقات استوار کرنے کی ضرورت ہے لیکن امام خمینی نے ان کی بات نہ مانی اور ان کے حکم پر حکومت ایران نے اسرائیل سے معاہدہ کر لیا۔

۳۔ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو پیرس کے ایک جریدے " زیک ہیے " نے اپنے نمائندہ خصوصی

مقیم تہران کا جو مکتوب شائع کیا اس میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ اسرائیل کے سول اور فوجی ماہرین کا ایک وفد تین دن کے دورے پر تہران آیا۔ اس وفد کا مقصد ایران کی دفاعی ضروریات کا اندازہ لگانا تھا تاکہ ایران کو اس کی ضرورت کے مطابق امریکی اور اسرائیلی ساخت کے پرزے اور دوسرا سامانِ جنگ فراہم کیا جا سکے۔

۴۔ [illegible] نومبر کو برطانیہ کے اخبار آبزرور [illegible] تہران کے مکتوب نگار نے لکھا ہے کہ عراق سے جنگ کے لیے اسرائیل نے ایران کو [illegible] بندرگاہوں کے ذریعے بھاری مقدار میں اسلحہ فراہم کیا ہے۔

۵۔ ۳ر نومبر مغربی جرمنی کے اخبار ڈی ویلٹ میں جو تفصیلی خبر شائع ہوئی اس کے آخر میں یہ ہے کہ اسرائیل نے یہ سامان بحری راستے سے ایران کو پہنچایا۔ نیز اسرائیل ایران کو سامانِ جنگ مہیا کرنے کا یہ سلسلہ جاری رکھے گا۔

۶۔ ایران اسرائیلی معاہدے کی خبر جب دنیا بھر میں پھیل گئی تو ۲ر جولائی ۱۹۸۱ء کو اسرائیل کے رسالہ معارف نے لکھا کہ "ایرانی حکومت نے اسرائیل سے براہ راست اور مختلف ایجنسیوں کی وساطت سے مختلف النوع اسلحہ فراہم کرنے کی درخواست کی ہے، اور بڑی مقدار میں فاضل پرزے بھی منگوائے ہیں۔"

(بحوالہ آتش کدۂ ایران ص ۹۸، ص ۹۹ از اختر کاشمیری)

حقیقت یہ ہے کہ انقلاب پر صرف اسلام کا نام اور لیبل ہے ورنہ آغاز و انجام میں کہیں اسلام پر عمل نہیں۔ ڈاکٹر موسیٰ اصفہانی نے کیا خوب تبصرہ فرمایا ہے:

صلی وصام لامر کان یطلبه　　　لما قضی الامر ماصلی ولا صاما

حصولِ مطلب تک تو نماز روزہ کی پابندی کی اور مطلب پورا ہو چکنے کے بعد سب کچھ فراموش کر دیا۔

۱۳۔ ایرانی انقلاب امریکہ کے خلاف روس کے ایما پر ہوا۔ حقائق ملاحظہ ہوں:

۱۔ انقلاب ایران کا اندازِ نظم، طریق ضبط، طرزِ رفتار کمیونسٹ انقلاب کے مشابہ ہے۔ خمینی کے اقوال کی تشہیر، تصویروں کا پھیلاؤ، مخالف قوتوں کا گھیراؤ، کتابوں اور کیسٹوں کی بھرمار اور خود خمینی کا سیاہ و سفید کا مالک ہونا، کمیونسٹ انقلاب کی علامت ہے یہ منصوبہ بندی کمیونسٹ دماغ کی ہے اور وہی یہ گاڑی چلا رہا ہے۔

۲۔ انقلابی حکومت نے روس نواز تودہ پارٹی سے اتحاد کر رکھا ہے یہ مخلوط حکومت روس سے

خفیہ رشتہ کی علامت ہے۔

۳۔ جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک زوروں پر تھی اور انقلاب ایران کے دروازے پر آچکا تھا اس وقت روسی افواج ایران کی رگِ حیات سے زیادہ قریب تھیں۔ چنانچہ تاشقند کے ایک مبصر مسٹر ولیم اے شمٹ اپنی کتاب "یہودی جنگ سے پہلے" میں لکھتے ہیں: "ایران میں جب شاہ کے خلاف عوامی تحریک شروع ہوئی تو روس نے ایران سے ملنے والے مسلم علاقوں میں اتنی فوج جمع کر رکھی تھی کہ ان مسلم علاقوں میں مارشل لار کے نفاذ کا گمان ہوتا تھا۔"

۴۔ حسنین ہیکل کے بقول (جب شاہ نے روسی سفیر سے پوچھا تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟ سفیر نے کوئی جواب نہ دیا۔ شاہ رات کی تاریکی میں ملک چھوڑ گیا جب امام خمینی ایران میں داخل ہوئے تو استقبالیہ ہجوم میں، لینن اور ٹرائسکی کی کتابیں مارکسی تعلیمات کی گائیڈ بکس اور کمیونسٹ لیڈروں کی رنگا رنگ تصویریں تقسیم ہوئیں۔ خمینی نے اس سرخ شاہی استقبال کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا ہاں جب خمینی نے ایران کا انتظام سنبھال لیا تو ۱۹ر نومبر ۱۹۷۹ء کو جناب برژنیف کا یہ انتباہ نشر ہوا: "اگر امریکہ نے ایران میں کوئی مداخلت کی تو روس اس کارروائی کو اپنی سلامتی کے خلاف سمجھے گا۔" افغانستان میں روسی فوج کا بڑا حصہ آج بھی ایرانی سرحد پر موجود ہے یہ خاموش رابطے فوجوں کا اجتماع امام خمینی کا استقبال تودہ پارٹی سے سیاسی اختلاط۔ ایران کے خلاف کارروائی کو روس کا اپنے خلاف سمجھنا۔۔ ؎

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

قارئین کرام! تاریخ شیعہ ہماری اس کتاب کا موضوع نہ تھا لیکن موجودہ حالات میں اپنی قوم و ملک کے تحفظ کے لیے اس فرقہ کی قدیم و جدید تاریخ مرتب کی ہے ان لوگوں نے ہمیشہ غیر مسلم کیمپ سے مسلم کیمپ پر حملے کیے ہیں یا جاسوسی کی ہے براہِ کرم ایم۔آر۔ڈی یا پی۔پی کے راہنماؤں اور حکمرانوں پر واضح کر دیں کہ ان لوگوں کا تحفظ ضرور کریں لیکن ان پر اعتماد کر کے سیاست اور کلیدی آسامیاں ان کے حوالے کریں نہ ان کے پروپیگنڈے اور مطالبات، ایجی ٹیشن سے متاثر ہوں نہ ایرانی انقلاب کو پسند کریں۔ سوائے اس کے کہ شیعوں کو وہی حقوق پاکستان میں دیں جو ایران نے سنیوں کو دیئے ہیں۔ والسّلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

مشرکوں میں سے نہ ہو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعے بن گئے

القرآن، پ۲۱

صدیقِ اکبرؓ یارِ غار، فاروقِ اعظمؓ جانثار
عثمانؓ علیؓ حق کے شعار سب مان لو حق چاریار

عقائد الشیعہ

(شیعہ مذہب کے ۱۰۰ مسئلے)

○

مذہبِ شیعہ کے متعلق بہترین و مستند معلوماتی رسالہ

وجہ تالیف

اسلام کے دشمن دو قسم کے ہیں علانیہ کفار اور مار آستین مسلم نما کفار جن کو قرآن پاک نے منافقین کا لقب دیا ہے۔ ارشاد ہے "اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (پ ۲۸ ع ۲۰) نیز فرمایا "کچھ لوگ کہتے ہیں ہم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ہرگز مومنین نہیں خدا اور مسلمانوں کو (تقیہ اوڑھ کر) دھوکہ دے رہے ہیں (پ ۱ ع ۲) خدا نے انکی نشانی صحابہؓ دشمنی، اصحاب رسولؐ سے حسد، اپنے آپکو معزز اور صحابہ کرامؓ کو ذلیل جاننا بتائی ہے (سورۃ منافقون پ ۲۸)

اس رسالہ میں آپ اسی گروہ کے اسلام سوز عقائد پڑھیں گے جو انکی سب سے معتبر کتاب اصولِ کافی خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی کی تالیفات اور قائد ایرانی شیعہ انقلاب علامہ خمینی کے افکار سے ماخوذ ہیں ان عقائد کفریہ کا مطالعہ آپ پر یقیناً بار خاطر بھی ہوگا لیکن چونکہ وہ جسد ملی کا رستہ ناسور ہیں "وحدتِ اسلامی کے" پُرفریب نعرہ سے مسلم قوم کو سُلا کر اسے تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ایرانی انقلاب کا ایک ایک دن اسماعیل صفوی، تیمور لنگ ہلاکو خان ابن علقمی اور مختار و معز الدولہ کی مسلم کشی کا نمونہ ہے، ہماری صحافت، سیاست حکومت بیوروکریسی اور عام تعلیم یافتہ مسلمان بھی ایرانی انقلاب کے بعد ان کے "داؤ تقیہ" کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ ایسے رسالہ کے ذریعے ملک و ملت کے وفادار علماء، سیاستدان، افسران اور عام مسلمان اس گروہ کے سیاسی مذہب و نظریات کا بغور مطالعہ کریں عشرہ محرم میں ہر سال فسادات اور مسلم کشی کو بند کرائیں، قرآن و سنت اور خلافتِ راشدہؓ کا نظامِ اسلام قائم کرکے اپنے دین اور ملک کو بچائیں۔ قرآن و سنت کے نشتر سے اس ناسور کا اپریشن ہی دائمی مصیبت کا خاتمہ اور ملک و ملت کی سلامتی کا سرچشمہ ثابت ہوگا۔ اگر ۳/۲ انگریز کا خود کاشتہ پودا کاٹنے سے پاکستان صحیح و سلامت قائم ہے تو ایرانی تیل سے آبیار خاردار بوٹا اکھاڑنے پر بھی پاکستان کو انشاء اللہ گزند نہیں پہنچیگا۔ رسالہ کے آغاز میں صحیح اسلامی نظریات کے بعد اسماعیلی اور اثنا عشری شیعوں کے عقائد کا خود انکے قلم سے تقابلی مطالعہ ہمارے رسالے کی تصدیق اور جان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو قومی تقاضوں کے مطابق ملک و ملت کے بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فہرست عقائد الشیعہ

صحیح اسلامی عقائد، اسماعیلی شیعہ کے عقائد، اثنا عشری شیعوں کے فروع دین و عقائد

صحیح اسلامی نظریات و عقائد

از مالابدمنہ، مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ م ۱۲۲۴ھ

○ خدائے تعالےٰ اپنی ذات صفات، کمالات حقوق عبادات افعال میں وحدہٗ لاشریک ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر، خدا کے علم سمع، البصر، ارادہ قدرت، حیات اور افعال کے مشابہ مخلوقات کی یہ صفات نہیں ہوسکتیں۔

○ ہر قسم کی مخلوقات اور بندوں کے اختیاری افعال خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ مخلوق کسی چیز کی خالق نہیں ہے۔ خدا کا قانون جاری یہ ہے کہ بندہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا اور ارتکاب کرتا ہے۔ خدا اس فعل کو پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی اچھے برے ارادے اور طاقت کے استعمال کی وجہ سے بندہ جزا و سزا کا حقدار اور مکلف کہلاتا ہے۔

○ غیر خدا کو کسی چیز کا خالق جاننا کفر ہے اس لیے حضورؐ نے قدریوں کو مجوسی کہا ہے جو لوگ بارہ اماموں کو بانی کائنات کا خالق اور منتظم دستعان اور حاجت روا مانتے ہیں جیسے عام شیخی العقیدہ اور تفویضی شیعہ خود آئمہ نے ان کو کافر کہا ہے (اعتقادیہ شیخ صدوق)

○ خدا کسی میں حلول نہیں کرتا اور نہ کسی انسانی روپ میں ظاہر ہوتا ہے نہ اس کے نور سے کچھ شخصیات پیدا ہوئی ہیں اور نہ اس کی کوئی حقیقی و مجازی اولاد اور پدری سلسلہ ہے خدا کی اولاد اور جزء۔ من نور اللہ ماننے والے غالی مسلمان نہیں ہیں۔

○ انبیاء کرامؑ اور ملائکہ باوجودیکہ اشرف المخلوقات اور مقربین الٰہی ہیں تمام مخلوقات کی طرح کوئی علم و قدرت نہیں رکھتے مگر وہی جو خدا نے ان کو محدود علم و قدرت دیا ہے وہ بھی باقی مسلمانوں کی طرح ذات و صفات الٰہی پر ایمان رکھتے ہیں ذات کی حقیقت پانے میں عاجز ہیں حقوق بندگی میں خدا کی توفیق کے شکر گزار ہیں۔

○ خدا کی واجبی صفات، رزق دینا، مارنا جلانا اولاد دینا مافوق الاسباب امداد کرنا

اور ہمہ وقت ہر کسی کو دیکھنا جاننا فریادیں سننا بلائیں ٹالنا۔ میں انبیاءؑ۔ ملائکہؑ اولیاءؒ و آئمہؒ کو شریک ماننا یا عبادت میں شریک بنانا کفر ہے، جیسے کفار انبیاء کا انکار کرنے سے کافر ہوئے اسی طرح نصاریٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنے اور ان کو عالم الغیب جاننے کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

○ فرشتوں کو خدا کی صفات میں اور غیر انبیاء کو انبیاءؑ کی صفات میں شریک نہ کیا جائے۔ انبیاءؑ و فرشتوں کے سوا صحابہ کرامؓ اہل بیتؓ اور اولیاء اللہؒ و آئمہؒ میں سے کسی کو معصوم از خطاء و نسیان نہ جانا جائے

○ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے درجہ میں بے نظیر و بے مثال ہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ لہذا صفات و مرتبہ میں آئمہ و صحابہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی ماننا کفر ہے۔

○ نبوت اپنی صفات و لوازم کے ساتھ حضور خاتم النبیین علیہ السلام پر ختم ہے۔ کسی بھی عنوان سے صفات نبوت کسی امام و ولی میں ماننا کفر و شرک ہے۔

○ انبیاءؑ کا رتبہ تمام کائنات سے افضل ہے آئمہ و اولیاء اللہ کو انبیاءؑ سے افضل ماننا کفر ہے۔

○ بارہ امام معصوم اور پنج تن پاک خاص شیعی اصطلاح ہے اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں، ہاں یہ حضرات اللہ کے مقبول بندے تھے۔ لیکن سادات اور خاندان رسولؐ میں بیسیوں اور حضرات بھی کامل عالم اور اولیاء اللہ تھے اہل سنت سب سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

○ عذاب قبر برحق ہے۔ نکیرین، رب، دین اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہی سوال کرینگے۔

○ قیامت برحق ہے۔ اس سے پہلے رجعت کا عقیدہ باطل ہے ہر نیک و بد کو اپنے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ کسی شخص کا اس گھمنڈ میں رہنا کہ بخشا ہوا ہوں، فلاں بزرگ چھڑا لیں گے گمراہی اور بے دینی ہے۔ مومن کو ہر وقت آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔

○ قرآن شریف از الحمد تا والناس خدا کا کلام ہے بعد از رسول تا قیامت اس کا ایک ایک حرف کمی بیشی سے محفوظ ہے اور رہے گا۔ جو لوگ اس میں تحریف و کمی اور انسانی دست و برد کے

قائل ہوں وہ کافر ہیں۔

○ صحابہ کرامؓ کی عظمت برحق ہے ان کا کسی بھی عنوان سے گلہ کرنا اور غیبت کرنا حرام ہے۔

○ تمام صحابہؓ سے افضل مہاجرین و انصار پھر اہل رضوان و احد و بدر ہیں پھر تمام صحابہ کرامؓ سے افضل، عشرہ مبشرہ اور خلفاء راشدین ہیں، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم بالترتیب خلفاء راشدین اور افضل تھے اس کے برخلاف عقیدہ قرآن و سنت اور اجماع امت کے خلاف بے دینی ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کی خلافت بھی بعد از بیعت حسنؓ برحق اور عادلہ تھی اس کا انکار کرنا یا آپ پر طعن کرنا ذکر خیر سے بچنا بے دینی اور رفض و تشیع کی بیماری ہے۔

○ اہل بیت گھر والوں اور خاندان رسول کے افراد کو کہتے ہیں امہات المومنین ازواج مطہرات بنات طاہرات، آپ کے داماد نواسے اور مسلمان چچے اور دیگر رشتہ دار مومنین درجہ بدرجہ اس میں شامل ہیں۔ ان سب کی تعظیم گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ بعض کی تعظیم اور اکثر اہل بیتؓ سے دشمنی مسلمان کی شان نہیں ہے۔

○ اپنے دور میں حضرت علیؓ کی خلافت برحق تھی۔ خلیفہ برحق نہ ماننے میں جس نے نزاع کیا وہ باطل پر تھا جیسے خوارج و روافض، ہاں مشاجرات صحابہ میں ہم تمام صحابہؓ کو پاک باطن نیک نیت، اور مبنی بر دلیل مانتے ہیں اگر ایک گروہ کے ہاں دوسرا غلطی پر تھا تو یہ انکا اپنا اجتہاد و معاملہ تھا۔ ہم کسی سے بدظنی کرنے یا غیبت و برائی سے یاد کرنے کے ہرگز مجاز نہیں۔

○ عقائد کے بعد ارکان اسلام کو فرض ماننا شعبہ ایمان ہے۔ جو شخص نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کو فرض اور ضروری نہ جانے اور آخرت میں قابل سوال و باز پرس نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہے۔

○ قرآن و سنت اور اجماع امت کی روشنی میں۔ عقائد اہل سنت رکھنا۔ فرائض و ارکان بجالانا محرمات سے بچنا۔ اور خدا سے خوف رجاء کا تعلق رکھنا، بدعتیوں اور مشرک و بد عقیدہ گروہوں سے قطع تعلق کرنا اور ان کی مذہبی رسوم و تقریبات سے بچنا انتہائی ضروری ہے دین حق کی اشاعت اور برائیوں کے خلاف جہاد بھی حتی المقدور ضروری ہے اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے گمراہی سے بچائے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلہ واصحابہ وسلم۔

○

آغا خانی اسماعیلی شیعوں کے عقائد

۸۵ء میں اسماعیلی شیعوں کی طرف سے بعنوان "نورانی دعوت" تمام جماعت خانوں اور اثنا عشری امام باڑوں کو بھیجی گئی سلام ہمارا ہے یا علی مدد، اور ہمارے سلام کا جواب ہے۔ مولا علی مدد، کلمہ ہمارا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ واشھد ان علی اللہ (علی ہی خدا ہیں)

وضو کی ہمیں ضرورت نہیں اس لیے کہ ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔

نماز کی جگہ ہر آغا خانی پر فرض ہے تین وقت کی دعا جو جماعت خانے میں آکر پڑھے پانچ وقت فرض نماز کے بدلے میں ہماری دعا میں قیام و رکوع کی ضرورت نہیں ہے ہمیں قبلہ رخ کی ضرورت نہیں ہے ہم ہر سمت رخ کر کے پڑھ سکتے ہیں جس کے لیے دعا میں حاضر امام (شاہ کریم آغا خان) کا تصور لانا بہت ضروری ہے۔

روزہ تو اصل میں آنکھ کان اور زبان کا ہوتا ہے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے۔ جو صبح دس بجے کھول لیا جاتا ہے وہ بھی اگر مومن رکھنا چاہے ورنہ روزہ فرض نہیں البتہ سال بھر میں جس مہینے کا چاند جب بھی جمعہ کے روز کا ہوگا اس دن ہم روزہ رکھتے ہیں۔

زکوٰۃ کے بجائے ہم آمدنی میں روپیہ پر دو آنہ (دسوند) خود پر فرض سمجھ کر جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

حج ہمارا امام حاضر کا دیدار ہے (وہ اس لیے کہ زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے)

ہمارے پاس تو بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے مسلمانوں کے پاس تو خالی کتاب ہے ہمارے صبح و شام تک کے گناہ مکھی صاحب چھینٹا ڈال کر معاف کرتے ہیں ہم میں سے اگر کوئی آدمی روز جماعت خانہ نہ جا سکے تو جمعہ کے روز پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر اور آب شفا پی کر اپنے گناہ معاف کرا سکتا ہے اگر کوئی جمعہ کے روز بھی جماعت خانہ نہ جا سکے تو مہینہ بھر کے گناہ چاند رات کو پیسے دے کر چھینٹا ڈلوا کر آب شفا پی کر گناہ معاف کرا سکتا ہے۔ ہماری

بندگی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ حاضر امام ہمیں ایک بول اسم اعظم دیتے ہیں جس کے عوض ہم ۷۵ روپے ادا کرتے ہیں جس کی عبادت ہم رات کے آخری حصے میں کرتے ہیں ۵ سال کی عبادت معاف کرانے کے ہم ۵۰۰ روپے اور بارہ سال کی عبادت معاف کرانے کے لیے ہم ۱۲ سو روپے اور لائف ممبر پوری عمر کی عبادت معاف کرانے کے لیے ۵۰۰۰ روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ نورانی امام حاضر کے نور کو حاصل کرنے کے لیے سات ہزار روپے ہم جماعت خانوں میں دیتے ہیں جس سے ہمیں حاضر امام کا نور حاصل ہوتا ہے۔

فدائین۔ قیامت کے روز حاضر امام سے ہم اپنے آپ بخشوانے کا خرچہ ۲۵۔ ہزار روپے جماعت خانے میں دیتے ہیں۔

اثنا عشری شیعوں کے ارکان فروع دین و عقائد

بالا نورانی دعوت جب اثنا عشری شیعوں کو پہنچی تو وفاق علماء شیعہ پاکستان کراچی کی طرف سے یہ جواب شائع ہوا۔ ع

ابتدائیہ: امام معصوم کے نام سے ابتدا کی جاتی ہے۔

سلام علیکم یا اہل مومنین والمومنات

ہمارا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ و وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلا فصل ہے (ماخوذ الجامع الکافی)

اصول دین (یہ عقائد ہیں عملیات نہیں ہیں) توحید، عدل، نبوت، امامت (امام معصوم ہے، نبی کی طرح امام پر فرشتے آتے ہیں اور فرشتے احکام لاتے ہیں۔ صفت کے حساب سے تمام امام نبی محمد صلعم کے برابر ہیں اور تمام امام سابقہ تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں) (باب الحجت الجامع الکافی) قیامت سے قبل رجعت ہوگی جس میں امام مہدی تمام صحابی و ناصبی (سنیوں) سے بدلہ لیں گے۔ وہ اپنے تمام فیصلے شریعت داؤدی کے مطابق کریں گے۔

فروع دین:- (یہ عملیات ہیں) (۱) نماز (کوئی فرض نہیں ہے واجب ہے، انفرادی نماز

کا ثواب نماز جماعت سے زیادہ ہوتا ہے۔ (۲) روزہ واجب ہے (۳) حج (واجب ہے) وقوف مزدلفہ (واجب ہے) (۴) زکوٰۃ (واجب ہے) غیر شیعوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی صرف شیعوں کو دینے سے ادا ہوگی کیونکہ صرف شیعہ (مومنین و مومنات) ہی پاک ہیں اور سب ناپاک نجس (۵) خمس یا سہم امام (یہ امام کا حق ہے امام غائب ہو تو مجتہد کو ملے گا ملے گا مال غنیمت کا پانچواں حصہ، (۶) جہاد (امام غائب ہونے کی بناء پر معطل ہے) (۷) امر بالمعروف (۸) نہی المنکر (۹) تولا (اہل بیت سے دوستی اور ان کے شیعوں سے بھی دوستی رکھنا۔ (۱۰) تبرا (اہل بیت کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دشمنوں کے جو دوست ہیں ان سے بھی دشمنی رکھنا۔

اصول عقائد ملت جعفریہ (خاص ارکان دین) فقہ جعفریہ کے مطابق شرع میں کوئی شرم نہیں ہے چنانچہ ہم صاف صاف کھل کر اور واضح طور پر اپنی فقہ کے مذہبی عقائد بیان کرتے ہیں۔

بدا (صرف امامت کی تقسیم کے معاملے میں اللہ سے بھول چوک ہو جانا (باب البدا جامع الکافی)

قرآن (پورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا اور جو کہے کہ پورا قرآن اس کے پاس ہے وہ جھوٹا ہے (امام باقر۔ اصول کافی) موجودہ قرآن کا نسخہ مشکوک ہے۔ سارا قرآن امام کے پاس تھا جو اب غائب امام مہدی کے پاس ہے۔

غم حسین میں رونا گناہوں کے بخشوانے کا باعث ہے

کتمان (دین کو چھپانا) دین کو چھپاؤ اور جو ہمارے دین کو چھپائے گا خدا اسکو سرفراز کرے گا اور جو دین کو ظاہر کرے گا خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے گا (امام جعفر، باب الکتمان، الجامع الکافی اصول کافی) لیکن ہم نے اب کیوں ظاہر کیا؟ وہ اس لیے کہ ہم سے وضاحت طلب کی گئی ہے اور اب جواب دینا ہی ہمارا فرض بنتا ہے اس لیے مذہب ظاہر کرنا پڑا ہے۔

تقیہ (اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کرنا)۔

تبرا (شیعہ مذہب اور فقہ جعفریہ کا یہ اہم ترین جز ہے یعنی غیر شیعوں سے اظہار نفرت

کرنا خواہ وہ کوئی بھی ہوں چاہے صحابی تک بھی۔

فلاں، فلاں اور فلاں، اول، ثانی وثالث (یہ خاص الفاظ ہیں ہر شیعہ کو ان کے معنی ومطلب کا اچھی طرح علم ہے اس لیے وضاحت کی ضرورت نہیں۔

نجس اور پلید ہم تو تمام قادیانیوں کے برابر سمجھتے ہیں، بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کو کیونکہ یہ سب نجس اور پلید ہیں جب کہ شیعہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔

تمتع (متعہ) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی اور شے کے معاوضہ پر کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے (کیونکہ متعہ کے لیے نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ اس میں طلاق ہوتی ہے نہ نان نفقہ ہوتا ہے نہ حقوق زوجیت کی طرح باہم وراثت ہوتی ہے یہ صرف مذہبی طور پر ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے۔

متعہ کی دو قسمیں ہیں (۱) انفرادی متعہ (کنوارہ یا غیر کنوارہ مومن کسی کنواری یا غیر شوہر والی (مطلقہ یا متنازعہ) مومنہ سے جب چاہے معاملہ کرکے انفرادی طور پر متعہ کرکے ثواب کما سکتا ہے (۲) اجتماعی متعہ (کنوارے مومنین یا غیر کنوارے مومنین صرف بانجھ مومنہ سے جب چاہیں معاملہ کرکے کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لیے اجتماعی متعہ کرسکتے ہیں کہ یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا (باب المتعہ جامع الکافی)

لَا مَجَالَ لِلشَّكِّ فِي صِحَّةِ الْمَكْتُوب (اس لکھے ہوئے کی صحت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں) وما علینا الا البلاغ۔

جاری کردہ :- وفاق علماء شیعہ پاکستان

خدام ملت جعفریہ :- مجتہد مولانا محمد محسن نقوی، مجتہد علامہ عقیل ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ عباس حیدر عابدی، علامہ مفتی سید نصیر الاجتہادی، پروفیسر علی رضا، علامہ مرزا احمد علی، مفتی سید محمد جعفر، مولانا سید محمد مہدی (بھارت) علامہ محمد باقر زیدی (آف بمبئی انڈیا) علامہ سید جاوید جعفری، مولانا عارف حسین حسینی۔

بمقام کراچی :- ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ (۲۶ ستمبر ۱۹۸۵، بوقت شام غریباں)، ہمارے ناموں کے ساتھ ملت جعفریہ کے نام "نورانی دعوت" کے رد کے طور پر اور تبلیغی وتشہیری مراد کے طور پر جاری کیا جاتا ہے۔ شیعان علی (اثنا عشریہ) کا ایک ہی مطالبہ فقہ جعفریہ نافذ کرو۔

شیعوں کے عقائد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین۔

۱۔ توحید کے متعلق عقائد

اسلام کی بنیاد کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے مطابق مسلمانوں کا عقیدہ خدا کے متعلق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات، حقوق وکمالات، عبادت والوہیت میں وحدہ لاشریک ہے۔ وہی، واجب الوجود، خالق مالک رازق، رب، داتا مشکل کشا، عالم الغیب، حاضر وناظر، مختار کل، قادر مطلق اور تمام جہانوں کا بادشاہ ہے۔ شیعوں نے خدا کی توحید میں بھی شرک وفساد ڈالا اور اپنے اماموں کو خدا بنا دیا تفصیل ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ۱ :-

خُدا جاہل اور بھولنے والا ہے (معاذ اللہ)

۱۔ حضرت جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

" ما بدا الله فی شیٔ کما بدا له فی اسماعیل ابنی (اعتقادیہ شیخ صدوق)

اللہ تعالیٰ کو کسی چیز میں ایسا بدا نہ ہوا جیسے میرے بیٹے اسماعیل کے متعلق ہوا۔ بدا کا معنی کسی چیز کا ظہور ہونا اور علم میں آنا جو پہلے سے مخفی ہو اور علم میں نہ ہو قرآن میں ہے۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (زمر پ۲۴ ع ۲) خدا کی طرف سے انکو اس عذاب کا بدا اور علم ہوگا جس کا گمان بھی نہ کرتے تھے۔

فرمان صادقؒ کا پس منظر یہ ہے کہ آپ نے منجانب خدا اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کا

اعلان کیا کہ میرے بعد وہ امام ہوگا لیکن اس سے کوئی ایسا کام ہوا جو خدا کو پسند نہ آیا (نقد المحصل طوسی) اور وہ جعفرؒ کی زندگی میں مرگیا تو خدا نے موسٰے کاظمؒ کو امام بنا دیا۔ اسی کو امام جعفرؒ بدا کہہ رہے ہیں۔ کہ خدا کو گویا پہلے پتہ نہ تھا کہ اسماعیل تو خلافِ امامت گناہ کرے گا۔ پھر والد کی زندگی میں مرجائے گا ورنہ تو اس کی امامت کا اعلان نہ کراتا۔ موسٰے کاظمؒ کی امامت کا اعلان کراتا۔ اسمعیل کی امامت کا اعلان ہوا۔ تو حضرت صادقؒ کے آدھے مرید اس کی (گو وہ گناہ کر کے زندگی میں فوت ہوگیا) امامت کے قائل ہوگئے اور آج تک یہ اسماعیلی اور آغا خانی شیعہ کہلاتے ہیں

-یہی بدا اور نامعلوم بات کی اطلاع شیعہ اعتقاد کے مطابق حضرت حسن عسکریؒ کی امامت کے متعلق بھی ہوئی۔ امام نقی کے بیٹے ابو جعفر محمد کی وفات باپ کے سامنے ہوئی جب کہ وہ بڑا بیٹا تھا حسب قانون باپ کے بعد اسی کی امامت کا اعلان ہوا تھا۔ راوی ابوالہاشم جعفری کہتا ہے۔ کہ میں یہ دل میں کہہ رہا تھا کہ محمد اور حسن عسکریؒ کا اس وقت وہی حال ہوا جو امام موسٰے کاظمؒ اور اسماعیل فرزندان جعفر صادقؒ کا ہوا" تو امام نقی نے میرے کہنے سے پہلے ہی ارشاد فرمایا۔

نعم یا اباھاشم بدا اللہ فی ابی محمد بعد ابی جعفر علیہ السلام مالم یکن یعرف لہ کما بدا لہ فی موسٰی بعد مضی اسماعیل ما کشف بہ عن حالہ وھو کما حدثتک نفسک وان کرہ المبطلون وابو محمد ابنی الخلف من بعدی۔

(اصول کافی ص۳۲۷ ج ۱ ط ایران) ہاں اے ابو ہاشم! اللہ کو ابو جعفرؒ کے مرنے کے بعد (ابو محمد) (حسن عسکری) کے بارے میں بدا ہوا کہ جو بات معلوم نہ تھی معلوم ہوگئی جیسے اللہ کو اسماعیل کے بارے میں بدا ہوا تھا جس نے اصل حقیقت ظاہر کردی اور یہ بات اسی طرح ہے جیسے تو نے سوچی اگرچہ بدکار لوگ ان کو ناپسند کریں گے حسن عسکریؒ میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔

اس بدا۔ اور خدا کو بعد از حادثات، اطلاعات کے فضائل میں کافی میں بہت سی احادیث ہیں۔ انبیاء علیہم السلام تک سے اس کا اقرار کرایا گیا ہے۔ (کافی باب البداء) لیکن محقق علماء کو یہ تسلیم ہے کہ مذہب شیعہ پر یہ بدنما داغ ہے۔ چنانچہ شیخ طوسی اس کا منکر ہے اور مجتہد دلدار علی لکھنوی نے لکھا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بدا اس قابل نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جہل لازم آتا ہے اور یہ خرابی مخفی نہیں ہے (اساس الاصول ص۲۱۹) (بحوالہ ۴۰ عقیدے)

کچھ شیعہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ بداء سے مراد محو و اثبات اور تقدیر غیر مبرم ہے۔ لیکن یہ لغت کے برخلاف ہے اور حقیقت کے بھی۔ کیونکہ جو بات خدا کے علم مکنون اور مخزون میں ہو اس کی اطلاع وہ کسی کو نہیں دیتا (کافی ص۱۴۷ ج ۱) اور جس کی ملائکہ و رسل کو اطلاع دے دے۔ اس میں تبدیلی ناممکن ہو جاتی ہے۔ بداء کے مذکورہ دو واقعات میں خدا نے اسماعیل وغیرہ کی امامت کی اطلاع بھی کرادی، پھر ان کی وفات پر امامت کا تبادلہ بھی کرادیا، یہی بات خدا کے جاہل ہونے کا (معاذ اللہ) اعلان ہے۔ اور شیعہ کا عقیدہ ہے۔

مسئلہ ۲:

خدا ہر چیز کا خالق نہیں بری چیزوں کا خالق شیطان اور انسان ہیں

وہ کہتے ہیں خیر و شر دونوں کا خدا خالق نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا بُرا ہے اور بُرا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر اور برائیوں کے خالق خود بندے ہیں (شیعہ کتب عقائد)۔

حالانکہ نص قطعی ہے کہ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کا خالق اللہ ہے نیز فرمایا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (صافات) اللہ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو بھی پیدا کیا ہے تو شر کا پیدا کرنا۔ اور کتا و خنزیر بنانا برا نہیں البتہ شر کی صفت اپنے اندر اپنانا اور گناہ کرنا بُرا ہے جو بندے کا اپنا کسب و فعل ہے خدا کی ذات اس سے بری ہے۔ شیعہ عقیدہ پر کروڑوں خالق بن گئے۔ مجوسی عقیدہ (خالق خیر خدا اور خالق شر شیطان و اہرمن ہے) ثابت ہوگیا۔

مسئلہ ۳:-

خدا بندوں کی عقل کا محکوم اور تابع ہے

شیعہ کہتے ہیں خدا پر واجب ہے کہ وہ عدل کرے اور وہی کام کرے جو بندوں کے لیے زیادہ مفید ہو یہ عقیدہ ہر کتاب میں مذکور ہے۔ مگر اس کی خرابی ظاہر ہے کہ کوئی تکوینی کام بندوں کے حق میں مفید نہ ہو اور نقصان دہ ہو گویا خدا نے ترک واجب اور گناہ کا کام کیا معاذ اللہ اور وہ خدا نہ رہا بندوں کا محکوم بن گیا۔ جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا بہترین مصلح نظام دنیا میں نہیں پایا

کس روپ میں آسکتا تھا؟

۳۔ خدا ظہور کا وقت مقرر کر کے بتا دیتا ہے۔ پھر شہادت حسینؓ یا شیعوں کی پردہ دری سے اپنی خبر کو جھٹلا دیتا ہے۔ اور آئمہ کو بھی نہیں بتلاتا۔ وہی بداء اور خدا کے ناواقف ہونے کی بات ہے

۴۔ شیعہ ہر دور میں امام کی نافرمانی اور جھوٹے مذہب کی تشہیر کے اتنے رسیا ہیں کہ اپنی حماقت سے امام کی برکتِ علم سے محروم ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵:۔

خدا اصحابؓ رسولؐ سے ڈرتا ہے

احتجاج طبرسی میں جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا نے اپنے نبیؐ کا نام یٰس رکھا اس لیے قرآن میں سلام علی آل یٰس فرمایا (سلام علی آل محمد نہیں فرمایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ کے لفظ "سلام علی آل محمد" کو صحابہ قرآن سے نکال دیں گے جیسے کہ اور بہت کچھ نکال دیا ہے (احتجاج طبرسی ص ۲۵۹ ج ۱)۔

اس سے پتہ چلا۔ نمبر ۱۔ کہ شیعہ قرآن کو ناقص اور تبدیل شدہ مانتے ہیں۔ ۲۔ خدا کو خوف تھا کہ سلام علی آل محمدؐ ایک دفعہ بھی قرآن میں نہ اتارا۔ تاکہ دشمن اسے نہ نکال دیں حالانکہ وہ فرماتا ہے ولا یخاف عقبٰها۔ خدا انجام سے نہیں ڈرتا۔ ۳۔ یہ بدترین لفظی تحریف ہے کہ قرآن میں سورت صافات میں حضرت نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، موسیٰ و ہارون، علیہم السلام کے ذکر کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور پھر سب پیغمبروں پر سلام کی طرح حضرت الیاسؑ پر بھی سلام علیٰ اِلْیَاسِیْن فرمایا لیکن شیعوں نے اسے آلِ یٰس بنا دیا معاذ اللہ۔

مسئلہ نمبر ۶:۔

خدا غیر عادل اور مظلوم ہے

بظاہر یہ عجیب بات ہے کہ شیعہ "عدل" کو اپنے اصول میں گنتے ہیں لیکن عملاً خدا کا عادل ہونا کہیں نہیں بتاتے ایک طرف وہ خدا پر "بندوں کے حق میں صالح ترین" کام واجب کہتے ہیں۔ دوسری طرف یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آئمہ کو خلافت دینا [illegible] حکومت و امامت پر قبضہ دینا صالح ترین کام تھا لیکن وہ ان سب سے ہر دور کے حکام [illegible] خلیفہ نے چھین

جاتا۔ ایک امام معصوم نے بھی دنیا میں نظام عدل و انصاف قائم نہیں کیا، ہر جگہ خمینی اور یزید جیسے ظالموں کا تسلط ہے وہم و خیال کی دنیا میں بارہویں صاحب العصر ہیں تو وہ بھی غار میں روپوش۔ اصلی قرآن بھی مخلوق سے چھپا رکھا ہے تو شیعوں کے نزدیک خدا تو صدیوں سے ترک واجب کا مرتکب ہے (معاذ اللہ) (از افادات علامہ لکھنوی)

اہلسنت کے ہاں خدا فعال لما یرید ہے وہ جو کچھ دے یہ اسی کی مہربانی اور مرضی ہے اس پر کچھ واجب نہیں نہ وہ کسی بات پر مجبور ہے اس کا نظام ہدایت آج بھی مکمل ہے۔ بندے اگر قرآن و سنت سے اعراض کرتے ہیں تو ان کی اپنی بدبختی ہے۔

مسئلہ ۷:۔

خدا دوست و دشمن میں تمیز نہیں کر سکتا

امام باقرؒ فرماتے ہیں اے ثابت! اللہ نے امام مہدی کے نکلنے کا وقت ۷۰ھ مقرر کیا تھا جب امام حسین صلوات اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے۔

اشتد غضب اللہ علی اھل الارض فاخرہ الی اربعین و مائۃ فحدثنا کم فاذعتم الحدیث فکشفتم قناع الستر ولم یجعل اللہ بعد ذالک وقتا عندنا (اصول کافی ص ۳۶۸ ج ۱ باب کراھیۃ التوقیت)۔

خدا کا غصہ زمین والوں پر سخت ہو گیا تو اسے (امام مہدی) ۱۴۰ھ تک مؤخر کر دیا پھر ہم نے تم کو کہ بتلا دیا تو تم نے مشہور کر دیا اور راز کا پردہ پھاڑ دیا۔ اب اللہ نے ہمیں بھی کوئی وقت نہ بتلایا۔

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتیں۔

۱۔ قتل حسینؓ سے خدا کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے جو کرنے کا کام تھا نہ کیا اور دشمنوں سے انتقام لینے والے امام مہدی کو جلدی بھیجنے کے بجائے التالیٹ کر دیا۔ شیعہ سمیت تمام دنیا برکات امام سے محروم ہو گئی اور ظالموں کا تسلط مکمل ہو گیا، اسے دوست و دشمن کی تمیز نہ رہی۔ کہ دشمن تو کھلے دندنا رہے ہیں۔ اور شیعہ دوست مظالم میں اسیر و قیدی ہیں۔

۲۔ امام مہدی حسن عسکریؒ کے گھر میں پیدا تو ۲۵۵ھ میں ہوا۔ وہ ۷۰ھ یا ۱۴۰ھ میں

لی اور خدا نے ان کی نصرت نہ کی جو اس کے ذمہ واجب تھی۔ پھر ماشاء اللہ بہادر اماموں نے اپنے دشمنوں سے تو کچھ واپس نہ چھڑایا لیکن خدا سے انتقام یوں لیا کہ اس کی ساری خدائی چھین لی، اور اسے کائنات میں معطل شئے بنا دیا۔ غور کیجئے اصول کافی کے ابواب کی روشنی میں توحید سے مراد معرفت امام ہے۔ شرک سے مراد حضرت علیؓ کی خلافت میں شرک ہے۔ امام اللہ کا نور اور اس کا جز ہیں۔ زمین کے ارکان یہی ہیں۔ علم کا خزانہ اور حکومت الہیہ کے انچارج یہی ہیں، کل عالم الغیب یہی ہیں۔ موت و حیات ان کے اختیار میں ہے۔ دین میں حلال و حرام کا منصب ان کے پاس ہے۔ کتب اربعہ آسمانی اور انبیاء و اوصیاء کے علوم روز اول سے جانتے ہیں۔ جن و انس کی تخلیق کا مقصد خدا کی عبادت ہے یعنی امام کی معرفت ہے عرش، کرسی، زمین، آسمان ان کی ملکیت میں ہے۔ وہ نور رب ہی نہیں۔ عین رب، کارساز، مشکل کشا، متصرف در کائنات ہیں۔ ان سے دعائیں مانگنا اور مدد چاہنا عین خدا سے مانگنا ہے۔ وہ اسماء اللہ اور خدا کی صفات والے ہیں یہی وجہ ہے کہ شیعہ یا علی مدد، علی علی علی، حق علی، یا پنج تن پاک تیرا ہی آسرا" کے مشرکانہ نعرے لگاتے ہیں اور اپنی نجات کے لیے خدا کی عبادت و اطاعت کوئی ضروری نہیں جانتے، تو کیا ائمہ اور امامیہ کے ہاتھوں خدا ہی سب سے بڑا مظلوم اور حقوق الہیہ سے محروم ثابت نہ ہوا؟۔

مسئلہ نمبر ۷:

آئمہ خدا کی صفات میں شریک ہیں

امام ابوالحسن موسیٰ کاظمؒ کہتے ہیں قال مبلغ علمنا علی ثلاثة وجوه ماض وغابر وحادث۔ کہ ہمارا علم تینوں زمانوں پر حاوی ہے گزشتہ، آئندہ اور موجودہ (اصول کافی ص۲۶۴ ج۱) (باب جہات علوم الائمہ) حالانکہ احاطہ علم اور جمیع ماکان وما یکون خاصہ خداوندی ہے الا انه بکل شئ محیط۔ خبردار وہی ہر چیز کا علم محیط رکھتا ہے (پ۲۵ ع۱)

۲۔ سید ظفر حسن عقائد الشیعہ ص۱۰۵ چوالیسواں عقیدہ آئمہ سے امداد طلبی کے تحت لکھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جب ہم اپنے آئمہ علیہم السلام کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہیں وہ ضرور آتے ہیں۔۔۔۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام زندہ ہیں وہ ہر ایک عمل

کو دیکھتے اور ہر پکارنے والے کی آواز سنتے ہیں۔

۳۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ انا الذی سخرت لی السحاب والرعد والبرق والظلم والانوار والریاح والجبال والبحار والنجوم والشمس والقمر (حق الیقین عربی ص۲ ج۲ بحث رجعت)۔

میں وہ ہوں کہ بادل، گرج بجلی، اندھیرے، اجالے، ہوائیں پہاڑ سمندر ستارے سورج اور چاند سب میرے تابع ہیں (ان میں سے جو چاہوں کام لیتا ہوں)

۴۔ ما اشهدتهم خلق السموٰت والارض۔ کافی میں جناب محمد تقی سے منقول ہے ازل الازال سے پروردگار عالم منفرد و یکتا تھا پھر اس نے محمدؐ و علیؓ و فاطمہؓ کو پیدا کیا اور ہزار زمانوں تک ان کو جس شان سے رکھا وہ رہے پھر اور تمام چیزوں کو پیدا کیا اور ان کو ان کی پیدائش کا گواہ قرار دیا اور ان حضرات کی اطاعت ان پر لازم کر دی اور ان کے حالات انہی حضرات کے سپرد فرما دیئے (حاشیہ ترجمہ مقبول ص۵۹۶)

نوٹ:- بطور نمونہ ہم نے خدا کی صفت علم، اختیار و قدرت، اور انتظام حکومت میں آئمہ کی شرکت کا حوالہ دیا۔ ورنہ خدا کی ہر صفت اور کمال کو شیعہ آئمہ کے نام انتقال کرا چکے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۸:-

خدا خدائی میں بھی وحدہ لاشریک نہیں

۱۔ محمد باقرؒ سے اس آیت لئن اشرکت لیحبطن عملك (اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے اعمال ضائع ہو جائیں گے) کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اے رسول اگر تم نے اپنے بعد علی کی ولایت کے ساتھ کسی اور کی ولایت کا حکم دے دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا لیحبطن عملك الخ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص۹۲۷)۔

۲۔ وویل للمشرکین الآیہ (السجدہ) تفسیر قمی میں سیدنا جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ ان مشرکوں کے لیے ویل ہے جنہوں نے امام اول کے بارے میں شرک کیا وهم بالآخرة هم کافرون کا مطلب یہ ہے کہ وہ بعد کے آئمہ کے بھی منکر رہے حاشیہ ترجمہ مقبول ص۹۵۰ (ماشاء اللہ خدا کی توحید کے ساتھ قیامت اور آخرت پر بھی آئمہ کا قبضہ ہو گیا)۔

۳- اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ۔ کافی میں جعفر صادقؒ سے منقول ہے اس کے یہ معنٰی ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے آئمہ کی اطاعت پر قائم رہے تفسیر قمی میں ہے "اس کا مطلب ہے ولایت امیر المومنین پر قائم رہنا (حاشیہ ترجمہ مقبول ص۹۵۶) ماشاء اللہ اس کا مطلب یہ ہوا علی ہی اللہ اور رب ہیں ان کی اطاعت ہی استقامت ہے)

نوٹ: ۔ حضرات اہل بیت کرامؑ اس قسم کے دعووں اور شرکیہ باتوں سے بری تھے ۔ یہ سب آل سبا شیعوں نے من گھڑت روایات ان کے ذمہ لگا کر انکو مسلمانوں سے جدا کر دکھایا ہے ورنہ خود انہوں نے ایسے مفوضہ فرقہ پر لعنت فرمائی ہے ۔ اعتقادیہ شیخ صدوق میں ہے ابو جعفر نے فرمایا۔

کہ غالیوں اور مفوضہ کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدا کے منکر و کافر ہیں ۔ یہود و نصاریٰ، مجوسیوں اور بدعتیوں گمراہوں سب سے برے ہیں"۔

۲ ۔ رسالت و نبوت کے متعلق عقائد

مسلمان قرآنی کلمہ "محمد رسول اللہ" کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین والرسل کو افضل الکائنات، عظیم الشان کامیاب پیغمبر معصوم، منصوص، واجب الاطاعت بے مثل و بے مثال صاحب وحی و کتاب تاجدار ملت محمدیہ مانتے ہیں، شیعہ ختم نبوت کے قائل نہیں وہ انہی اوصاف نبوت کے ساتھ ۱۲ ۔ اور ہادی معصوم و منصوص صاحبانِ کتاب و ملت اور واجب الاطاعت مانتے ہیں (معاذ اللہ)

صرف تقیہ کی وجہ سے لفظ نبی ان پر بولنا مکروہ کہتے ہیں اصول کافی جلد اکتاب الحجۃ میں یہ باب ہے ۔ دین رسول اللہ اور آئمہ علیہم السلام کے سپرد ہے ۔ اگلا باب ہے ۔

باب فی ان الائمۃ ۔ بمن یشبھون ممن مضیٰ وکراھیۃ القول فیہم بالنبوۃ ۔ آئمہ منصب میں گزشتہ انبیاء جیسے ہیں لیکن ان کو نبی کہنا مکروہ ہے باب

"علم کا گھاٹ صرف آل محمد ہیں ۔ باب لوگوں کے پاس حق صرف وہی ہے جو ائمہ سے منقول ہو جو ان سے منقول نہ ہو وہ سب باطل ہے"۔

مسئلہ نمبر ۹ :-

انبیاءؑ آئمہ سے درجہ میں کمتر ہیں

۱- علی انبیاء میں سے ہزار نبیوں کی عادتیں رکھتے تھے ۔ جو علم آدم کے ساتھ آیا تھا اٹھایا نہیں گیا ..... علم میراث میں چلتا ہے ..... ایک شخص نے کہا آیا امیر المومنین زیادہ عالم تھے یا بعض انبیاء ؟ امام نے فرمایا ..... کہ اللہ نے تمام نبیوں کا علم محمد مصطفیٰ میں جمع کر دیا تھا اور انہوں نے وہ سب امیر المومنین کو تعلیم کر دیا ایسی صورت میں یہ شخص پوچھتا ہے کہ علیؓ زیادہ عالم تھے یا بعض انبیاء (الشافی ترجمہ اصول کافی ص۲۹۱)۔

۲ - امام صادقؒ فرماتے ہیں ۔ ہم علم الٰہی کے خزانچی ہیں، ہم اللہ کے حکم کے ترجمان ہیں ہم معصوم لوگ ہیں خدا نے ہماری اطاعت کا حکم دیا اور ہماری نافرمانی سے روکا ہے ہم ہی اللہ کی پوری حجت ہیں آسمان کے نیچے زمین کے اوپر رہنے والی سب مخلوق پر۔

۳- امام جعفرؒ نے فرمایا آئمہ رسول اللہ کے مرتبے والے ہیں مگر وہ انبیاء نہیں اور ان کو اتنی بیویاں حلال نہیں جو رسول اللہ کو تھیں اس بات کے سوا وہ سب باتوں میں رسول اللہ کے بمنزلہ ہیں (اصول کافی ص۲۶۹-۲۷۰ ج۱)

۴ - خمینی کہتا ہے تمام انبیاء دنیا میں معاشرتی عدل و انصاف لے کر آئے تھے مگر وہ کامیاب نہ ہوئے یہ وہ فریضہ ہے جس میں پیغمبر اسلام محمدﷺ بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہوئے تھے امام زمان معاشرتی انصاف کے لیے اس پیغام کے حامل ہوں گے جو تمام دنیا کو بدل دے گا ۔ اگر ہمارے نبی کے لیے جشن مسلمانان عالم کے لیے پر عظمت ہے تو جشن امام زمان تمام انسانوں کے لیے عظیم تر ہے ہم ان کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے اونچے ہیں ہم ان کو اول نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان کا ثانی نہیں ہے (ترجمہ تہران ٹائمز مورخہ ۲۹ جون ۱۹۸۰ء)

غور فرمایئے کس چالاکی کے ساتھ انبیاء کی ساری صفات اماموں میں تسلیم کیں مگر "انبیاء نہیں" کی پُر فریب رٹ لگا رہے ہیں" رسولوں جیسے کہہ رہے ہیں" انبیاء کو ناکام کہہ کر امام زمان

کو افضل و کامیاب بتا رہے ہیں ۔

مسئلہ نمبر-۱ :

رسول اللہ بارہ اماموں سے افضل نہیں کم درجہ ہیں

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ما جاء بہ علی علیہ السلام آخذ بہ و ما نھی عنہ انتھی عنہ جریٰ لہ من الفضل ما جریٰ لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ولمحمد صلی اللہ علیہ وسلم الفضل علی جمیع من خلق اللہ عزوجل المتعقب علیہ فی شی من احکامہ کالمتعقب علی اللہ وعلی رسولہ والراد علیہ فی صغیرۃ او کبیرۃ علی حد الشرک باللہ کان امیر المؤمنین علیہ السلام بابہ الذی لایؤتی الا منہ وسبیلہ الذی من سلک بغیرہ ھلک وکذالک یجری الائمۃ الھدیٰ واحدا بعد واحدا الی ان ولقد اقرت لی جمیع الملائکۃ والروح والرسل بمثل ما اقروا بہ لمحمد ...... ولقد اوتیت خصالا ما سبقنی الیھا احد قبلی علمت المنایا والبلایا والانساب وفصل الخطاب الخ (اصول کافی ص ۱۹۶-۱۹۷ ج ۱ ابواب باب الائمۃ زمین کے ستون ہیں)

ترجمہ :- امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں جو احکام و شریعت علیؓ لائے ہیں میں تو وہ لیتا ہوں جس سے علیؓ روکیں رکتا ہوں ان کو وہی شان ملی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہے اور محمد ﷺ کی شان سب مخلوق پر ہے (بجز بارہ اماموں کے) حضرت علیؓ کے احکام پر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ اور رسول کے احکام پر نکتہ چینی کرے، آپ کی کسی چھوٹی بڑی بات کو رد کرنے والا گویا مشرک باللہ ہے ۔ امیر المومنین ہی صرف خدا کا وہ دروازہ اور راستہ ہیں جس پر چل کر اور گذر کر خدا تک رسائی ہوتی ہے جو اس راستے کے خلاف چلا ہلاک ہوا۔ یکے بعد دیگرے سارے آئمہ کرام ہدایت یہی شان رکھتے ہیں فرمانِ علی ہے میرے لیے تمام فرشتوں، جبریل اور رسولوں نے اتنے ہی عہدوں اور شانوں کا اقرار کیا جتنی باتوں کا رسول اللہ کے لیے اقرار کیا تھا ..... مجھے ایسی خوبیاں ملی ہیں کہ

مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں میں مخلوق کی موتوں کو آئندہ حوادث کو اور نسب ناموں کو اور فیصلہ کن خطابات کو جانتا ہوں مجھ سے پہلے کی کوئی چیز چھوٹی نہیں اور کوئی غائب چیز مجھ سے مخفی نہیں ۔

اس تفصیلی روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ اور بارہ آئمہ مستقل صاحبان احکام و شریعت ہیں جیسے حضورؐ کے متعلق قرآن فرماتا ہے ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ۔ نہیں جو رسول اللہ احکام دیں لے لو اور جن کاموں سے روکیں رک جاؤ۔ یعنی آئمہ تشریعی نبی ہیں حالانکہ مرزائی بھی ظلی بروزی نبوت کے قائل ہیں، تشریعی نبوت کے قائل نہیں ۔

۲- امام سے اختلاف کفر ہے جیسے نبی سے اختلاف کفر ہے۔

۳- خدا تک پہنچنے کا راستہ اور دروازہ صرف آئمہ ہیں یعنی شریعت محمدیہ اور قرآن معطل و منسوخ ہو گیا ۔

۴- حضرت علیؓ تو حضورؐ اور تمام پیغمبروں سے خاصہ خداوندی یہ امور غیبیہ جاننے میں افضل ہیں علم اموات و آجال، علم حوادثِ کائنات، تمام جانوروں کا علم انساب اور علم فصل خطاب ۔

مسئلہ نمبر ۱۱ :

نبیوں میں اصول کفر ہوتے ہیں

۱- قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلاثۃ الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فان آدم حین نھی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منھا واما الاستکبار فابلیس حیث امر بالسجود لآدم فابیٰ واما الحسد فابنا آدم حیث قتل احدھما صاحبہ (اصول کافی ج ۲، باب فی اصول الکفر وارکانہ)

امام صادقؑ نے فرمایا کہ کفر کے تین ارکان ہیں، حرص، تکبر، اور حسد، حرص تو حضرت آدمؑ نے کیا جب ان کو درخت سے روکا گیا تو لالچ نے ان کو کھانے پر آمادہ کیا تکبر ابلیس نے کیا جب اسے آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو انکار کیا۔ حسد آدم کے دو بیٹوں نے کیا کہ

ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

۲۔حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کا الزام باقر علی مجلسی کی حیات القلوب میں ہے۔

پس نظر کردند بسوئے ایشاں بدیدۂ حسد پس بایں سبب خدا ایشاں را بخود گذاشت ویاری و توفیق خود را از ایشان برداشت (حیات القلوب ص۵ ج۱، حالات آدم)۔

ترجمہ:۔حضرت آدم وحوا نے حسد کی نگاہ سے اہل بیتؑ کو دیکھا پس اس وجہ سے خدا نے ان کو چھوڑ دیا اور اپنی امداد و توفیق ان سے اٹھالی۔

مسئلہ نمبر ۱۲:۔

حضرت علیؓ مچھر ہیں اور حضورؐ اس سے زیادہ حقیر ہیں معاذ اللہ

شیعہ کی معتبر تفسیر البرہان پ ص ج ۱ پر آیت ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃ فما فوقہا کی تفسیر میں حضرت جعفر صادقؒ سے مروی ہے کہ یہ مثال اللہ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے لیے بیان فرمائی ہے پس مچھر سے مراد تو امیر المومنین۔اور (حقارت میں) مچھر سے زائد حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں معاذ اللہ۔

فالبعوضۃ امیر المومنین وما فوقہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسئلہ ۱۳:۔

انبیاء نور نبوت سے محروم کر دینے والے گناہ کر جاتے ہیں (معاذ اللہ)

ملا باقر علی مجلسی کی حیات القلوب ج ۱ قصہ حضرت یوسفؑ میں ہے۔

"بہت ہی معتبر سندوں کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیشوائی کے لیے باہر آئے اور ایک دوسرے سے ملے تو یعقوب پیادہ ہو گئے مگر یوسف (علیہ السلام) کو دبدبہ بادشاہی نے پیادہ ہونے سے روکا جب معانقہ سے فارغ ہوئے تو جبریل حضرت یوسفؑ پر نازل ہوئے اور خدا کی طرف سے غصہ کا خطاب لائے کہ اے یوسف خداوند عالم فرماتا ہے کہ بادشاہت نے تجھ کو روکا کہ تو میرے بندۂ شائستہ صدیق کے لیے پیادہ نہ ہوا ہاتھ تو کھول، جیسے ہی انہوں نے ہاتھ کھولا تو ان کی ہتھیلی سے اور ایک روایت میں

ہے کہ انگلیوں کے درمیان سے ایک نور نکلا یوسف نے کہا کہ کیا نور تھا جبریل نے کہا یہ پیغمبری نور تھا اب تمہاری اولاد میں کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔اس کام کی سزا میں جو تم نے یعقوب کیساتھ کیا۔"

شیعہ اصول تو یہ ہے۔کہ یہ نور نبوت نبی یا امام کی وفات کے بعد اس کے جانشین کی طرف منتقل ہوتا ہے (کافی)، اب جب زندگی میں ہی نور نبوت خارج ہو گیا۔ تو اولاد تو کیا خود بھی نبوت سے محروم و معزول نہ ہو گئے ؟

مسئلہ نمبر ۱۴:۔ **حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مشن میں ناکام ہو گئے** (معاذ اللہ)

ہم تہران ٹائمز کے حوالے سے خمینی کا پیغام سنا چکے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سمیت تمام انبیاءؑ کو اپنے مشن اور معاشرہ میں عدل و انصاف قائم کرنے میں ناکام اور فیل کہتے ہیں۔اب ذرا شیعوں کے اس عقیدہ پر غور کرو جو ان کی ہر کتاب میں لکھا ہے اور رہر فاکرد شیعہ کہتا پھرتا ہے کہ تین چار صحابہؓ کے سوا۔ جو دراصل حضرت علیؓ کے شاگرد و دوست تھے۔ باقی تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرامؓ معاذ اللہ منافق تھے۔اور وفات کے بعد تو کھلے مرتد ہو گئے اور امیر المومنین کو چھوڑ کر حضرت ابوبکرؓ۔عمرؓ۔عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کرتے رہے اور سبھی ان کو خلفاء برحق جانتے رہے۔اور انہوں نے دین کا ستیاناس کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے ان کو اگر حضرت علیؓ کی امامت و خلافت کا سبق پڑھایا تھا تو وہ سب اس میں فیل کیوں ہو گئے۔یہ تو عقل و نقل اور تواتر عملی کے خلاف بات ہے کہ ۲۳ سال کی طویل تعلیمی مدت میں معلم اسلام پیغمبرؐ نے بقول شیعہ صرف ایک ہی سبق و مضمون پڑھایا "کہ میرے بعد امامت میرے علیؓ اور اس کی اولاد کا حق ہے (گویا قیصر و کسریٰ طرز کے آپ بادشادہ تھے معاذ اللہ) تم ان کو امام ماننا، مگر کسی نے بھی یہ سبق نہ یاد کیا، نہ امت کو سنایا۔جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سبق یا تو رسول اللہ نے پڑھایا ہی نہ تھا، صرف اسلام دشمنوں کا تخریبی ہتھکنڈہ ہے یا پھر آپ کی ساری جماعت فیل ہو گئی اور ساری کلاس کا فیل ہو جانا خود استاد کا فیل ہونا ہے، پہلی بات اہلسنت کہتے ہیں دوسری پر شیعہ کو فخر ہے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۱۵:

رسولِ خدا مخلوق سے اور اپنے صحابہؓ سے ڈرتے تھے

۱۔ رسول خدا از ترس غم خود بغار رفت در وقتیکہ ایشاں را بسوئے خدا دعوت مے کرد وایشاں ارادہ قتل او کردند یا ورے نیافت کہ با ایشاں جہاد کند (حیات القلوب مجلسی ج ۲، جلاء العیون ص ۲۵۹)۔

"رسول خدا اپنی قوم کے ڈر سے غار میں چھپ گئے جب کہ ان کو خدا کی طرف بلاتے تھے اور انہوں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا، مددگار نہ پائے کہ ان کے ساتھ جہاد کرتے"۔

ہم کہتے ہیں یہ اتہام ہے ڈر کی وجہ سے غار میں نہیں گئے ہجرت کا پروگرام منجانب خدا یونہی ملا کر تین دن غار میں رہ کر اپنے جانشین کو ایسا شرف تربیت وتزکیہ بخشوایا کہ ملائکہ رشک کریں۔ جہاد تو کرنا چاہتے اور صحابہ بھی تمنائیں کرتے تھے۔ لیکن ابھی فاعفوا واصفحوا پر عمل کرانا تھا۔ اذن للذین سے حکم جہاد بعد میں نازل ہوا۔

۲۔ پس برپائے دار لے محمد علی را علمے درمیان خلق وبگیر برایشاں بیعت او را وتازہ گردان عہد و پیمانے را کہ پیشتر از ایشاں گرفتہ بودم ...... پس حضرت رسول ترسید از قوم کہ مبادا اہل شقاق ونفاق پراگندہ شوند وبجاہلیت وکفر خود برگردند۔ (حیات القلوب ج۲ ص ۵۴۲)

اے محمد! علی کو مخلوق میں بطور نشان کھڑا کر وان سے بیعت لو علی کے لیے اور اس عہد وپیمان کی تجدید کرو جو میں نے ان سے (اور تم سے) لیا ہے ..... پس رسول خدا (نے ایسا نہ کیا اور) ڈر گئے اپنی قوم سے کہ مبادا یہ مخالف ومنافق بکھر جائیں اور جاہلیت وکفر کی طرف چلے جائیں (معاذ اللہ)۔

۳۔ شیعہ مجتہد دلدار علی نے لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے حکم خدا کی تعمیل نہ کی تو خدا نے ڈانٹ میں آیت تبلیغ اتاری، پھر بھی نہ کی تو خدا نے وعدہ حفاظت کیا۔ وعدہ کے باوجود آپ نے گول مول الفاظ میں کہا (جس کا میں دوست علیؓ بھی اس کے دوست) انتہا یہ ہے کہ بہت سی قرآنی آیات محض خوف کی وجہ سے چھپا ڈالیں جن کا آج تک کسی کو علم بھی نہ ہوا نہ اب ہو سکتا ہے (اس عقیدہ کی مزید تفصیل دلدار علی مجتہد اعظم لکھنو کی عماد الاسلام میں دیکھیے)

مسئلہ نمبر ۱۶۔

رسول اللہ کی پاک نیت پر مکروہ حملے

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اقرار وعمل تب مقبول ہے کہ اس کی بنیاد اخلاص یقین اور نیک نیتی پر ہو یہ بنیاد جتنی مضبوط ہو گی عمل کا وزن اتنا ہی زیادہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت نماز امتیوں کے زندگی بھر کے اعمال سے افضل ہے اور صحابہ کرامؓ کا ۳ پاؤ غلہ راہ خدا میں صدقہ کرنا۔ غیر صحابہؓ کے راہ خدا میں بشرط اخلاص وایمان احد پہاڑ کے برابر سونا صدقہ کرنے سے افضل ہے (بخاری ومسلم)

شیعوں نے اپنے مرغوب کاموں، نفاق وریا اور مفاد پرستی کی تہمت معاذ اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی لگا دی جگر تھام کر پڑھیے۔

۱۔ حضرت صادقؒ نے فرمایا آیت واللہ یعصمک من الناس (خدا آپ کی لوگوں سے حفاظت کرے گا) کے اترنے کے بعد آپ نے کبھی تقیہ (اخفاء دین) نہ کیا اور اس سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کرتے تھے (حیات القلوب ص ۱۱۸ ج ۲) (تو اس سے پہلے کے اعمال واقوال سے اعتماد اٹھ گیا)۔

۲۔ مختلف حدیثیں حضورؐ کے حج کے سلسلے میں ہیں ہو سکتا ہے کہ بعض تقیہ کی وجہ سے ہوں (حیات القلوب ص ۵۳۷ ج ۲) (گویا حجۃ الوداع کے اعمال بھی آپ نے لوگوں کے تقیہ اور ڈر کی وجہ سے غلط اور خلاف شرع کیے)۔

۳۔ حضور علیہ السلام جہاد اور لشکر اسامہ میں شرکت کے لیے تمام مسلمانوں کو خوب ترغیب دے رہے تھے مگر غرض حضرت از فرستادن اسامہ وایں جماعت با او ایں بود کہ مدینہ از ایشاں خالی شود واحدے از منافقاں در مدینہ نماند (حیات القلوب ص ۵۵۹ ج ۲ و منتہی الآمال ص ۲۰۱ ج ۱) حضرت اسامہؓ اور اس لشکر کو بھیجنے سے حضرت کا مقصد یہ تھا کہ مدینہ ان سے خالی ہو جائے اور کوئی منافق مدینہ میں نہ رہے (چپکے سے حضرت علیؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا جائے)

۴۔ ہر پیغمبر نے تبلیغ کرتے وقت یہ اعلان کیا۔ ما اسئلکم علیہ من اجر۔

میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ رسول اللہ نے بھی اعلان تو یہی کیا " میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹی مفاد پرستوں سے ہوں (ص پ۲۳ ع ۱۴)۔

لیکن شیعوں نے الا المودۃ فی القربیٰ کی غلط تفسیر کرکے آپ پر طلب اجرت اور مفاد اٹھانے کا الزام لگا دیا۔ کہ علیؓ و حسنینؓ کو امام و بادشاہ بنانے منوانے کی اجرت آپ نے طلب کی اور حضرت فاطمہؓ کو بڑی جاگیر ہبہ کردی۔ حالانکہ قربیٰ مصدر ہے جس کا معنیٰ رشتہ داری ہے۔ آیت مکی ہے حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی شادی اور حسنین کا تصور بھی نہ تھا۔ کہ ان کی محبت اور حکومت ماننے کا سبق اجرت پڑھایا جاتا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ میں اجرت کیا مانگوں صرف تم کو رشتہ داری کی محبت کا واسطہ دیتا ہوں۔ کم از کم رشتہ دار سمجھ کر میری بات سنو اور انکار نہ کرو۔ زاہد ترین پیغمبرؐ نے اپنی لخت جگر کو فقراء و مساکین کا مال قومی جائیداد فدک بخش دی، ایک بڑا بہتان ہے۔ جب کہ امام صادقؒ فرماتے ہیں " اور معتبر حدیث یہ ہے کہ رسولؐ خدا جب دنیا سے رخصت ہوئے تو وراثت میں نہ درہم و دینار چھوڑا نہ غلام و باندی نہ بکری اور اونٹ چھوڑا۔ سوائے سواری کے جب واصل رحمت الٰہی ہو گئے تو ایک صاع جو کے عوض جو بچوں کے گذارہ کے لیے قرض لیا تھا۔ اپنی زرہ گروی رکھی تھی (حیات القلوب ص ۱۱۷ ج ۲)۔

۵۔ اسی طرح شیعہ نے یہ الزام بھی لگایا کہ حضورؐ کو نواسے کی بشارت مع شہادت جب خدا نے بھیجی تو حضورؐ نے بار بار اسے رد کیا اور کہا مجھے ایسے بچے کی کوئی ضرورت نہیں حضرت فاطمہؓ نے بھی بارہا انکار کیا۔ جب خدا نے یہ لالچ دی کہ اس کی نسل سے ۹ امام بناؤں گا۔ تب حسینؓ کی ولادت اور بشارت کو قبول کیا۔ (اصول کافی ص ۱۹۴ ج ۱)۔

در حقیقت " ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آنے والی بات ہے " کہ فرضی امامت کو رسالت سے کشید کرنے کی کارروائی ہے۔ کہ رسول اللہ کی رسالت کے لفظی قائل ہیں۔ تاکہ مورث سے جعلی کلیم اور فرضی رجسٹریوں کے ذریعے جائیداد حاصل کرنے والے عیار کی طرح امامت و رسالت اور حقوق و اوصاف نبوت ۱۲، آئمہ کے نام انتقال کرادیئے جائیں۔ اس مقصد کے سوا شیعہ کا حضور علیہ السلام کو رسول ماننے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ وہ اگر " پدر فاطمہؓ و خسر علیؓ کے سوا واقعی رسول و ہادی تسلیم کریں، تو فیضان ہدایت سوا لاکھ صحابہؓ و تلامذہ نبوت کو مان لیں، اہل بیت رسولؐ امہات المومنینؓ اور خلفاء راشدینؓ کی عظمتوں کے قائل ہو جائیں۔ امت رسول کو خنزیر اور حرامزادے کہنا چھوڑ دیں قرآن سے دشمنی ختم کردیں۔ اور ملت جعفریہ کے بجائے ملت محمدیہ کہلانے اور اتباع سنت رسولؐ پر فخر کریں مگر فوا اسفا۔

۳۔ امامت کے متعلق عقائد

اے کہ آئی و لبصد ناز آئی ‏ ‏ ‏ بے حجابانہ سوئے محفل ما آئی

شیعہ صرف امامی ہیں وہ ۱۲ یا کم و بیش اپنے مزعومہ اماموں کو ہی خدا اور رسول کی صفات اور کمالات سے متصف مانتے ہیں مرزا باذل ایرانی حملہ حیدری میں کہتا ہے۔

ہمہ چوں محمد منزہ صفات ‏ ‏ ‏ ہمہ صاحب حکم بر کائنات

ان کی خدائی اور پیغمبری کا کچھ اندازہ تو آپ باب توحید میں لگا چکے ہیں تفصیل اب ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ نمبر ۱۷:۔

امامت کا کلمہ الگ ہے

قرآن و سنت سے تو صرف کلمہ توحید و رسالت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ثبوت ملتا ہے اور تمام سابقہ شریعتوں کا کلمہ توحید اور پیغمبر وقت کے نام سے مرکب ہوتا تھا۔ شیعوں نے جب تمام انبیاءؑ سے آئمہ کو افضل بنایا تو ان کے نام کا کلمہ بھی بنایا۔ کبھی علی ولی اللہ، کبھی علی وصی رسول اللہ، کبھی علی حجۃ اللہ، کبھی علی خلیفۃ اللہ، کبھی خلیفتہ بلافصل بنایا اور پر لطف بات یہ ہے کہ دنیا کی کسی کتاب میں یہ پانچ جزی اور پانچ گزی کلمہ لکھا ہوا نہیں ہے۔ نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی ایک امام نے کسی ایک مومن کو یہ ۵ جزی کلمہ پڑھا کر مسلمان بنایا ہو؟ جب پہلے امام کے بناوٹی کلمے کے یہ الفاظ شیعہ متفقہ نہ بنا سکے

توباقی ۱۱-اماموں کا کلمہ بنانا ہی بھول گئے۔ تیسری صدی سے بارہویں امام کا راج چلا ہے لیکن اس کا کلمہ بھی نہ بناسکے۔ ہاں ایرانی شیعوں نے یہ جرات دکھائی۔ کہ تیرہویں غاصب امام خمینی کا یہ کلمہ تصنیف کر ڈالا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ (معاذ اللہ)

(از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران سالنامہ ۱۹۸۴ء)

کوئی پاکستانی مجتہد یہ نہ بتاسکا کہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل کے جملے کیا جھوٹ تھے۔ جو ایرانیوں نے نئے کلمہ سے اڑا دیئے۔ اور امامت تو مثل نبوت ورسالت ہے جس کا منصوص ہونا لازمی ہے۔ خمینی جو تیرھواں امام ہے۔ کیا اسے ماننے والے شیعہ کافر ومشرک نہ ہوگئے؟ جب بلانص دعویٰ امامت اور اپنی طرف دعوت کفر ہے۔ تو کیا خود خمینی اور اس کی پارٹی مسلمان رہ گئی؟ بینوا وتوجروا۔

مسئلہ نمبر ۱۸:

امامت کے نام سے نبوت جاری ہے

مسئلہ ہذا میں آپ کافی کی ایسی حدیث پڑھ چکے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ان الامامۃ خلافۃ عن النبوۃ قائمۃ مقامہا لا فرق بینہما الا فی تلقی الوحی الالہی بلا واسطۃ۔

امامت نبوت کی خلافت اور اسکی قائم مقامی ہے۔ نبوت اور امامت میں کوئی فرق نہیں بجز اس کے کہ نبوت میں وحی الہی بلا واسطہ آتی ہے۔

احقاق الحق شوشتری ص ۲۰۲ ج ۲
بحوالہ کشف الحقائق ص ۳۶۴

۲۔ امام جعفرؒ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام میں پانچ قسم کی روحیں تھیں، ۱۔ روح حیات ۲۔ روح قوت، ۳۔ روح شہوت، ۴۔ روح ایمانی،

۵۔ روح القدس فیہ حمل النبوۃ فاذا قبض النبی انتقل روح القدس فصار الی الامام وروح القدس لا ینام ولا یغفل (کافی کتاب الحجۃ باب ذکر الارواح ص ۲۷۲)

۵۔ روح القدس۔ یہ حامل نبوت ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو یہ روح آپ سے منتقل ہوکر امام میں آگئی اس روح قدس سے امام نہ سوتا ہے نہ غافل ہوتا ہے۔

۲۔ مرتبہ امامت نظیر منصب جلیل نبوت است۔

امامت کا رتبہ نبوت کے منصب جلیل کی نظیر ہے۔

مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است (حق الیقین فارسی ص ۳۸۳ ج ۱ للمجلسی)

اور مرتبہ امامت درجہ نبوت کی طرح ہے۔

۳۔ قال الرضاء ان الامامۃ ھی منزلۃ الانبیاء وقال ایضاً ان الامامۃ خلافۃ اللہ۔

(اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۲۰۰ ج ۱)

امام رضاؒ نے فرمایا امامت انبیاءؑ جیسا مرتبہ ہے نیز فرمایا امامت خدا کی خلافت وجانشینی ہے۔

۴۔ قال امیر المومنین انا اھل بیت شجرۃ النبوۃ وموضع الرسالۃ ومختلف الملائکۃ وفی روایۃ الصادق معدن العلم وموضع سر اللہ ونحن ودیعۃ اللہ فی عبادہ، ان الائمۃ معدن العلم ونحن حرم اللہ الاکبر ونحن ذمۃ اللہ ونحن عہد اللہ (اصول کافی ص ۲۲۱ ج ۱ باب ان الائمۃ معدن العلم)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم اہل بیت نبوت کا درخت، خدائی احکام اترنے کا مقام۔ فرشتوں کی جائے نزول ہیں، امام صادقؒ کی روایت میں ہے ہم علم (نبوت وشریعت) کی کان، خدا کے بھیدوں کی جگہ، بندوں میں خدا کی جائے امانت ہیں، ہم اللہ کا سب سے بڑا حرم ہیں ہم اللہ کا ذمہ رکھتے ہیں اور خدا کا عہد وپیمان ہیں۔

۵۔ امام باقرؒ اپنے آپ کو معدن حکمت، مقام ملائکہ اور مہبط وحی، وحی الہی کے ترجمان کہتے ہیں اور امام صادقؒ خود کو خدائی امر کے انچارج اور وحی الہی کا سٹاک کہتے ہیں (اصول کافی ص ۱۹۲ ج ۱) ان تمام حوالہ جات سے واضح ہے۔ کہ شیعہ اماموں کو درحقیقت نبی مانتے ہیں اور لفظوں کے معمولی ہیر پھیر کے ساتھ نبوت کے ان سے دعاوی کرائے ہیں۔ آخر ان صفات کے بعد

وہ کونسی صفت ہے جو خاصہ نبوت ہے؟

مسئلہ نمبر ۱۹:

۱۲- امام رسول بھی ہیں

۱- کلینی نے صدوق نے خصال اور معانی الاخبار میں اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں نکلوں گا اور علی میرے آگے ہوں گے اور میرا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہوگا جب ہم نبیوں کے پاس سے گزریں گے تو کہیں گے یہ دو فرشتے ہیں ہم ان کو نہیں پہچانتے اور جب ہم فرشتوں سے گذریں گے تو وہ کہیں گے ھذان نبیان مرسلان - یہ دونوں نبی اور رسول ہیں (حق الیقین ص ۱۲۶ ج ۲ بیان الحساب) گویا معصوم فرشتوں کی زبان سے حضورؐ کے ساتھ حضرت علیؓ کی نبوت و رسالت کا اعلان کرایا گیا۔

۲- ایک اور حق الیقین کی روایت میں اسی موقعہ پر پیغمبروں سے حضرت علیؓ کو نبی و مرسل کہلایا گیا ہے (کشف الحقائق ص ۳۸۱)

۳- مولوی مقبول ولکل امۃ رسول کے حاشیہ پر رقمطراز ہے۔

تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقرؒ سے اس آیت کی باطنی تفسیر یہ منقول ہے کہ اس امت کے لیے ہر زمانہ میں آل محمد سے ایک رسول ہوتا رہے گا اور قیامت کے دن وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئے گا۔ پس آئمہ و آل محمد تو خدا کے ولی ہیں اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رسول ہیں (ص ۴۲۴)۔

۴- نیز مقبول لکھتے ہیں سیدنا محمد باقرؒ سے منقول ہے کہ چوٹی کی بات اور معاملات کی کنجی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضامندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے اس لیے کہ خدا فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ - جس نے رسول یعنی امام کی پیروی کی اس نے خدا کی اطاعت کی (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۱۸۰)۔

۵- شیعہ عالم سید محمد باور حسین جعفری سولہ مسئلے ص ۱۰، مطبوعہ ادارہ علوم الاسلام سانده کلاں لاہور لکھتا ہے۔

"بہر کیف حضرت علی رسول بھی ہیں، امام بھی ہیں اور حضرت محمدؐ کے وزیر بھی ہیں بلکہ ۱۲ کے ۱۲ ہی رسول تھے اور امام تھے"۔

مسئلہ نمبر ۲۰:

بارہ اماموں پر وحی آتی ہے

۱- امام باقرؒ فرماتے ہیں۔ رسول وہ ہے جو وحی والے فرشتہ کی آواز سنتا ہے۔ خواب دیکھتا ہے اور فرشتوں کی زیارت کرتا ہے۔ امام آواز سنتا ہے۔ خواب نہیں دیکھتا اور فرشتے کی زیارت نہیں کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث (پ ۱۷ ج) کہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول، نبی اور محدث (فرشتوں سے باتیں کرنے والا) نہیں بھیجا الآیۃ لفظ محدث کا اضافہ قرآن میں صریح تحریف ہے ایسی تین حدیثیں اور بھی ہیں۔ ان سب سے پتہ چلا کہ امام مرسل بھی ہے اور دیکھے بغیر فرشتہ کی وحی سنتا ہے (اصول کافی ص ۱۷۶ ج ۱ باب الفرق بین النبی والمحدث)۔

۲- اصول کافی کتاب الحجۃ میں باب ہے۔ وہ روح جس سے خدا آئمہ علیہم السلام کی مدد کرتا ہے"۔ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا (الآیۃ) کے متعلق پوچھا گیا تو امام نے فرمایا۔

منذ انزل اللہ عزوجل ذالک الروح علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما صعد الی السماء وانہ لفینا۔

جب سے اللہ نے اس روح کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے یہ آسمان کی طرف نہیں چڑھی ہمارے اندر ہی رہتی ہے۔

(اصول کافی ص ۲۷۳)

اسی آیت روح سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب اللہ اور ایمانی تفصیلات حضورؐ کو بھی اس سے حاصل ہوئیں۔ اب شیعہ روایات کے مطابق یہی ۱۲۔ اماموں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

کان مع رسول اللہ یخبرہ ولیسددہ وھو مع الائمۃ من بعدہ یہ روح رسول اللہ کو خبریں پہنچاتی اور ثابت قدم رکھتی تھی اب وہ آئمہ کے پاس ہے۔ شیعہ روایات کے مطابق اگرچہ یہ حضرت جبریل و میکائیل سے کوئی بڑی سرکار ہے۔ تاہم اتنی بات واضح ہے کہ یہی بڑی سرکار اب آئمہ کو آسمانی اطلاعات اور زمانی احکام پہنچاتی ہے اور امام اس پر عمل کرتے

ہیں۔ یہی وحی آنے کا مفہوم ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۱:۔

آئمہ مستقل ۱۲۔ آسمانی کتابیں رکھتے ہیں

۱۔ کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ حریز بحضرت صادق عرض کرد۔ حضرت فرمود ہر یک از ما صحیفہ دارد کہ آنچہ باید در مدت حیات خود بعمل آورد در آں صحیفہ است چوں آں صحیفہ تمام مے شود مے داند کہ وقت ارتحال است ...... بروایت معتبر دیگر جبریل در ہنگام وفات رسول جلیل وصیت نامہ آورد دوازدہ مہر از طلا بہشت بر آں زد کہ ہر امامے مہر خود را بردارد و آنچہ در تحت آں مہر نوشتہ در ایام حیات خود عمل نماید (جلاء العیون ملا باقر علی مجلسی ص ۳۰۹، ۱۹۴۱ء فارسی ط ایران)۔

کلینی نے (کافی میں) معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حریز نے حضرت صادقؑ سے پوچھا (آپ جلدی وفات کیوں پا جاتے ہیں) حضرت نے فرمایا ہم میں سے ہر امام کے پاس ایک آسمانی کتاب ہوتی ہے زندگی میں جو اعمال کرنے ہوتے ہیں اس صحیفے میں لکھے ہوتے ہیں اور جب وہ صحیفہ پورا ہو جاتا ہے (یعنی اعمال مکتوبہ مکمل ہو جاتے ہیں) تو جان لیتا ہے کہ وفات کا وقت نزدیک ہے۔

دوسری معتبر روایت میں یہ ہے کہ وفات رسول کے وقت حضرت جبریل ایک وصیت نامہ لائے (جس کی بارہ کاپیاں تھیں) بارہ بہشتی سونے کی مہریں ایک ایک پر لگائیں تاکہ ہر امام اپنی مہر کو اٹھائے اور جو کچھ اس مہر زدہ صحیفہ وصیت میں لکھا ہے اپنی زندگی اس کے مطابق بسر کرے ان بارہ کتب کے علاوہ چند اور آسمانی کتابیں بھی شیعہ اماموں کے پاس ہوتی ہیں جو قرآن سے زیادہ اہم اور مفصل ہیں۔ آئمہ کو قرآن کی اور اس سے ہدایت پانے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :۔

۱۔ جامعہ :۔ صحیفۃ طولہا سبعون ذراعا... فیہا کل حلال وحرام وکل شیء یحتاج الیہ حتی الارش فی الخدش وضرب بید ہ۔

یہ وہ آسمانی کتاب ہے کہ جس کی لمبائی رسول اللہ کے گز سے ۷۰ گز ہے اس میں ہر

حلال وحرام کا مسئلہ ہے اور ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے حتیٰ کہ خراش کا تاوان اور ہاتھ کی مار کا بدلہ بھی (اصول کافی ص ۲۳۹)۔

۲۔ جفر :۔ فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا فی بنی اسرائیل (اس کتاب میں پیغمبروں وصیوں اور ان تمام علماء کا علم ہے جو بنی اسرائیل میں ہو گزرے ہیں (کافی ص ۲۳۹ ج ۱)

۳۔ مصحف فاطمہ :۔ امام صادق اس کا تعارف یوں کراتے ہیں۔

مصحف فیہ مثل قرآنکم ہذا ثلاث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد (اصول کافی ص ۲۳۹ ج ۱)۔

یہ وہ آسمانی کتاب ہے جس میں تمہارے اس قرآن جیسا تین گنا (علم شریعت) ہے اللہ کی قسم تمہارے قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ شیعوں اور ان کے اماموں کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اس کی نسبت بھی اپنے بجائے مسلمانوں کی طرف کرتے ہیں۔ اور اپنے لیے قرآن سے تین گنا اور بڑی آسمانی کتابوں کو مصدر ہدایت بتاتے ہیں۔

۴۔ گذشتہ اور آئندہ علوم :۔ امام فرماتے ہیں۔ ان عندنا علم ما کان وما ہو کائن الی ان تقوم الساعۃ۔

کہ گزشتہ اور تا قیامت آئندہ تمام واقعات کا علم بھی ہمارے پاس ہے (کافی)

پتہ چلا کہ قرآن کے مقابلے میں ان آسمانی کتابوں کو لانے اور ختم نبوت کو پامال کرنے کے بعد خاصہ خداوندی علم غیب پر بھی ۱۲۔ اماموں کا قبضہ ہو گیا اور ہمارے دور کے سنیوں کو بھی ان شیعہ عقائد کی سخاوت حاصل ہو گئی۔

مسئلہ نمبر ۲۲:

آئمہ بعیث ونذیر ہیں اور امت تفسیر قرآنی صرف علیؓ سے پائیگی

امام محمد باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

لم یبعث محمد الا لہ بعیث ونذیر قال فان قلت لا فقد

ضیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فی اصلاب الرجال من امتہ قال وما یکفیہم القرآن قال بلیٰ ان وجدوا لہ مفسرا قال وما فسرہ رسول اللہ علیہ وسلم قال بلیٰ قد فسرہ لرجل واحد وفسر للامۃ شان ذالک الرجل وھو علی ابی طالب (اصول کافی کتاب الحجۃ ص۱۵۲ طلکھنو)

رسول اللہ فوت نہ ہوئے مگر ایک بھیجا ہوا (نبی) اور نذیر چھوڑ گئے۔ اگر تو کہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا (میں کہتا ہوں) تب رسول اللہ نے اپنی امت ضائع کردی جو لوگوں کی پشتوں میں ہے۔ راوی نے کہا کیا ان کو قرآن کافی نہیں؟ امام نے فرمایا ہاں کافی ہے بشرطیکہ مفسر پالیں راوی نے کہا کیا رسول اللہ نے تفسیر نہیں کی؟ (حالانکہ آپ کی ڈیوٹی تفسیر کرنا بھی تھی لتبین للناس مانزل الیہم) امام باقرؒ نے فرمایا۔ ہاں کی ہے۔ لیکن صرف ایک شخص کے لیے۔ امت کے لیے تفسیر کرنا اس بڑے شخص کی شان ہے جس کا نام علیؓ بن ابی طالب ہے۔

فرضی غصب و خلافت اور مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے رسول اللہ کا سب کچھ چھین چکے۔ اب تفسیر قرآن اور فیض ہدایت بھی امت نبی سے نہیں پا سکتی نئے بعث و نذیر علیؓ کی امت بن کر تفسیر قرآن ان سے حاصل کرے گی۔

مسئلہ نمبر ۲۳:-

۱۲ امام تمام انبیاء و رسلؑ سے افضل ہیں (معاذ اللہ)

نص قطعی ہے وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (انعام ع ۱۰ پ۷)

اور ہم نے سب پیغمبروں کو تمام جہانوں سے افضل بنایا۔

لیکن شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ سمیت اپنے فرضی اعتقاد کردہ اماموں کو تمام رسولوں سے افضل کہتے ہیں۔

۱۔ اکثر علماء شیعہ را اعتقاد آنست کہ حضرت امیر و سائر آئمہ افضل اند از سائر پیغمبران و احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ از آئمہ خود دریں باب روایت کردہ اند (حیات القلوب مجلسی

ص ۵۲۶ ج ۳ فارسی)۔

علماء شیعہ کی اکثریت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور باقی سارے آئمہ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور مشہور بلکہ متواتر حدیثیں اپنے آئمہ سے اس عقیدہ پر روایت کی ہیں۔

۲۔ شیعہ انقلاب ایران کا قائد علامہ خمینی کہتا ہے۔

وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاما لا یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

ہمارے مذہب شیعہ کا یہ بنیادی اور ضروری عقیدہ ہے کہ ہمارے آئمہ کے درجے کو کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی و رسول نہیں پہنچ سکتا۔

(الولایۃ التکوینیہ ص۵۲ ایرانی انقلاب ص۳۶)

نیز کہتا ہے امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی کائناتی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے (الحکومۃ الاسلامیہ ص۵۲) (گویا خدائی کے مالک آئمہ ہیں اور خود خدا معطل ہے۔ جیسے شیعہ مفوضہ کا عقیدہ ہے م)

۳۔ قیامت کے دن رسول اللہ کا جھنڈا علی کو مل جائے گا اور علی ہی امیر الخلائق ہوں گے (تفسیر عیاشی از جعفر حق الیقین ص۱۱ ج۲)

۴۔ جب قائم آل محمد ظاہر ہوگا ننگے بدن ہوگا سورج کے سامنے سب سے پہلے اس کی بیعت محمد کریں گے (صلی اللہ علیہ وسلم) حق الیقین ص۳۴۷ ج۲ بحوالہ کشف الحقائق ص۴۲۱)

اسی طرح وہ حضرت علیؓ کو ساقی کوثر (حق الیقین ص۱۳۲ ج۲ بیان حوض) تاجدار شفاعت کبریٰ و شفیع المذنبین (ایضاً بیان شفاعت) مانتے ہیں، امام موسیٰ کاظم نے فرمایا.... ہمارا قائم ہوگا خدا اس پر وہ کلام نازل کرے گا۔ جس کی تفسیر وہ بیان کرے گا جو چیز اس پر نازل ہوگی وہ نہ صدیقوں پر نازل ہوئی ہوگی اور نہ ہدایت یافتہ لوگوں پر (الشافی ترجمہ کافی ج ۱ ص۶۰۲)

مسئلہ نمبر ۲۴:

آئمہ پیدائشی چاروں آسمانی کتابوں کے عالم و حافظ ہوتے ہیں

۱۔ ان عندنا علم التورات

بیشک ہمارے پاس تورات انجیل اور

والانجیل والزبور وتبیان ما فی الالواح .... وفی روایة عندنا الصحف صحف ابراهیم و موسیٰ (اصول کافی ص۲۲۵ ج۱) (باب ان الائمة ورثوا علم النبی وجمیع الانبیاء)۔	زبور کا علم ہے اور موسیٰ کی تختیوں کی تفسیر بھی ہے .... نیز ہمارے پاس حضرت ابراہیم و موسیٰ کے صحیفے بھی ہیں۔

۲۔ جلاء العیون حالات علیؓ کی ایک طویل روایت میں پیدائش علیؓ کے موقعہ پر حضورؐ کا یہ ارشاد منقول ہے "کہ علیؓ نے پیدا ہوتے ہی حضرت ابراہیم و نوح کے صحیفے، موسیٰ کی تورات ایسے فرفر سنا دی کہ ان پیغمبروں سے زیادہ اچھی آپ کو یاد تھیں۔ پھر ساری انجیل پڑھ سنائی کہ اگر عیسیٰ حاضر ہوتے تو اقرار کرتے کہ یہ مجھ سے زیادہ انجیل کے قاری و عالم ہیں پھر وہ (سارا) قرآن پڑھ ڈالا جو مجھ پر (پیدائش علیؓ کے ۱۰ سال بعد) نازل ہوا۔ بے آنکہ از من بشنود۔ جو مجھ سے پڑھے سنے بغیر آپ کو یاد تھا (جلاء العیون ص۱۸۰ فارسی)

یہاں سے پتہ چلا کہ شیعہ عقیدہ میں حضرت علی کا علم تمام انبیاء و رسل سے زیادہ تھا اور وہ حضور علیہ السلام کے بھی علوم قرآن میں محتاج اور شاگرد نہ تھے۔ ادھر شیعہ صرف امام سے تعلیم پانا فرض جانتے ہیں۔ اور اماموں کے سوا علوم نبوت کو اور ان کے مخارج و مصادر کو باطل کہتے ہیں (باب انما لم یخرج من عندهم فهو باطل کافی)

تو شیعہ بواسطہ ائمہ خدا کے شاگرد ٹھہرے نبوت کی تعلیم سے ان کا رشتہ منقطع ہے یہی رسولؐ کی نبوت کا انکار۔ اور یعلمهم الکتاب والحکمة سے محرومی ہے، شیعہ نے ائمہ کو پیدائشی عالم لدنی مان کر نبوت کا صفایا کر دیا۔

مسئلہ نمبر ۲۵: ائمہ اپنی حکومت میں یہودی نظام قائم کریں گے

اصول کافی ص۳۹۷ ج۱ پر باب ہے۔ ائمہ علیہم السلام کی حکومت جب قائم ہوگی تو وہ حضرت داؤد اور آل داؤد کی شریعت پر فیصلے کریں گے اور گواہ نہ مانگیں گے ان پر سلام رحمت اور رضوان ہو۔

۱۔ ایک طویل حدیث کے آخر میں امام نے فرمایا۔

انه لا یموت منا میت حتی یخلف من بعده من یعمل بمثل عمله ویسیر بسیرته ویدعوا الی ما دعا الیه یا ابا عبیدة انه لم یمنع ما اعطی داؤد ان اعطی سلیمان ثم قال یا ابا عبیدة اذا قام قائم آل محمد علیه السلام حکم بحکم داؤد وسلیمان لا یسئل بینة۔

ہم میں سے جب کوئی مرتا ہے تو ضرور اپنے بعد ایسے شخص کو چھوڑتا ہے جو اسی کی مثل عمل کرنے والا اور اسی کی سی سیرت رکھتا ہو اور اسی کی طرح بلانے والا ہو۔ اے ابو عبیدہ جو داؤد کو خدا نے عطا کیا تھا۔ اس کے پانے میں سلیمان کے لیے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی پھر فرمایا اے ابو عبیدہ جب قائم آل محمد کا ظہور ہوگا۔ تو وہ داؤد و سلیمان علیہما السلام کی طرح بغیر گواہ لیے مقدمات کا فیصلہ کریں گے (ترجمہ الشافی ص۴۹۰)۔

۲۔ امام جعفرؒ نے فرمایا۔ دنیا اس وقت ختم نہ ہوگی جب تک کہ میری نسل سے ایک آدمی نکلے جو آل داؤدؑ کے نظام پر فیصلے کرے گا۔ گواہ نہ مانگے گا ہر جی کو اس کا حق دے گا (کافی ص۳۹۸ ج۱)

۳۔ عمار ساباطی کہتے ہیں۔ میں نے امام جعفرؒ سے پوچھا تم فیصلے کس قانون پر کرتے ہو۔ فرمایا۔ اللہ کے اور حضرت داؤدؑ کے قانون پر کرتے ہیں جب ایسا مسئلہ آجائے جو ہم سے حل نہ ہو سکے تو روح القدس (جبریل) ہم سے ملاقات کرجاتا ہے۔

۴۔ حضرت زین العابدینؒ سے جب یہی بات پوچھی گئی تو آپ نے بھی فرمایا ہم داؤدی نظام پر فیصلے کرتے ہیں اگر کسی بات سے عاجز آجائیں تو روح القدس ہمیں بتا جاتی ہے (ایضاً)

ہم نے اس باب کی ۴ روایتیں سامنے رکھ دی ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ شیعی نظام امامت کا مقصد دراصل یہودیت کی ترویج اور اسرائیلی حکومت سب دنیا پر نافذ کرنا ہے۔ کوئی امام یہ نہیں کہتا کہ وہ قرآن و سنت یا محمدی قانون سے فیصلے کرتا ہے بار بار حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کا نام لیتے ہیں۔ حالانکہ پہلی سب شریعتیں اور نظام ہائے عدالت منسوخ ہیں، خدا نے ان پر فیصلوں کو جاہلیت کے فیصلے کہا ہے (پ۶ ع۱۲) یہودی اور عیسوی مذہب کو خلاف اسلام کہہ کر غیر مقبول اور باعث خسارہ بتایا ہے (پ۳ ع۱۷) اور

صرف قرآن پر فیصلے کرنے کا حکم دیا ہے (پ ع ۱۱) نیز مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی شریعت محمدی اور قرآن و سنت پر حکومت کریں گے اور یہود و نصاریٰ کا نظام ختم کر دیں گے۔ سب دنیا مسلمان ہو جائے گی۔

شیعہ مذہب اسلام کا کتنا بڑا دشمن ہے کہ نسل رسول کو بھی (معاذ اللہ) یہودیوں کا نمائندہ اور مبلغ و حاکم بتا رہا ہے۔ کیوں نہ ہو جب اس مذہب کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔ وہ کیسے اپنے مذہب کی تبلیغ نہ کرتا۔ اور آج کا ایران یہودیوں سے اچھے تعلقات قائم کر کے ان سے اسلحہ لے کر، عربوں کو ختم کرنے اور حرمین شریفین پر یہودی قبضہ دلانے کے منصوبے کیوں نہ بنائے۔ کاش! ہمارے صحافیوں، سیاستدانوں اور حکمرانوں کو یہ بات نظر آ جاتی۔

مسئلہ نمبر ۲۶:۔

عقیدہ امامت میں ایمان کی بنیاد اسرائیلی یادگاریں ہیں

ا۔ آئمہ تورات کے وارث ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بریہ نے کہا تورات انجیل و کتب انبیاء کا علم آپ کو کہاں سے حاصل ہوا فرمایا وہ وراثۃً ہم کو ان سے پہنچتا ہے ہم اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ پڑھتے تھے اور ہم وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے خدا ایسے کو اپنی حجت نہیں قرار دیتا جس سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ یہ کہہ دے میں نہیں جانتا۔ (الشافی ص ۲۵۹ کافی عربی ص ۲۲۷ ج ۱)۔

مفضل بن عمر سے اگلی روایت میں ہے ..... میں نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا۔ میں نے آپ سے ایسا کلام سنا جو عربی نہ تھا خیال کیا سریانی ہے فرمایا ہاں میں الیاس نبی کو یاد کر رہا تھا وہ بنی اسرائیل کے بڑے عبادت گزار نبی تھے۔ واللہ میں نے کسی یہودی عالم کو اس سے اچھے لہجے میں پڑھتے نہیں سنا (ایضاً ص ۲۲۸)۔

ب۔ اسم اکبر و اعظم تورات میں ہے۔ کتاب اسم اکبر ہے جو مشہور ہے۔ تورات و انجیل و فرقان سے لیکن اتنا ہے نہیں اس میں کتاب نوح و صالح و شعیب و ابراہیم بھی ہے جیسا کہ خداوند فرماتا ہے کہ یہ پہلے صحیفوں صحف ابراہیم و موسٰی میں بھی ہے، صحف ابراہیم کیا ہیں صحف ابراہیم و موسٰی اسم اکبر ہیں (الشافی ص ۳۳۸، ۳۳۹ ج ۱ کافی فارسی ص ۲۲۵/ج ۱ میں ہے۔

ابو بصیر امام جعفر سے راوی ہے کہ ہمارے پاس وہ صحیفہ (تورات) ہے جس کو اللہ تعالٰی نے صحف ابراہیم و موسیٰ کہا ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں کیا یہی الواح ہیں فرمایا ہاں (اصول کافی ص ۲۲۵/ج ۱)۔

ج:۔ اپنے علم اور رسول اللہ کے علم کی نسبت حضرت اسماعیل و ابراہیم کی طرف نہیں کرتے بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہیں۔ امام جعفر نے فرمایا سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور محمد سلیمان کا وارث ہوا اور ہم محمد کے وارث ہیں ہمارے پاس تورات انجیل زبور ہے اور موسٰی کی تختیوں کی تفسیر بھی ہے (اصول کافی ص ۲۲۵/ج ۱)۔

د۔ حضرت اسماعیل کے کسی معجزہ و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے۔

۱۔ امام باقرؒ فرماتے ہیں۔ موسٰی کا عصا حضرت آدم کے پاس تھا پھر شعیب کے پاس پھر موسٰی بن عمران کے پاس رہا اور اب وہ ہمارے پاس ہے میں اسے تازہ دیکھ کر آیا ہوں جیسا کہ وہ درخت سے کاٹا گیا تھا وہ بولتا ہے جب میں بلواتا ہوں وہ ہمارے قائم کے لیے بنایا گیا ہے اس سے آپ وہی کام لیں گے جو موسٰی علیہ السلام لیا کرتے تھے (باب ماعند الائمۃ من المعجزات کافی ص ۲۳۱/ج ۱)۔

۲۔ امام صادقؒ نے فرمایا ہمارے پاس الواح موسٰی، عصا موسٰی ہیں، اگلی امام باقر کی روایت میں ہے کہ قائم کے پاس وہ حضرت موسٰیؑ کا وہ پتھر ہوگا۔ جس سے ہر منزل پر چشمے پھوٹیں گے بھوکے سیر ہوں گے پیاسے سیراب ہوں گے تا آنکہ وہ کوفہ کے سامنے نجف پر اتریں گے۔

۳۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ امام (مہدی) تم پر ظاہر ہو گا تو اس پر آدم کی قمیض ہو گی اس کے ہاتھ میں سلیمان کی انگوٹھی اور موسٰی کا عصا ہو گا۔ اگلی روایت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پاس ہونے کا ذکر ہے (کیونکہ) جو نبی کسی علم معجزہ وغیرہ کا وارث ہوا دن آل محمد کو ملا ہے (اصول کافی ص ۲۳۲/ج ۱)۔

ان تمام روایات سے ظاہر ہے۔ کہ آئمہ دراصل اسرائیلی ہیں وہ ان کے ہی تمام تبرکات و معجزات اور سکینہ و تابوت تک کی وراثت کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں کسی چیز کی جد رسول

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت نہیں کرتے ۔ یہی یہود بیت نوازی ہے اور یہود کے اس شبہ کو تقویت دینا ہے ۔ کہ اس پیغمبر کو تو علماء یہود پڑھا جاتے ہیں ۔ تو قرآن ان کی تردید میں وان کنتم فی ریب مما نزلنا سے چیلنج اتارتا ہے ۔ اس کے جواب میں یہودی علماء تو سہم جاتے ہیں لیکن شیعی آئمہ اپنے تمام علوم کی نسبت و وراثت انبیاء بنی اسرائیل کیطرف کرتے ہیں اور قرآن کے محرف ہونے اور مثل بن سکنے کے دعاوی کرتے ہیں جیسے عنقریب آرہا ہے ۔

امام صادقؑ فرماتے تھے میرے پاس سفید جفر (صندوق) ہے اس میں حضرت داؤد کی زبور، حضرت موسےٰ کی تورات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے ہیں اور حلال وحرام کے احکام ہیں اور ہمارے پاس مصحف فاطمہؓ ہے ما ازعم ان فیہ قرانا ۔ فیہ ما یحتاج الناس الینا ولا نحتاج الی احد ۔ اس صندوق اور مصحف فاطمہؓ) میں قرآن بالکل نہیں ۔ ہاں اس میں وہ تمام احکام شرع ہیں جن کی لوگوں کو ہم سے ضرورت ہے اور ہمیں کسی کی محتاجی نہیں (اصول کافی کتاب الحجۃ ۲۴۰ صحیفہ جفر کا باب ۔

نوٹ :۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ مذہب شیعہ وامامیہ وہی سابقہ یہودی و اسرائیلی کتب شرائع پر مبنی ہے قرآن کی خود نفی کر رہے ہیں اور سب سے پرانا یہودی مذہب ٹھونس رہے ہیں ۔

مسئلہ نمبر ۲۷:۔

امامت کا منکر کافر ہے ۔

۱ ۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کی فرمانبرداری اللہ نے فرض کی ہے ہماری معرفت بغیر لوگوں کو چارہ نہیں ہماری پہچان نہ ہونے میں لوگوں کو معذور نہیں سمجھا جاسکتا ۔ من عرفنا کان مومنا ومن انکرنا کان کافرا ۔ جو ہمیں جانے پہچانے گا وہ مومن ہوگا اور جو ہمارا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا (اصول کافی ص ۱۸۷ فرض طاعۃ الائمۃ)

۱ ۔ فلا یدخل الجنۃ الا من عرفنا وعرفناہ ولا یدخل النار الا من انکرنا وانکرناہ (اصول کافی ص ۱۸۸ باب معرفۃ الامام والرد الیہ)

پس جنت میں وہی جائے گا جو ہمیں پہچانے اور ہم اس کو پہچانیں اور دوزخ میں وہی جائے گا جو ہماری پہچان نہ رکھتا ہو اور ہم اسے نہ پہچانتے ہوں ۔

۴ ۔ قرآن کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۲۸:۔

قرآن ناقص ہے اور دو تہائی غائب ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعۃ عشر الف آیۃ (اصول کافی ص ۶۳۴ ج ۲)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں جو قرآن حضرت جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے وہ تو سترہ ہزار آیات تھیں ۔

حالانکہ عہد نبوت سے لے کر تا ہنوز قرآن ۶۶۶۶ آیات پر مشتمل پڑھا اور لکھا جاتا آرہا ہے ۔ کوئی مسلمان ایک حرف کی بھی بعد از نبوت کمی بیشی کا قائل نہیں ۔

کیونکہ خدا کا فرمان ہے ۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ پ ۱۴ ع ۱ ۔

بیشک قرآن ہم نے ہی اتارا ہے ہم ہی اس کے پکے محافظ ہیں ۔

لیکن شیعہ نے قریب ۱۰۳۳۴ آیات کو ساقط اور غائب مان کر قرآن کو ترمیم شدہ اور دو تہائی ناقص مان رہا ہے اور زبان زد عام اس فقرہ سے بھی بڑھ گیا ۔

" کہ شیعہ کے ہاں قرآن چالیس پارے کا تھا ۱۰ پارے بکری کھا گئی "

بلکہ شیعہ سبھی قرآن کے ضائع ہونے کے قائل ہیں ۔ جابر امام باقرؒ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے آپ کو فرماتے سنا ۔

وقع مصحف فی البحر فوجدوہ

قرآن سمندر میں گر گیا ۔ لوگوں نے تلاش کر

وقد ذهب ما فيه الا هذه الاية الا الى الله تصير الامور۔
(اصول کافی ص۲۳۲ ج ۲)

لیا تو اس آیت کے سوا سب کچھ ضائع ہوگیا سنو تمام امور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ (گویا قرآن خدا کے پاس لوٹ گیا)

مسئلہ نمبر۲۹۔

اماموں کے سوا قرآن جمع کرنے والے کذاب ہیں

عن جابر قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وما حفظہ کما انزلہ اللہ تعالیٰ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ علیہم السلام
(اصول کافی ص۲۲۸ ج ۱۔ باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ)

کذاب کے سوا لوگوں میں سے کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے سارا قرآن جتنا اترا تھا جمع کیا ہے۔ موافق تنزیل قرآن کو حضرت علیؓ اور آئمہ کے سوا نہ کسی نے جمع کیا نہ یاد کیا۔

مسئلہ نمبر۳۰:

اماموں نے اصلی قرآن چھپا ڈالا

اصول کافی ص۶۳۳ ج۲ کتاب فضل القرآن میں ہے۔

سالم بن سلمہ کہتے ہیں ایک شخص امام جعفر صادقؒ کو قرآن سنا رہا تھا اور میں بھی پاس بیٹھا سن رہا تھا اس کے حروف و الفاظ ایسے نہ تھے جیسے سب مسلمان پڑھتے ہیں۔ امام جعفرؒ نے فرمایا تو اس قرآن سے رک جا اسی طرح پڑھ جیسے لوگ پڑھتے ہیں حتیٰ کہ امام قائم (مہدی) آجائے۔

فاذا قام القائم قرء کتاب اللہ عزوجل علی حدہ۔

جب قائم مہدی آجائے گا تو وہ اللہ کی کتاب کو ٹھیک پڑھے گا۔

پھر امام جعفر نے وہ قرآن نکالا جو حضرت علیؓ نے لکھا تھا اور فرمایا یہ علیؓ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور فرمایا یہ اللہ کی کتاب ہے جیسے اس نے اتاری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے اس کو دو تختیوں؎ سے جمع کیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ہمارے پاس جامع قرآنی نسخہ ہے جس میں سب قرآن جمع ہے ہمیں اس کی حاجت نہیں۔ حضرت علیؓ نے قسم کھا کر فرمایا اس دن کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھ سکو گے۔ میرے ذمے تو جمع کرکے بتلانا تھا تاکہ تم پڑھو۔

غور فرمایئے جابر جعفی جیسے دشمنان قرآن نے قرآن کو بے اعتبار کرنے کے لیے کیسے حربے استعمال کیے ہیں کبھی سمندر میں گرا کر سارا قرآن مٹا رہے ہیں، کبھی دو تہائی غائب کر رہے ہیں کبھی اماموں کے سوا تمام جامعین قرآن قراء صحابہؓ و حفاظ کو کذاب بتا رہے ہیں تاکہ ان سے کوئی قرآن نہ پڑھے نہ سیکھے اب حضرت علیؓ و آئمہ اہل بیتؓ پر یہ بہتان باندھ رہے ہیں کہ انہوں نے اصلی آسمانی قرآن چھپا دیا کسی ایک آدمی کو بھی نہ پڑھایا۔ حضرت امام مہدی کو پارسل کر دیا کہ وہی اپنے دور میں آکر قرآن کی تعلیم دیں گے اور اب تک شیعہ و سنی سمیت تمام دنیا قرآنی تعلیمات و برکات سے محروم چلی آرہی ہے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر۳۱:

قدیم وجدید تمام شیعہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کے قائل ہیں

شیعہ کی معتبر تفسیر صافی مؤلفہ محسن فیض کاشانی المتوفی ۱۰۹۱ھ طبع بیروت کا چھٹا مقدمہ یہ ہے قرآن کے جمع کرنے اور قرآن میں تحریف و کمی زیادتی ہونے اور اس کی حقیقت کا بیان

پہلی حدیث بحوالہ کافی یہ ہے کہ امام ابوالحسن علی نقی نے فرمایا۔

اقرء وا کما علمتم فسیجیئکم

تم ابھی اسی طرح قرآن پڑھو جیسے تمہیں سکھایا

؎ یہ تختیوں کا ذکر قابل توجہ ہے تورات کے مطابق حضرت موسیٰ کو اللہ کی طرف سے دو لوحیں عطاء ہوئیں جن پر احکام عشرہ مندرج تھے۔ اس کا واضح مطلب یہ تو نہیں؟ کہ امام مہدی دراصل قرآن کے بجائے (بقول شیعہ اصلی قرآن) تورات کا مجموعہ پیش کرکے اس کی تعلیم دیں گے اور یہودیت شیعوں سے یہی کام لینا چاہتی ہے۔

من یعلمکم۔ گیا۔ جلد ہی امام مہدی آنے والا ہے وہ تمہیں صحیح قرآن کی تعلیم دے گا۔

دوسری حدیث وہی سالم بن سلمہ والی ہے جو کافی سے ہم نقل کر چکے۔

تیسری حدیث بروایت کافی بزنطی سے یہ ہے کہ" امام ابوالحسن نے ایک قرآن مجھے دیا اور کہا اسے دیکھنا نہیں میں نے (فرمان امام کے خلاف) اسے کھولا اور پڑھنے لگا اس میں سورت لم یکن الذین کفروا میں ستر قریش کے باپ دادوں سمیت نام تھے (گویا الیکشن ووٹروں کی فہرست تھی) امام کو پتہ چلا تو میری طرف آدمی بھیجا کہ یہ قرآن مجھے واپس کر دا۔"

یہاں سے پتہ چلا کہ امام موجودہ قرآن پر ایمان نہ رکھتے تھے ایک اور عجیب وغریب قرآن کے قائل تھے مگر ڈر اور تقیہ کی وجہ سے نہ لوگوں کو اس کی تعلیم دی نہ از خود پڑھنے دیا اور تمام عمر کتمان ما انزل اللہ کا جرم کیا حالانکہ خدا نے منزل قرآن چھپانے والوں پر لعنت فرمائی ہے (پ۲ ع ۳ البقرہ)

چوتھی حدیث بروایت عیاشی امام باقر سے مروی ہے۔

لولا انہ زید فی کتاب اللہ ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی ولو قد قام قائمنا فنطق صدقہ القران۔

اگر کتاب اللہ میں اضافہ اور کمی نہ کی جاتی تو ہمارا حق کسی عقل مند پر چھپا نہ رہتا۔ جب ہمارا قائم آئے گا اور بولے گا تو (اصلی قرآن) اس کی تصدیق کرے گا۔

۵۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام لو قرء القران کما انزل لالفیتنا فیہ مسمین۔

پانچویں حدیث یہ ہے کہ امام جعفر نے فرمایا۔ اگر وہ قرآن پڑھا جاتا جو خدا نے اتارا تو ہمیں نام بنام اس میں پاتا۔

سید ظفر حسن امروہوی مترجم کافی اپنے رسالہ عقائد الشیعہ میں لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات کی ترتیب میں بھی فرق ہے بعض سورتوں سے آیات کم بھی کر دی گئی ہیں۔

۵۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو قرآن موافق تنزیل حضرت علیؓ نے جمع کیا تھا وہ نسل بعد نسل ہمارے آئمہ کے پاس محفوظ رہا اب وہ ہمارے بارہویں امام علیہ السلام کے پاس ہے (عقائد الشیعہ ص۳۸ مطبوعہ شمیم بکڈپو کراچی) نیز ص۴۹ پر لکھا ہے۔ امت کی ہدایت کے لیے صرف قرآن کافی نہیں۔ اور قاضی نور اللہ شوشتری نے بھی مجالس المومنین میں قرآن کو امام کے بغیر ناقابل حجت بتایا ہے۔

مسئلہ نمبر۳۲:- **قرآن میں کفر کے ستون جھوٹ و افتراء اور رسول خدا کی مذمت ہے** (معاذ اللہ)

تفسیر صافی ہی میں حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہے۔

کہ جب صحابہؓ سے بکثرت ایسے سوالات ہوئے جن کی حقیقت نہ جانتے تھے تو وہ قرآن کی تالیف اور جمع کرنے پر مجبور ہو گئے اور اپنی طرف سے ایسی باتیں شامل کیں جن سے اپنے کفر کے ستون قرآن میں کھڑے کر سکیں تو ان کے منادی نے اعلان کیا جس کے پاس (عہد نبوی کی) کوئی قرآنی تحریر ہو وہ لے آئے انہوں نے قرآن کی تالیف و ترتیب ان لوگوں کے سپرد کی جو اولیاء اللہ (اہل بیت) کی دشمنی میں ان کے موافق تھے تو انہوں نے اپنے اختیار و چناؤ سے قرآن کی تالیف کی جس سے غور و فکر کرنے والے کو پتہ چل جاتا ہے کہ انہوں نے گڑھ بڑھ کی اور افتراء کیا۔ اتنا حصہ باقی چھوڑا جسے اپنے موافق سمجھا حالانکہ وہ بھی ان کے خلاف ہے قرآن میں عیب دار اور قابل نفرت باتیں زیادہ کر دیں۔۔۔۔ کتاب اللہ میں جو نبی علیہ السلام کی مذمت اور عیب جوئی ہے وہ ملحدوں کی بناوٹ ہے (معاذ اللہ) (تفسیر صافی ص۴۷ مقدمہ ششم)۔

مسئلہ نمبر۳۳: **قرآن میں ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے وہ نقلی اور ضائع شدہ ہے** (معاذ اللہ)

مفسر صافی ایسی لرزہ خیز روایات کے بعد فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اہل بیتؑ کے طریقہ و سند سے ان تمام احادیث و روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ،۔

۱۔ ہمارے سامنے موجودہ قرآن وہ نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا تھا۔
۲۔ بلکہ اس کا کچھ حصہ خدا کی تنزیل کے برخلاف ہے۔
۳۔ کچھ تبدیل شدہ اور محرف ہے۔
۴۔ بہت سی چیزیں نکال دی گئیں جن میں بہت سے مقامات پر حضرت علیؓ کا نام وغیرہ تھا۔
۵۔ یہ خدا اور رسول کی پسندیدہ ترتیب پر بھی نہیں۔

مفسر صافی احتجاج طبرسی کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

اگر میں وہ سب کچھ تیرے سامنے کھول دوں جو قرآن سے نکالا گیا اور اسی قسم سے تحریف و تبدیل کیا گیا تو بات بہت لمبی ہو جائے گی جس کے اظہار سے تقیہ روکتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں ہمارے عموم تقیہ کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ قرآن تبدیل کرنے والوں کے ناموں کی صراحت کی جائے اور نہ ان چیزوں کی نشاندہی ممکن ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے قرآن میں ثابت کر دی ہیں کیونکہ اس سے اہل کفر کے دلائل کو تقویت ملے گی (مقدمہ صافی ص۴۶)۔

عصر حاضر کا ایک دشمن قرآن شیعہ مؤلف عبدالکریم مشتاق لکھتا ہے۔

"کسی شے کا آنکھوں سے اوجھل ہونا اس کے ناپید ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا اس اصلی قرآن پر ایمان ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ اس دنیا میں موجود ہے جیسے غیر مطہرین چھو تک نہیں سکتے جب کہ تمہارا۔ (اے سنیو) ایمان صرف نقلی قرآن پر ہے جسے ہر ناپاک چھو سکتا ہے وہ اکیلا بے یار و مددگار ہے۔ جب کہ ہمارا قرآن امام طاہر کا دائمی ساتھی ہے۔ تمہارے قرآن کا کثیر حصہ اذہاب ہو چکا یعنی ضائع ہو چکا۔
(شیعہ مذہب حق ہے ص۱۱۶) نیز ص۱۲۸ پر لکھا ہے تو انہوں (آئمہ) نے سب سے پہلے اپنے دائمی ساتھی قرآن کو محفوظ کیا اور ناپاک ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے بچا لیا (یعنی صحابہ و امت رسول سے قرآن چھپا دیا)۔

مسئلہ۳۴: روایات تحریف قرآن متواتر دو ہزار سے زاید اور عقیدہ امامت کی طرح واجب الایمان ہیں

۱۔ شیعہ کے مشہور مجتہد حسین بن محمد تقی نوری طبرسی ایرانی نے اثبات تحریف پر ۴۰۰ صفحہ کی کتاب لکھی ہے جس کا نام فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ہے وہ لکھتے ہیں۔

وھی کثیرة جدا حتی قال السید نعمت اللہ الجزائری ان الاخبار الدالة علی ذالک تزید علی الفی حدیث وادعی استفاضتھا جماعة کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی وغیرھم بل الشیخ ایضا صرح فی التبیان بکثرتھا بل ادعی تواترھا جماعة (فصل الخطاب ص۲۲۷ از کشف الحقائق ص۱۵۴)۔

"تحریف قرآن کی شیعہ روایات بہت ہی زیادہ ہیں حتیٰ کہ سید نعمت اللہ جزائری کہتے ہیں (شیعہ کے ہاں) بگاڑ قرآن پر دلالت کرنے والی احادیث دو ہزار سے زائد ہیں، علامہ مفید محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم نے شہرت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ شیخ طوسی نے بھی تبیان میں صراحت کی ہے بلکہ ایک جماعت نے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔"

۲۔ خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی مراة العقول شرح اصول کافی ص۵۳۶ ج۲ مطبوعہ اصبہان میں لکھتے ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور کثیر تعداد میں احادیث صحیحہ قرآن میں کمی اور اس کی تحریف میں صریح ہیں اور میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں متواتر المعنیٰ ہیں اور تمام روایتوں کو ترک کرنے سے پورے فن حدیث سے اعتماد اٹھ جائے گا بلکہ میرے خیال میں تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں اگر روایات تحریف کا اعتبار نہ کیا جائے تو روایات سے مسئلہ امامت کیسے ثابت ہوگا (بحوالہ کشف الحقائق ص۱۵۳)

۳۔ وروی عن کثیر من قدماء الروافض ان ھذا القران الذی عندنا لیس ھو الذی انزلہ اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بل غیر و بدل وزید فیہ ونقص عنہ (فصل الخطاب ص۳۱ کشف الحقائق ص۱۵۵)

ترجمہ:۔ اور بہت سے متقدمین شیعہ سے یہ عقیدہ مروی ہے کہ موجودہ قرآن وہ

نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا اور اضافہ بھی کیا گیا اور کمی بھی کی گئی۔

مسئلہ نمبر ۳:-

اصول کافی سے بطور نمونہ محرف آیات قرآنی

اب آخر میں شیعہ کی سب سے صحیح اور معتبر ترین کتاب اصول کافی کے باب "فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ" (امامت کے متعلق قرآن میں کانٹ چھانٹ کا بیان، ص ۴۱۳ سے ص ۴۳۶ تک کی ۹۲ آیات محرفہ میں سے صرف دس بطور نمونہ قارئین کی خدمت میں حاضر ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ بقول شیعہ اصل قرآن سے نکال دیے گئے

۱- امام صادق فرماتے ہیں یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فی ولایۃ علی وولایۃ الائمۃ من بعدہ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (پ ۲۲ احزاب ع ۶)

۲- امام صادق فرماتے ہیں اللہ کی قسم یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ کلمات فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین والائمۃ علیہم السلام من ذریتہم فَنَسِيَ (پ ۱۶ طٰہٰ ع ۶)

۳- امام باقر فرماتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت حضرت محمدؐ پر یوں لائے تھے

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فی علی بَغْيًا۔

۴- جابر کہتے ہیں جبریل علیہ السلام حضرت محمدؐ پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فی علی فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (پ ۱ ع ۳)

۵- امام صادق فرماتے ہیں حضرت جبریل حضرت محمدؐ پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا فی علی نُورًا مُّبِينًا (پ ۵ ع ۴ سورت نساء)

حالانکہ قرآن میں اس طرح آیت نہیں ہے۔..

وہاں مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ اور يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا۔ گویا شیعہ فی علی کی کمی کے ساتھ باقی خط کشیدہ الفاظ کی قرآن میں زیادتی کے قائل ہیں۔

۶- امام رضا فرماتے ہیں یہ آیت کتاب اللہ میں یوں لکھی ہے۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بولایۃ علی مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ یا محمد من ولایۃ علی۔ (پ ۲۵ شوریٰ ع ۲)۔

۷- امام جعفرؒ فرماتے ہیں یہ آیت اس طرح اتری تھی۔

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ یا معشر المکذبین حیث انبأتکم رسالۃ ربی فی ولایۃ علی علیہ السلام والائمۃ علیہم السلام من بعدہ (پ ۲۹ ملک ع ۲)

۸- امام جعفرؒ فرماتے ہیں اللہ کی قسم یہ آیت حضرت جبریل محمدؐ پر اس طرح لائے تھے۔

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ بولایۃ علی لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (پ ۲۹ معارج ع ۱)

۹- امام باقرؒ کہتے ہیں جبریل حضرت محمدؐ پر یہ آیت یوں لائے تھے۔

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا آل محمد حقہم قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا آل محمد حقہم (پ ۱ ع ۶)

۱۰- امام باقرؒ فرماتے ہیں یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ فی علی لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (پ ۵ ع ۶ نساء)

قصہ مختصر شیعہ یقیناً قرآن کو ناقص بے اعتبار اور کتب سابقہ کی طرح محرف شدہ مانتے ہیں حکومت جو قرآن کی حفاظت اور صحت کی ذمہ دار ہے وہ ایسی کتب اور شیعہ مترجم قرآنوں کو جیسے ترجمہ مقبول و فرمان علی وغیرہ ضبط کیوں نہیں کرتی جن میں اپنے عقیدہ کے تحت قرآنی آیات محرفہ کی وہ نشاندھی کرتے ہیں اور لاکھوں لوگوں کو شک فی القرآن میں مبتلا کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ شیعہ "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کا مصداق بعض کتب اہل سنت سے

آیات منسوخہ پیش کر کے تحریف کا معارضہ کرتے ہیں۔ حالانکہ نسخ کا مسئلہ جدا ہے اس پر قرآنی آیات دال ہیں۔ اہل سنت نہ تو تحریف کے قائل ہیں نہ قائل کو مسلمان جانتے ہیں۔ جب کہ شیعہ اپنی متواتر، دو ہزار سے زائد صریح در تحریف روایات کے تحت قرآن کو محرف مانتے ہیں۔ قائلین کی تکفیر نہیں کرتے ایک اور "اصلی امام کے پاس غار میں پوشیدہ قرآن" کے قائل ہیں۔

توحید، رسالت، ختم نبوت کے بعد قرآن کے متعلق بھی شیعہ کے کفریہ عقائد آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اصل بات وہی ہے کہ تشیع، اسلام کے عنوان سے یہودیت کا پرچار ہے تورات وانجیل اور زبور کی وراثت پر فخر اور ایمان وعقیدہ قرآن سے بڑھ کر ہے ان کے عقائد میں قائم مہدی جو نیا قرآن پیش کرے گا وہ تورات کا چربہ ہو گا۔ اور حضرت داؤد و سلیمان کے قوانین پر فیصلے اور حکومت کرے گا حوالہ جات ہم سب عرض کر چکے ہیں۔

۵۔ صحابہ کرام رضؓ کے متعلق عقائد

بعثت نبوی کی علت غائی، مکتب رسالت کے شاہکار، آفتاب ہدایت کی منور کرنیں، رسول خدا کی عمر بھر کی کمائی۔ تاسیس اسلام اور نزول قرآن کا مقصد عظیم، ہدایت الٰہی کا فیضان کثیر مدرسہ حرمین شریفین کے مقدس تلامذہ خاتم النبیین علیہ السلام کی تعلیم وتربیت کا خلاصہ امت محمدیہ کے سردار، اسلام کا اعجاز، قرآن کا انقلاب اور آمنوا کما آمن الناس کے تحت ایمان اور مسلمانی کا معیار حزب اللہ وحزب الرسول حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان والاکرام ہیں۔ وہ نہ ہوتے تو خدا و رسولؐ کی معرفت نہ ہو سکتی بلکہ خدا کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا آپؐ نے سچ فرمایا تھا۔

اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ لن تعبد ابدا۔ (بخاری)

اے اللہ اگر تو نے میری اس جماعت صحابہ کو مار دیا تو کبھی کوئی تیری عبادت نہ کریگا۔

اور ارشاد قرآنی بھی سچا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (پ۶ ع۱۴)

مسلمانوں اور مومنین صحابہؓ کے سب سے بڑے اور سخت دشمن آپ یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے۔

اس لیے شیعہ قرآن کے بعد صحابہ کرامؓ کے سب سے زیادہ ویری دشمن ہیں مہاجرین ہوں یا انصار قریشی ہوں یا عام عربی، مکی ہوں یا مدنی رسول خدا کے معزز رشتہ دار اہل بیتؓ ازواج مطہرات، بنات طاہرات ہوں، یا خلفاء راشدینؓ اور عام مومنین صحابہ کرامؓ ہوں، شیعہ ان کے ہر طبقے کے تبرائی دشمن ہیں کفار قریش کی "صحابہ دشمنی" قبول اسلام کے بعد محبت صحابہ میں تبدیل ہو سکتی ہے لیکن دشمن صحابہ شیعہ رافضی کی دشمنی حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھوں جہنم میں ڈالے جانے کے بعد بھی ہرگز نہیں بدل سکتی وہ بغض کیسا جو آگ میں پگھل کر ختم ہو جائے۔ "علی ہمارا رب علی مشکل کشا" کہنے والے جن سبائی دشمنان صحابہؓ کو حضرت علیؓ نے جلایا تھا انہوں نے جلتے ہوئے بھی یہ شرک وبغض نہ چھوڑا تھا اب آپ "نقل کفر کفر نہ باشد" جگر پر پتھر رکھ کر کفریات سنئے۔

مسئلہ نمبر ۳۶:-

تین کے سوا تمام صحابہ کرامؓ مرتد ہیں (معاذ اللہ)

روی العیاشی عن الباقر علیہ الصلوۃ والسلام قال کان الناس اھل ردۃ الا ثلاثۃ (ابوذرؓ مقداد، سلمانؓ) وابوا ان یبایعوا حتیٰ جاء وبامیر المومنین علیہ السلام مکرھا فبایع (تفسیر صافی ص۳۸۹ ج پ۴ آیت وما محمد الا رسول رجال کشی ص۸ اصول کافی ص$\frac{۳۴۴}{ج۲}$)

امام باقرؒ فرماتے ہیں تمام لوگ (صحابہ) مرتد ہو گئے بجز تین کے۔ انہوں نے (ابوبکر کی) بیعت سے اس وقت تک انکار کیا۔ جب لوگ حضرت علیؓ کو بھی مجبوراً لے آئے اور آپ نے بھی ابوبکر کی بیعت کر لی (پھر انہوں نے بھی اتباع علی میں بیعت کر لی گویا سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے تقیتاً باقی حقیقتہً (معاذ اللہ)

مامقانی نے ارتداد صحابہ والی روایات کو متواتر کہا ہے (تنقیح المقال) ص$\frac{۲۱۶}{۱۷۰}$)

مسئلہ نمبر ۳۷۔

حضرت مقدادؓ کے سوا نین مومن صحابہ بھی شکوک الایمان تھے

ارتداد والی بالا روایات میں ہے راوی نے پوچھا عمار کو کیا ہوا۔ امام نے بتایا۔

کان جاض جیضۃ ثم رجع	عمار بھی گمراہ ہو گئے تھے پھر پلٹے پھر فرمایا
ثم قال ان اردت الذی لم	اگر تو ایسا مومن چاہتا ہے جس نے شک
یشک ولم ید خلہ شی	نہ کیا ہو تو وہ صرف مقداد بن اسود ہیں۔
فالمقداد (رجال کشی ص۸)	

مسئلہ نمبر ۳۸:۔

خلفاء راشدینؓ کو گالیاں

۱۔ خمینی کے ممدوح ملا باقر علی مجلسی حق الیقین میں لکھتے ہیں۔

تقریب المعارف (شیعہ کتاب) میں روایت ہے کہ حضرت زین العابدینؒ سے ان کے آزاد کردہ غلام نے پوچھا میرا جو آپ کے ذمے حق الخدمت ہے اس کی وجہ سے حضرت ابوبکر و عمرؓ کا حال سنائیں۔

حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ	حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے۔
ایشاں را دوست دارد کافر است	(معاذ اللہ) اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے
(حق الیقین ص۵۲۲)	جیسے سب اہل سنت، وہ بھی کافر ہیں (معاذ اللہ)

۲۔ نیز حق الیقین ص۳۲۲ پر حضرت ابوبکر و عمرؓ کو فرعون و ہامان کہا ہے اور ص۲۵۹ پر حضرت عمرؓ کے حسب و نسب پر اشتعال انگیز تہمت لگائی ہے۔

۲۔ پاکستان کے بے ضمیر صحافیوں کے ممدوح قائد شیعہ انقلاب خمینی لکھتے ہیں۔

ہم ایسے خدا کی پرستش نہیں کرتے جو یزید و معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں اور بدقماشوں کو امارت و حکومت سپرد کر دے (کشف الاسرار ص۱۰۷)

۱۰ لاکھ مسلمانوں کے سفاک قاتل خمینی کی خدمت میں عرض ہے کہ امارت و حکومت

خدا ہی لیتا دیتا ہے اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء الایہ" مگر آپ تو خدا کی عبادت کے منکر ہو کر کھلے کافر ہو گئے گو پاکستان کے ملک دشمن ذرائع ابلاغ اور مردود صحافت و سیاست آپ کو "قائد اسلامی انقلاب" کہتی رہے۔ اسی خمینی نے کشف الاسرار وغیرہ میں حضرت ابوبکر و عمرؓ پر الزام تراشی اور کردار کشی اور ان کی مخالفت قرآنی میں قلم زور کا زور تحریر ختم کر دکھایا ہے۔ کاش ہمارے سنی صحافیوں اور سیاسی لیڈروں کی آنکھیں کھلتیں بلکہ اس نے خوابیدہ مسلمانوں کی غیرت کو یوں للکارا ہے" میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا (یہود کے ایجنٹوں سے خدا کی پناہ) تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں کو (حضرت ابوبکر و عمرؓ خسران و خلفاء رسولؐ) کو نکال باہر کروں گا (پمفلٹ خطاب بہ نوجوانان مطبوعہ فرانس بحوالہ استاد خمینی ص۱ مطبوعہ مرکزی مجلس علماء پاکستان لاہور)۔

مسئلہ نمبر ۳۹:۔

حضرت عائشہ صدیقہ و حفصہ امہات المومنینؓ کو گالیاں

۱۔ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ	جب ہمارا قائم نکلے گا عائشہ کو زندہ کرے گا
کند تا برا و حد بزند و انتقام فاطمہ از و بکشد	اس پر حد جاری کر کے فاطمہؓ کا بدلہ لے گا۔

(حق الیقین مجلسی ص۳۴۷)

(اس ملعون نے عائشہ دشمنی سے حضرت فاطمہؓ عفیفہ پر قذف لگانے کی نسبت کر دی، معاذ اللہ۔

۲۔ یہی مجلسی حرم رسولؐ کو "عائشہؓ غدارہ" کا ناپاک لفظ کہتا ہے (تذکرۃ الآئمہ ۶۶)

۳۔ حیات القلوب میں ام المومنین حفصہ طاہرہ اور عائشہ صدیقہؓ کو "آں دو منافقہ" "عائشہ ملعونہ گفت" کے خبیث الفاظ میں گالی دی ہے۔

مجلسی کی یہی وہ کتابیں ہیں جن کے پڑھنے کی خمینی اپیل کرتا ہے۔

"فارسی کی وہ کتابیں جو مجلسی مرحوم نے فارسی داں ایرانی لوگوں کے لیے لکھی ہیں انہیں پڑھتے رہو تا کہ اپنے آپ کو کسی اور بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو (کشف الاسرار ص۱۲۱)

شیعہ مترجم قرآن مقبول دہلوی امام باقر کے نام سے لکھتا ہے۔

جن عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موت سے پہلے زہر کھلا دیا تھا مطلب حضرت کا وہی دو (عائشہ رضؓ وحفصہ رضؓ) عورتیں ہیں خدا ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے (معاذ اللہ) (حاشیہ ترجمہ مقبول پ۴ آل عمران ص۱۳۴) ۔ورضیمہ۔

مسئلہ نمبر۴۰:۔

رسول خدا کے تمام سسرالی رشتہ داروں کو گالیاں

واعتقاد ما در برأت آنست کہ بیزاری جویند از بتہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ وزنان چہارگانہ یعنی عائشہ وحفصہ وہند وام الحکم (خورشد امن اور سالی) واز جمیع اشیاع واتباع ایشاں، وآنکہ ایشاں بدترین خلق خدا اند وآنکہ تمام نشود اقرار بخدا ورسول وآئمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشاں، حق الیقین ص۵۱۹)۔

"تبرا اور بیزاری میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں سے تمام شیعہ تبرا کریں یعنی حضرت ابوبکر، عمر، عثمان ومعاویہ (رضی اللہ عنہم) سے اور ۴ عورتوں سے بھی تبرا کریں۔ یعنی ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ، حفصہ رضؓ، ہندہ رضؓ اور ام الحکم رضؓ سے اور ان کے تمام ماننے والوں اور پیروکاروں (سنیوں) سے کیونکہ یہ خدا کی بدترین مخلوق ہیں اور خدا ورسول وآئمہ پر اقرار وایمان تبھی مکمل ہوتا ہے کہ ان کے دشمنوں سے بیزاری کی جائے۔"

لیکن خدا نے ان سے تبرا نہ کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہرے رشتے کرا دیئے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان سے تبرا نہ کیا۔ عمر بھر تولا کیا ان کے گھر شادیاں کیں ان کو رشتے دیئے اور ماں باپ اور اولاد کا سا ایک گونہ اعزاز بخشا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان بھی کامل تھا یا نہیں ؟ کوئی شیعہ مجتہد اس کا جواب ہمیں بتادے ؟

مسئلہ نمبر۴۱:۔

حضرت عقیل رضؓ وعباس رضؓ کو گالیاں

کافی کلینی نے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ سدیر نے امام باقرؒ سے پوچھا کہ

بنو ہاشم کی کثرت اور شان وشوکت کہاں گئی تھی جب حضرت امیر المومنین رضؓ حضرت رسالت کے بعد ابوبکر وعمر رضؓ اور سارے منافقوں سے مغلوب ہو گئے ؟ حضرت نے فرمایا بنو ہاشم سے کون باقی تھا۔ حضرت جعفر اور حمزہ جو ایمان ویقین میں آخری درجہ پر تھے اور سابقین اولین میں سے تھے عالم بقاء کو رحلت کر چکے تھے۔

ودو مرد ضعیف الیقین ذلیل النفس تازہ مسلمان شدہ بودند عباس وعقیل وایشاں را در جنگ بدر اسیر کردند وآزاد کردند وایمان چنیں قوتے نمیداروں (حیات القلوب ص۶۱۸ ج۲)	بس دو آدمی ضعیف ایمان والے اور ذلیل ذات والے نو مسلم رہ گئے جن کا نام عباس رضؓ (عم نبوی) اور عقیل رضؓ تھا برادر علی رضؓ ان کو مسلمانوں نے جنگ بدر میں قید کر کے آزاد کیا تھا۔ ایسا ایمان کوئی طاقت نہیں رکھتا۔

روضہ کافی ص۲۶۰ پر حضرت عباس رضؓ کے نسب پر طعن مذکور ہے کہ وہ نتیلہ باندی سے ہیں عبد المطلب نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر وطی کی اور عباس رضؓ پیدا ہوئے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر۴۲:۔

حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کو گالیاں

شیعوں کی مثال بچھو کے ڈنگ جیسی ہے کہ اس سے اپنا بیگانہ کوئی نہیں بچ سکتا۔ سوا لاکھ صحابہ رضؓ سے تبرا کے بعد "مودۃ ذوی القربیٰ" کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن بیسیوں اقرباء رسول سے تبرا کر کے صرف ۴ حضرات سے محبت کا اعلان کیا لیکن بالواسطہ گالیاں دینے والے ہیں ان کو بھی معاف نہ کیا۔ حضرت علی رضؓ کے متعلق جگر تھام کر پڑھیئے۔

۱۔ اصول کافی ص۲۱۶ ج۲ باب التقیہ میں ہے کہ حضرت علی رضؓ نے منبر کوفہ پر فرمایا

ایھا الناس انکم ستدعون	لوگو! تمہیں کہا جائے گا کہ مجھے گالیاں دو۔
الی سبی فسبونی ثم ستدعون	تو مجھے گالیاں دینا پھر تمہیں مجھ سے تبرا
الی البراءۃ منی وانی لعلی دین محمد	کرنے کو کہا جائے گا میں تو دین محمدؐ پر ہوں

ولا يقل ولا تبرء وا منی۔ (تبرا سے کوئی نقصان نہ ہوگا، یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے تبرا نہ کرنا۔

۲۔ روضہ کافی صــ ۲۵۹ پر ہے۔ امام صادقؑ نے فرمایا لوگو! حضرت علیؓ و فاطمہؓ کا تذکرہ بالکل نہ کرنا۔ لوگوں کو ان کا تذکرہ سب سے زیادہ ناپسند ہے (معاذاللہ)

۳۔ ملا باقر علی مجلسی نے حضرت فاطمہؓ کی زبان سے آپؓ کو یوں برا بھلا کہلایا ہے۔

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ	رحم میں بچہ کی طرح پردہ نشین ہو چکے ہو
و مثل خائناں در خانہ گریختہ و بعد ازانکہ	خائنوں (چوروں) کی طرح گھر میں بھاگ
شجاعان دہر را بخاک ہلاک افگندی	آئے ہو اس کے بعد کہ تم نے زمانے کے
مغلوب ایں نامرداں گردیدہ۔	بہادروں کو ہلاکت کی مٹی پر گرایا ہے اب
(حق الیقین صــ ۲۰۳)	ان نامردوں سے مغلوب ہو چکے ہو۔

اس زبان درازی کا پس منظر یہ ہے کہ شیعوں نے غصب فدک کے جھوٹے الزام میں عام و خاص مردوں کے بھرے مجمعوں میں حضرت فاطمہؓ سے بڑی گرم تقریریں کرائی ہیں مہاجرین و انصارؓ اور اپنے نانوں حضرت ابوبکر و عمرؓ کو خوب گالیاں دلائی ہیں چونکہ بقول شیعہ حضرت علیؓ مشکل کشا، فریاد رس اور امام اول نے لختِ جگر رسول اور اپنی حرم بتول کی ذرا امداد نہ کی (مسئلہ کی کوئی حقیقت ہوتی تو امداد کرتے ؟)، تو ابوبکر و عمرؓ کے دشمن شیعہ راویوں نے۔ حضرت علیؓ کی بھی خوب سرزنش اور بے عزتی کرا دی (معاذاللہ)

۴۔ مجلسی نے حضرت فاطمہؓ کی زبان سے شادی کے موقع پر یہ اعتراضات نقل کیے ہیں۔
"عورتوں سے سن کر حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ سے حضرت علیؓ کے حلیہ کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔

یہ بڑے پیٹ والا آدمی ہے ہاتھ اس کے اونچے اونچے ہیں اور اس کی ہڈیوں کے بند دھنسے ہوئے ہیں، کے اگلے بال بھی اڑے ہوئے ہیں آنکھیں بڑی ہیں، اور دانت اس کے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور مال اس کے پاس کچھ نہیں (جلاء العیون صــ ۵۸ فارسی)۔

مسئلہ نمبر ۴۳:-

حضرت فاطمہؓ کا شیطانی خواب اور آپ پر الزامات

باقر علی مجلسی نے ایک لمبے چوڑے خواب کی نسبت حضرت فاطمہؓ کی طرف کی ہے حضرت فاطمہؓ نے حضورؐ سے شکایت کی تو حضرت جبریل نے بتایا۔ یا حضرت فاطمہؓ کا خواب شیطان سے ہے جس کا نام دہار ہے اور وہ خوابہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خوابہائے پریشان ان کو دکھاتا ہے (جلاء العیون بلفظ اردو صــ ۱۶۵)۔

نوٹ:- اگر یہ خواب کا قصہ درست ہے تو حضرت فاطمہؓ کا معصوم ہونا عند الشیعہ باطل ہوا کیونکہ معصومین ایسے خوابوں سے معصوم ہوتے ہیں۔

شیعہ نے حضرت فاطمہؓ پر یہ گھناؤنا الزام بھی لگایا ہے کہ وہ اپنے جلیل القدر خاوند پر ناراض رہتی۔ نافرمانی کرتی، حق خدمت میں کوتاہی کرتی اور دربار رسالت میں شکائتیں لاتی تھیں۔ مجلسی زبان دراز لکھتے ہیں۔

۱۔ جناب صادقؒ سے روایت ہے کہ حق تعالےٰ نے حضرت رسولؐ کو وحی فرمائی کہ فاطمہؓ سے کہو علیؓ کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ جب وہ (علیؓ) غیظ و غضب میں آتا ہے میں اس کے غیظ و غضب سے۔ غیظ و غضب میں آتا ہوں (جلاء العیون صــ ۱۷۵ مترجم اردو کوثر بھریلوی)

۲۔ کشف الغمہ میں حضرت محمد باقرؒ سے روایت کی ہے ایک دن جناب فاطمہؓ نے جناب رسول خدا سے جناب امیر کی شکایت فرمائی کہ جو کچھ پیدا کرتے (کماتے) ہیں وہ فقراء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہ تم چاہتی ہو مجھے در باب برادر و ابن عم علی سے خشمناک کرد تحقیق کہ خشم علی میرا خشم اور میرا خشم خدا کا خشم ہے یہ سن کر جناب فاطمہؓ نے کہا میں غضب خدا و رسول سے پناہ مانگتی ہوں (جلاء العیون اردو صــ ۱۸۷)

۳۔ علل الشرائع اور بشارۃ المصطفیٰ میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ (حضرت علیؓ نے اپنی باندی سے وصل کیا حضرت فاطمہؓ ناراض ہو کر خدمت رسول میں شکایت کرنے چل پڑیں) جبریل از جانب خداوند جلیل نازل ہوئے اور کہا حق تعالےٰ آپ کو سلام فرماتا اور

ارشاد کرتا ہے اس وقت فاطمہؓ علیؓ کی شکایت کرنے آئی ہے تم حق علی میں فاطمہؓ کی کوئی
شکایت نہ قبول کرنا۔ جب جناب فاطمہ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں حضرت رسول
خدا نے فرمایا۔ فاطمہ! علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؓ نے کہا ہاں برب کعبہ حضرت
رسولؐ نے فرمایا علی کے پاس پھر جاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں، دبگو برغم انف خود راضیم
بانچہ کنی، اور کہو اپنی ناک کو زمین پر رگڑنے میں خوش ہوں آپ جو چاہیں کریں" (اس جملہ کا ترجمہ
خائن مترجم نے اڑا دیا) تب حضرت فاطمہؓ نے تین مرتبہ حضرت علیؓ سے اگر فرمایا میں تم
سے راضی ہوں (جلاء العیون ص ۱۸۸)۔

اہل سنت کے ہاں ان واقعات واتہامات کی کوئی حقیقت نہیں تاہم شیعہ کے
برحق واقعات ہیں۔ ان سے مشاجرات صحابہؓ کا الزامی جواب، ان بزرگوں کا غیر معصوم ہونا۔
اور مفروضہ قضیۂ فدک کا اسی قسم کی طبعی رنجش سے ہونا ثابت ہوگیا۔ لخت جگران فاطمہؓ
و علیؓ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما پر ایسے اتہامات اور ان منافق نما یہودیوں کا ان سے
بدترین سلوک تاریخی طویل داستان ہے اس رسالہ میں ذکر کی گنجائش نہیں (کچھ واقعات تحفہ
امامیہ میں ہم نقل کر چکے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۴۴- **شیخین دشمنی میں توہین اہل بیتؓ بھی کمال ہے؟**

۱۔ مشہور شیعہ عالم ابو منصور احمد طبرسی (اور مجلسی وغیرہ) لکھتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے قنفذ کو حضرت علیؓ کے ہاں بھیجا یہ لوگ بغیر اجازت حضرت
علیؓ کے گھر داخل ہو گئے۔ حضرت علیؓ اپنی تلوار کی طرف بڑھے مگر یہ لوگ اسے اٹھا چکے تھے
انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑ لیا گلے میں رسی ڈالی حضرت فاطمہؓ درمیان میں حائل ہوئیں تو
قنفذ نے انہیں بھی مارا پھر حضرت علیؓ کو گلے میں رسی ڈالے حضرت ابوبکرؓ کے پاس لائے
وہاں حضرت عمر خالد بن ولید ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور بہت سے لوگ جمع تھے، حضرت عمرؓ نے
علیؓ کو بہت جھڑکا اور بیعت کرنے کے لیے کہا۔

ثم تناول يد ابي بكر فبايعه (احتجاج طبرسی ص ۸۳-۸۴) پھر حضرت علیؓ

نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

نوٹ:۔ حضرت علیؓ کی بیعت صدیقی ایک حقیقت ہے شیعہ اسے اختیاری
مانیں تو مذہب ہاتھ سے جاتا ہے۔ لہذا اکراہ و تقیہ کی جعلی بات بنانے کے لیے حضرت علیؓ
کے گلے میں رسیاں ڈال رہے ہیں۔ جھڑکیاں کھلا رہے ہیں۔ سیدہ خاتون جنت کی بھی معاذ اللہ
پٹائی اور بے عزتی کرا رہے ہیں لیکن شیر خدا کو خود مختار بخوشی بیعت کرنے والا نہیں مان سکتے کیونکہ
توہین اہل بیت والا جعلی مذہب پسند ہے۔ عزت اہل بیتؓ اور خلافت صدیقؓ پسند
نہیں ہے۔ سے ریچھ کی دوستی سے خدا بچائے۔

۲۔ خاتم الکاذبین ملا باقر علی مجلسی تحریر فرماتے ہیں۔

وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک حضرت علیؓ میں رسیاں ڈال کر مسجد میں لے گئے
و بروایت دیگر جب دروازہ در دولت پر پہنچے اور جناب فاطمہؓ اندر آنے سے مانع ہوئیں اس
وقت قنفذ نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہؓ پر مارا کہ بازوے جناب
سیدہ کا مضروب ہو کر سوج گیا مگر پھر بھی جناب فاطمہؓ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور
ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؓ پہ گرا دیا جس نے
پسلیوں کو شکستہ کر دیا اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسن رکھا تھا
شہید کر دیا اور سیدہ نے بھی اسی صدمہ ضربت سے انتقال کیا...... پھر جناب امیر کو مسجد میں
لے گئے جفاکار و اشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے اور کوئی نصرت و مدد حضرت (علی مشکل کشا)
کی نہ کرتا تھا سلمان ابوذر و مقداد و عمار و بریدہ اسلمی روتے پیٹتے اور کہتے تھے الخ جلاء العیون
بلفظہ اردو ص ۲۰۶-۲۰۷)۔

۳۔ مسلمانانِ اہل سنت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چوتھا خلیفہ راشد اور تمام امور و اصلاحات
میں مصیب مانتے ہیں اور مخالفین کے الزامات سے آپ کی صفائی پیش کرتے ہیں لیکن شیعہ
حضرت علیؓ کو امور خلافت میں راشد اور برحق بالکل نہیں مانتے وہ کہتے ہیں آپ کی خلافت برائے
نام اور ظاہری تھی نہ قرآن و سنت کو نافذ کیا۔ نہ سابق خلفاء کے کتاب و سنت کے خلاف احکام
کو منسوخ و تبدیل کیا کیونکہ اگر آپ ایسا کرتے تو لشکر جدا ہو جاتا حکومت چھن جاتی چنانچہ کافی

کتاب الروضہ صـ۵۹ تا ۶۳ خطبہ درفتن وبدع میں ایسے نیک وبد ۳۵ کاموں کی فہرست ہے جن کو آپ نے ڈر کے مارے نہ نافذ کیا نہ ختم کیا تفصیل ہماری تحفہ امامیہ صـ۱۴۱-۱۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۶ ، امتِ رسولؐ کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۴۵۔

امت محمدیہ خنزیروں جیسی ہے اور ملعون ہے

جو شخص کسی گروہ سے تعلق رکھتا ہے اور اس گروہ کا کوئی پیشوا مانتا ہے وہ کبھی ایسی سخت بات نہیں کہہ سکتا۔ شیعہ چونکہ خود کو امت رسول سمجھتے ہی نہیں۔ وہ ملت جعفریہ اور شیعہ علیؓ کہلانے پر فخر کرتے ہیں اور نہ ہی آپؐ کی تعلیم اور نسبت کا کچھ لحاظ ہے اس لیے اس امت کو خنزیر خنزیر کہہ کر جگر کی آگ بجھاتے ہیں۔

سدیر صیرفی امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے۔

ھذہ الامۃ اشباہ الخنازیر فما تنکر ھذہ الامۃ الملعونۃ ان یفعل اللہ عزوجل بحجتہ فی وقت من الاوقات کما فعل بیوسف (اصول کافی صـ۳۳۶-۳۳۷ ج ۱)

یہ امت خنزیروں جیسی ہے .... نیز فرمایا یہ ملعون امت اس کا کیوں انکار کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ کسی وقت اپنی حجت کے ساتھ وہی سلوک کرے جو یوسف سے کیا تھا۔

مسئلہ نمبر ۴۶۔

غیر شیعہ کنجریوں کی اولاد ہیں (معاذاللہ)

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ان بعض اصحابنا یفترون ویقذفون (اے بالزنا) من خالفھم فقال لی الکف عنھم اجمل ثم قال واللہ یا ابا حمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا۔

(کافی کتاب الروضہ صـ۲۸۵ طبع ایران)

امام باقرؒ سے ابوحمزہ ثمالی نے پوچھا ہمارے کچھ شیعہ مخالفین (سنیوں) پر زنا کی تہمت تراشتے ہیں تو امام باقرؒ نے فرمایا ان سے زبان روکنا اچھی بات ہے پھر خود ہی (اپنی بات کے خلاف عمل کیا اور) فرمایا اے ابوحمزہ ہمارے شیعوں کے سوا سب مسلمان لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں معاذاللہ (اسی گالی پر ۸۰ درے حد قذف لگتی ہے)

مسئلہ نمبر ۴۷:۔

تمام سنی ناصبی اور کتے سے بدتر ہیں

۱- از حضرت صادق منقولست کہ غسل مکن در جائیکہ دراں جمع مے شود غسالہ حمام زیراکہ دراں غسالہ ولدزنا مے باشد وغسالہ ناصبی مے باشد وآں بدتر است از ولدالزنا بدرستیکہ حق تعالےٰ خلقے بدتر از سگ نیافریدہ است و ناصبی نزد خدا خوار تر است از سگ (حق الیقین صـ۵۱۶)۔

حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا ہے۔ کہ (شیعو!) وہاں غسل نہ کرو جہاں غسل کا پانی گرتا اور جمع ہوتا ہے کیونکہ وہاں ولدالزنا (حرامی) اور سنی کا دھوون ہوتا ہے اور سنی ولدالزنا سے بھی بدتر ہے یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے کوئی مخلوق کتے سے زیادہ بری پیدا نہیں کی اور سنی خدا کے ہاں کتے سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے ۲- شیعہ کی کتاب من لا یحضرہ الفقیہ۔ صـ۸ ج ۱ نجاست و طہارت کے باب میں ہے۔ یہودی، عیسائی ولدزنا اور کتے کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں۔ سب سے زیادہ پلید پانی سنی مسلمان کا جھوٹا ہے (معاذاللہ) ناصبی سنی کو کہتے ہیں۔

۳- ملا باقر علی مجلسی حق الیقین صـ۵۲۱ پر لکھتا ہے۔

"ابن ادریس نے کتاب سرائر میں محمد بن علی بن علیسی کی کتاب مسائل سے روایت کی ہے۔ کہ شیعوں نے امام علی نقی علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور پوچھا کہ آیا ہم ناصبی کی پہچان کرنے میں اس سے زیادہ کے محتاج ہیں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو امیر المومنین سے پہلے خلیفے و در عالی رتبہ سمجھتا ہو۔ اور ان کو خلیفہ برحق اعتقاد رکھتا ہو حضرت علی نقیؒ نے جواب

ہیں لکھا جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ ناصبی ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۸:۔

غیر شیعہ تمام مسلمان منافق اور کافر ہیں (معاذ اللہ)۔

جو شخص شہادتین کا اقرار کرے ضروریات دین اسلام میں سے کسی چیز کا بظاہر انکار نہ کرے اور ایسا فعل اس سے سرزد نہ ہو جو توہین کو متلازم ہو اگرچہ دل میں ان پر اعتقاد نہ رکھتا ہو اور تمام آئمہ کا اعتقاد نہ رکھتا ہو اور اس کا اظہار بھی نہ کرے اس ایمان کا فائدہ بنا برشہرت یہ ہے کہ اس کی جان و مال محفوظ ہوگا اس سے نکاح درست ہے وہ مسلمانوں کی میراث کا حق دار ہے اور بنا بر مشہور مسلمانوں کے احکام ظاہرہ اس پر جاری ہوں گے۔

اما در آخرت ہیچ بہرہ اسے نہ دارد وہیچ عمل از اعمال او مقبول نیست ومثل سائر کفار است بلکہ از بعضے از انہا بدتر است ومنافقاں نیز دریں ایمان داخل اند (حق الیقین ص ۵۳۷)

لیکن آخرت میں اسے کچھ بھی فائدہ نہیں اور اس کا کوئی عمل مقبول نہیں تمام کفار کی طرح ہے بلکہ بعض کافروں سے بھی بدتر ہے اور منافقین (زبان سے اقرار کرکے دل سے نہ ماننے والے) اس قسم میں داخل ہیں"۔

مسئلہ نمبر ۴۹:۔

شیعہ امامت تمام مسلمانوں کو کافر بناتی ہے

ابن بابویہ نے "رسالہ اعتقادیہ" میں کہا ہے جو شخص دعویٰ امامت کرے اور امام نہ ہو وہ ظالم و ملعون ہے (خلفاء راشدینؓ اور حضرت معاویہؓ پر حملہ ہے) اور جو شخص غیر امام کی امامت کا قائل ہو وہ بھی ظالم و ملعون ہے (تمام اہل سنت پر فتویٰ کفر ہے) اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے بعد علیؓ کو امام نہ مانے اس نے میری نبوت کا انکار کیا ہے اور جو کوئی میری نبوت کا انکار کرے اس نے خدائے پروردگار کا انکار کیا ہے۔ (حق الیقین ص ۵۱۸)۔

تو شیعوں کی طرح حضرت علیؓ کو امام بلافصل نہ ماننے والے سب مسلمان معاذ اللہ

خدا اور رسول کے منکر و کافر ہیں۔

مسئلہ نمبر ۵۰:۔

تمام مسلمان بدعتی کافر اور واجب القتل ہیں

"شیخ مفید نے کتاب المسائل میں کہا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کوئی ایک امام کا بھی انکار کرے۔ اور کسی ایک چیز کا انکار کرے جس میں خدا نے انکی اطاعت فرض کی ہے پس وہ کافر اور گمراہ ہے ہمیشہ جہنم کا حق دار ہے۔ دوسری جگہ (شیخ مفید نے) فرمایا ہے تمام شیعوں کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام بدعتی (اہل سنت کو شیعہ بدعتی مانتے ہیں) کافر ہیں اور امام پر لازم ہے کہ اقتدار پاکر ان سے توبہ کرائے اور دین حق کی طرف بلاکر حجت پوری کرے اگر وہ اپنے مذہب سے توبہ کرلیں اور راہ راست (شیعہ مذہب) پر آجائیں تو قبول کرے ورنہ ان کو قتل کردے اس لیے کہ وہ مرتد ہیں ایمان سے اور جو کوئی ان میں سے اسی (غیر شیعہ) مذہب پر مرجائے وہ جہنمی ہے (حق الیقین ص ۵۱۹)

نوٹ:۔ شیعہ کے امام خمینی نے اقتدار پاکر مسلم کشی کی پالیسی اسی لیے اپنا رکھی ہے۔ تہران میں ۱۰ لاکھ مسلمانوں کو مسجد تک بنانے کی اجازت اسی لیے نہیں ہے۔ مئی ۸۵ء میں لبنان میں متعین ایرانی عمل ملیشا نے یہودیوں اور عیسائیوں سے مل کر پی ایل او اور فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام اسی وجہ سے کیا کہ وہ یہودیوں سے بڑھ کر کافر ہیں۔ مارچ ۸۶ء میں ایرانی عمل ملیشیا نے صابرہ اور شتیلہ فلسطینی کیمپوں پر حسب سابق توپ خانوں اور ٹینکوں سے دوبارہ حملہ اسی لیے کیا۔ خمینی عراق و عربوں سے خوفناک جنگ اور مسلمانوں کی تباہی اسی لیے کر رہا ہے شام کا بعثی ڈکٹیٹر حافظ الاسد رافضی ۲۰، ہزار سے زائد دیندار اخوان المسلمین کو اسی جرم سنیت میں شہید کرچکا ہے ایرانی انقلاب کو وہ اسی اسلام کشی کی خاطر پاکستان و دیگر مسلم ممالک میں برآمد کرنا چاہتے ہیں۔ کاش ہمارے نا عاقبت اندیش صحافیوں، سیاست دانوں، حکام عوام اور باہم لڑنے والے سنی علماء کرام کو اپنے دین و قوم و ملک کے تحفظ کی فکر ہو جائے۔ تو وہ اس ہلاکو، چنگیز، اور تیمور کے جانشین فتنہ کا سدباب کریں۔

مسئلہ نمبر ۵۱:-

سنی مشرکین کی طرح ہیں

ودر کفر یکہ مقابل ایں ایمان است داخل اند جمیع فرق ارباب مذاہب باطلہ از کفار و منافقین و مشرکین و سنیان و سائر فرق شیعہ از زیدیہ و فطحیہ و وقفیہ و کسانیہ و ناؤسیہ و ہر کہ غیر شیعہ اثنا عشریہ است زیرا کہ ایشاں مخلد در جہنم اند (حق الیقین ص ۵۳۷)

اس (شیعی) ایمان کے بالمقابل کفر ہے اس میں تمام مذاہب باطلہ کے سب فرقے داخل ہیں جیسے عام کفار منافقین، مشرکین اور سنی مسلمان اور غیر اثنا عشری تمام شیعہ فرقے زیدیہ۔ فطحیہ وقفیہ، کیسانیہ ناؤسیہ (اسماعیلیہ آغاخانی وغیرہ) کیونکہ یہ سب لوگ دائمی جہنمی ہیں۔

اس سے پتہ چلا کہ اثنا عشری رافضی باقی سب شیعوں کو بھی کافر کہتے ہیں۔ اس لیے ان کی نمائندگی "فقہ جعفریہ" کے عنوان سے شریعت بل میں ہرگز نہ کی جائے۔ ورنہ فرقہ پرستی اور فسادات کا خطرہ ہے اور دیگر شیعہ فرقے بھی اپنی نمائندگی مانگیں گے۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ شریعت بل کی صرف قرآن و سنت اور اجماعی وہ اکثریتی فقہ اسلامی پر قوانین سازی کر کے اسے بطور واحد پبلک لاء نافذ کیا جائے۔ اور اقلیتی فرقوں کی صحیح مردم شماری کر کے ان کے عقائد و اعمال کا قرآن و سنت سے موازنہ کیا جائے۔ اگر وہ واقعی مسلمان ثابت ہوں تو ان کو عددی تناسب سے سیاسی معاشرتی اور مذہبی حقوق اپنی حدود و عبادت گاہوں میں دیئے جائیں۔ ورنہ قرآن و سنت کا فیصلہ اگر ان کے خلاف ہو تو ان کو اس کا پابند کر کے ذمی حقوق سے نوازا جائے۔ کہ وہ اسلام و ایمان اور شعائر اسلامی کا نام استعمال کیے بغیر اپنی مذہبی تعلیم و تبلیغ اپنی اولاد اور ہم مذہبوں کو دے سکیں۔ لیکن بر سر عام اور ذرائع ابلاغ سے ان کو کسی قسم کی تبلیغ کی اجازت نہ دی جائے۔

مسئلہ نمبر ۵۲:-

غیر شیعہ سادات بھی کتے سے بدتر ہیں

ہم سمجھتے تھے کہ شیعہ مذہب گو سرمایہ رسالت تمام صحابہ کرامؓ تمام نسبی اور سسرالی اقربا رسول اور پوری امت محمدیہ کا دشمن ہے لیکن آل علی اور سادات بنی فاطمہؓ کا تو دوست اور خیر خواہ ہے۔ لیکن جب ہم نے مستند کتب شیعہ دیکھیں تو رائے بدلنی پڑی کہ ان لوگوں کی محبت کی بنیاد نہ قرابت رسولؐ ہے نہ حضرت علیؓ و فاطمہؓ سے تعلق فرزندی ہے معیارِ محبت صرف تشیع اور بغض و غلو سے ملوث ناگفتہ بہ عقائد و اعمال ہیں کوئی چوڑا مراسی شیعہ بن کر سید کہلانے لگے وہ عزت کی نگاہوں سے دیکھا اور عقیدت کے ہاتھوں پر اٹھایا جائے گا۔ اور جو حقیقتہً سادات اور نسل رسول سے ہو مگر شیعہ نہ ہو "سگ زر حرامی" کہنے سے کمتر کوئی گالی اسے نہیں ملے گی۔

۱۔ ملا باقر علی مجلسی حق الیقین میں ارشاد فرماتے ہیں۔

معانی الاخبار میں معتبر سند سے منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے حمران شیعہ سے کہا اپنے اور لوگوں کے درمیان دین حق اور ولایت اہل بیت کی رسی تان دو ولایت اور امامت اہل بیت میں جو تیرے مذہب کا مخالف ہو وہ زندیق اور بے دین ہے۔ اگرچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی نسل ہو۔ مانند صحیح سند حسن کے ساتھ پھر فرمایا ہے کہ جو کوئی تمہاری مخالفت کرے اور ولایت کی رسی کاٹ دے اس سے تبرا اور بیزاری کرو۔ اگرچہ وہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی نسل سے ہو (حق الیقین ص ۵۲۲)

۲۔ عبداللہ بن مغیرہ نے ابوالحسن (علی رضا) سے پوچھا میرے دو پڑوسی ہیں ایک سنی ہے ایک زید بن علی بن حسینؓ کا پیروکار شیعہ (زیدی) ہے میں کس سے اچھا سلوک کروں فرمایا برائی میں وہ دونوں برابر ہیں۔ جس نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اس نے اسے پس پشت پھینک دیا۔ وہ تمام انبیاء اور مرسلین کا جھٹلانے والا ہے پھر فرمایا کہ سنی کی دشمنی تو تیرے ساتھ ہے اور زیدی کی دشمنی ہم اہل بیتؓ کے ساتھ ہے۔

(روضہ کافی ص ۲۳۵)

۳- قاضی نور اللہ شوستری نے سادات اہل سنت کے متعلق یہ رباعی لکھی ہے۔

اذا العلوی تابع ناصبیا — بمذھبه فما ھو من ابیه
وکان الکلب خیرا منه طبعا — لان الکلب طبع ابیه فیه

جب کوئی علوی سید مذہب سنی کا پیروکار ہو تو وہ اپنے باپ کا نہیں ہے اس سے تو کتا بھی فطرت میں بہتر ہے کیونکہ کتے میں اپنے باپ کا مزاج تو پایا جاتا ہے۔

۴- حضرت حسن بن حسن بن علیؓ کے متعلق جعفر صادق نے فرمایا۔ اگر حسن بن حسن بن علیؓ زنا کرتا شراب پیتا سود کھاتا اور مرجاتا تو اس سے بہتر تھا کہ وہ (سنی مذہب پر) فوت ہوا ہے (احتجاج طبرسی ص ۲۲۵ ج ۱)

مسئلہ نمبر ۵۳-

اہل مکہ کافر اور اہل مدینہ ستر گنا زیادہ پلید ہیں (معاذ اللہ)

۱- عن ابی عبد اللہ قال اھل الشام شر من اھل الروم و اھل المدینة شر من اھل مکة و اھل مکة یکفرون باللہ جھرة (اصول کافی ص ۴۰۶ ج ۲)

امام صادق نے فرمایا ہے کہ شامی مسلمان رومی عیسائیوں سے برے ہیں اور اہل مدینہ مکہ والوں سے برے ہیں اور مکے والے کھلے کافر منکر خدا ہیں (معاذ اللہ)

۲- عن احدھما علیھما السلام قال ان اھل مکة لیکفرون باللہ جھرة وان اھل المدینة اخبث من اھل مکة اخبث منھم سبعین ضعفا- ایضا-

ایک امام نے فرمایا ہے مکے والے کھلا خدا کا انکار کرتے ہیں اور مدینہ والے اہل مکہ سے زیادہ پلید ہیں ستر گناہ زیادہ پلید ہیں۔

۳- قال الصادق ان الروم کفروا ولم یعادونا وان اھل الشام کفروا وعادونا (اصول کافی ص ۴۱۰ ج ۲)

امام جعفر صادق نے فرمایا ہے رومی کافر ہیں ہمارے دشمن نہیں اور شامی (مسلمان) کافر ہیں اور ہمارے دشمن بھی۔

مراکز اہل اسلام کی خدمت میں "فقہ جعفری" کے یہ تکفیری ہدایا جات بہت قیمتی سامان ہے۔ مسلمان اس کا عوض ادا نہیں کر سکتے بہتر یہی ہے کہ یہ تکفیری ہدیئے خود ان پاکبازوں کو واپس کر دیئے جائیں، ارشاد نبوی ہے جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا کفر اسی پر لوٹا (کافی)

مسئلہ نمبر ۵۴

سنی واجب القتل ہیں امام مہدی سب سے پہلے سنیوں کو قتل کریں گے

امام باقرؒ نے فرمایا ہے۔ حق تعالٰے محمد را برائے رحمت فرستادہ است و قائم را برائے انتقام و عذاب خواہد فرستاد (حیات القلوب ص ۱۱۶ ج ۲)

کہ خدا نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نور رحمت کے طور پر بھیجا ہے اور ہمارے مہدی کو بدلہ لینے اور عذاب دینے کے لیے بھیجے گا۔

یہ انتقام و عذاب صرف اہل سنت پر ہوگا۔ ملا مجلسی ہی کہتے ہیں۔

چوں قائم ما ظاہر شود ابتداء بقتل سنیاں و علماء ایشاں پیش از کفار خواہد کرد (حق الیقین ص ۵۲۷)

جب ہمارا مہدی غار سے ظاہر ہوگا سب سے پہلے سنیوں کا اور ان کے علماء کا قتل عام کرے گا۔

چنانچہ خمینی اور اس کے ایجنٹ شام فلسطین ایران وعراق میں سنیوں کا قتل عام کر رہے ہیں لیکن پاکستان کا غافل ترین (بدھو) مسلمان یہاں بھی ایرانی انقلاب چاہتا ہے ایم آر ڈی اور پی پی پی میں شیعوں کو سر پر بٹھا رکھا ہے۔ اسمبلی نے فخر امام کو سپیکر بھی بنا دیا اور جب وہ اپنی حرکات کی وجہ سے معزول ہوا تو حکومت کا مخالف ہر طبقہ اسے سیاسی سربراہ بنانے کے خواب دیکھ رہا ہے (معاذ اللہ) حالانکہ ضلع جھنگ کی سنی اکثریت اس جوڑے کے اقتدار کی وجہ سے جو مصائب جھیل رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کاش ۹۵٪ سنی قوم اپنی سیاسی قوت بناتی اور خلفاء راشدینؓ کا نظام لانے والی لیڈر شپ کو منظم کرتی تو ہمیشہ کی مظلومی اور غلامی سے نجات پا جاتی۔ حقیقت ہے کہ شیعہ تمام سنیوں کو دشمن علی۔ اولاد زنا مانتے ہیں ان کی نماز تک کو زنا کہتے ہیں۔ عہد مغلیہ کا چیف جسٹس

نوراللہ شوستری اہل سنت کو یوں گالی دیتا ہے۔

بغض الولی علامۃ معروفۃ — کتبت علی جبہات اولاد الزنا

من لم یوال من الانام ولیہ — سیان عند اللہ صلی او زنا

(مجالس المومنین ص ۴۸۰ ج ۲ فارسی)

علی ولی سے بغض کی نشانی مشہور ہے جو حرامیوں کی پیشانی پر لکھی ہوتی ہے جو لوگ حضرت علیؓ کی ولایت (حسب عقیدہ شیعہ) کے قائل نہیں۔ خدا کے ہاں برابر ہے کہ وہ نماز پڑھیں یا زنا کریں (معاذاللہ)

۷۔ تصورِ اسلام کے متعلق شیعہ عقائد

نوٹ:۔ ان تمام مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ شیعہ توحید ورسالت، قرآن کی صداقت، امت مسلمہ کی ہدایت کسی چیز پر صحیح ایمان نہیں رکھتے بلکہ مسلمانوں کو ننگی گالیاں دیتے ہیں لیکن اسلام وایمان کے دعوے دار خوب بنتے ہیں۔ درج ذیل تصریحات سے معلوم ہوگا کہ بظاہر مسلم سوسائٹی میں رہنے اور تمام اسلامی مفادات حاصل کرنے اور مسلمانوں کو بہکانے کے لیے ظاہر اسلام کا ایک لیبل لگا رکھا ہے۔ ورنہ وہ کسی چیز کی حقانیت کے قائل نہیں۔ اسلام وایمان دراصل مسلمان کی ایک ہی متاع عزیز ہے۔ جو دونوں کو مانے وہ مسلمان ہے جو دونوں کا انکار کرے وہ کافر ہے جو ظاہر احکام اور کلمہ شہادتین کا اقرار کرے اور دل میں ان کو نہ مانتا ہو۔ وہ بھی کافر اور منافق ہے سورت منافقون ان کو کاذبون گویا کافر کہتی ہے۔ تغابن میں ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ ۔ (پ ۲۸) — خدا نے تم کو پیدا کیا تو کچھ کافر ہوئے کچھ مومن

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۔ (یونس ۱۰۶ پ۱۱) — موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو بشرطیکہ مسلمان بنو۔

یہاں اسلام وایمان کو یکجا مدار توکل اور ذریعہ نجات بتایا ہے پہلی آیت میں مومن کا تقابل کافر سے ہے معلوم ہوا کہ اسلام کی نظر میں صحیح مسلمان اور مومن ایک ہی ذات کے دو نام اور ایک کاغذ کے دو صفحے اور ایک تصویر کے دو پہلو ہیں، شیعوں نے یہاں دوہرا ظلم کیا ایک تو ارکان اسلام کو ظاہر داری کہہ دیا اور ایمان سے ان کو وابستہ نہ کیا۔ الگ تھلگ مومن کہلانے لگے باقی تمام مسلمانوں کو غیر مومن گویا کافر بنا دیا۔ دوم حقیقت ایمان صرف معرفت امام کو مانا اور امامیہ کہلا کر تمام مسلمانوں کو معاذاللہ بے ایمان اور کافر جاننے لگے۔

مسئلہ نمبر ۵

اسلام ظاہر داری کا نام ہے

امام صادقؒ سے ایک آدمی نے اسلام اور ایمان کا فرق پوچھا امام نے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں اسے کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا تو بھی امام نے ٹال دیا اور کہا مجھے گھر آکر ملنا چنانچہ گھر میں امام نے اسے تنہا یہ مسئلہ بتایا۔

فقال الاسلام هو الظاهر الذی علیه الناس شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریك له وان محمداً عبده ورسوله واقام الصلوٰة وایتاء الزكوٰة وحج البیت وصیام شهر رمضان فهذا الاسلام۔ وقال الایمان معرفة هذا الامر مع هذا فان اقر بها ولم یعرف هذا الامر كان مسلما كان ضالاً۔

اسلام وہ ظاہری بات ہے جس پر لوگ ہیں، خدا کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی حضرت محمد ﷺ کے بندۂ خدا اور رسول ہونے کی گواہی، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا یہ تو اسلام ہے اور ایمان یہ ہے

کہ تو امامت کو اس (سلسلہ اہل بیتؑ) کے ساتھ پہچانے۔ پس جس نے ظاہری اسلام کا اقرار و یقین کیا۔ اور امامت آئمہ کو نہ مانا پہچانا تو وہ مسلمان گمراہ ہوگا (جسے کافر کہا جاسکتا ہے) (اصول کافی ج۲)

پتہ چلا کہ توحید ورسالت اور ارکان اسلام کا اقرار و یقین ایمان نہیں ہے۔ ایمان صرف عقیدہ امامت کو کہتے ہیں۔

فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام تو ظاہری قول فعل کا نام ہے اور اسلامی جماعت میں شامل ہونے کا کسی ایک فرقہ کیساتھ ثبوت (الشافی ج۲ ص۲۹)۔

روایت بالا کی تشریح ملا باقر علی مجلسی نے یوں کی ہے۔

اسلام ہماں انقیاد و پیروی ظاہر است وتصدیق و اذعان قلبی دراں معتبر نیست۔

اسلام صرف ظاہری پیروی اور فرمانبرداری کا نام ہے دل سے تصدیق و یقین معتبر نہیں ہے (کافی فارسی ج۲ ص۴۵)

مسئلہ نمبر۵۶:۔

ثواب اسلام پر نہیں ایمان پر ملے گا

قال ابو عبد اللہ الاسلام یحقن بہ الدم وتؤدی بہ الامانۃ وتستحل بہ الفروج والثواب علی الایمان وفی روایۃ التالی قال الایمان اقرار وعمل والاسلام اقرار بلا عمل۔

امام صادقؑ نے فرمایا ہے اسلام کا فائدہ (صرف دنیا میں) یہ ہے کہ خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ امانتیں واپس مل جاتی ہیں۔ عورتوں سے نکاح حلال ہوتا ہے رہا ثواب اور نجات تو وہ صرف ایمان (عقیدہ امامت) پر ملے گا اصول کافی ج۲ ص۲۴۔

اگلی روایت میں ہے کہ ایمان اقرار و عمل کا نام ہے اور اسلام صرف اقرار بغیر عمل کا نام ہے۔

مسئلہ نمبر۵۷:

ارکان اسلام میں چھٹی ہے

۱۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں ان اللہ عزوجل فرض علی خلقہ خمسا فرخص فی اربع ولم یرخص فی واحدۃ۔

کہ اللہ نے مخلوق پر پانچ باتیں فرض کی ہیں، ۴ میں تو نہ کرنے کی چھٹی دی ہے لیکن ایک (عقیدہ امامت) میں چھٹی نہیں دی ہے۔

۲۔ ایک شخص نے امام صادق سے پوچھا کیا اسلام و ایمان واقعی دو مختلف چیزیں ہیں۔ فرمایا ایمان اسلام میں شریک ہے اور اسلام ایمان میں شریک نہیں۔ (یعنی مسلمان تصدیق قلبی نہ کرے نہ ارکان پر عمل کرے تب بھی دعویٰ اسلام کی وجہ سے مسلمان ہے) اصول کافی ج۲ ص۲۵۔

اگلی روایت میں ہے۔ ایمان دل کی تسکین کا نام ہے اور اسلام وہ ظاہری معاملہ ہے جس پر نکاح، وراثت، جان کی حفاظت ہوتی ہے۔ ایمان اسلام میں شریک ہے اسلام ایمان میں شریک نہیں ہے۔ ص۲۶ ج۲۔

ان تمام حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ اسلام عند الشیعہ کمتر چیز ہے۔ تسلیم اور عمل کی بھی ضرورت نہیں اگر تصدیق اور عمل ہو بھی تب بھی وہ مومن نہیں۔ کیونکہ اسلام ایمان کو اپنے ساتھ شریک نہیں کرسکتا یعنی مسلمان مومن نہیں ہوسکتا (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر۵۸

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض نہیں

ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا مجھے دین کی وہ باتیں بتلایئے جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں جن سے جاہل نہ رہنا چاہیئے۔ اور ان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہ ہو فرمایا پھر اعادہ کر اس نے پھر بیان کیا: فرمایا در گواہی دینا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے عبد و رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا، اسے جو وہاں تک پہنچ سکے اور ماہ رمضان

کا روزہ اس کے بعد آپ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر دوبارہ فرمایا۔ ولایت، پھر فرمایا یہ وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے (اصول کافی ج۲ ص۲۲ و ترجمہ شافی ص۳۴ ج۲)

۲۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ولایت اسلام اس شان سے کسی چیز کے ساتھ نہیں پکارا گیا جتنا ولایت کے ساتھ (الشافی ص۲۰ ج۲)

۳۔ اس روایت میں شہادتین کے اقرار کو بھی ارکان اسلام سے اڑا دیا ہے دوسری بلفظہ اسی روایت کے بعد یہ ہے کہ لوگوں نے ۴ باتیں لے لیں اور اس ولایت کو چھوڑ دیا (اصول کافی عربی ص۱۸ ج۲)

ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ عند الشیعہ ارکان اسلام کوئی ضروری اور فرض چیز نہیں ہے نہ ماننے اور عمل کرنے میں نجات و ثواب ہے نہ ترک پر کوئی گناہ اور مواخذہ ہے فریضہ خدا صرف اور صرف عقیدہ ولایت و امامت کو ماننا ہے جو مانے وہی مومن و مسلم۔ جو نہ مانے وہ بے ایمان و کافر گو باقی سب اسلام کا قائل و عامل ہو۔ لیجیے سارا قرآن و سنت اور دفتر شریعت عقیدہ امامت ایجاد کر لینے سے باطل اور منسوخ ہو گیا۔

اب شہادتین و ارکان کا اقرار صرف ظاہریت مفاد پرستی اور تقیہ و طمع سازی ہے تاکہ شیعہ کو انفرادی اور اجتماعی طور پر تحریر و تقریر اور مسلم سوسائٹی پر اثر انداز ہونے کے پورے حقوق اور مواقع حاصل رہیں۔ چنانچہ ایرانی عالم علی اکبر غفاری کافی فارسی ص۳۵ ج۲ پر فرماتے ہیں۔

شہادتین در جامعہ اسلامی بجائے ہماں برگ شناسنامہ یا بقول عربہا ورقہ جنسیہ است۔

شہادتین کی ادائیگی مسلم سوسائٹی میں رہنے کے لیے ایک شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس عنوان کے حوالہ نمبر۲ کی روایت کے آخر میں یہ بھی ہے۔

ھذا الذی فرض اللہ علی العباد ولا یسئل الرب العباد

امامت ہی خدا کا وہ فرض ہے جو اس نے بندوں پر فرض کیا ہے اب خدا

یوم القیامۃ (غیرہا)

بندوں سے قیامت کے دن اسکے سوا اور کسی بات کا نہ پوچھے گا۔

پھر محشی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ خدا امامت کے سوا ارکان اسلام میں سے کسی چیز کو نہ پوچھے گا۔ جیسے جو پانچ نمازیں پڑھے تو خدا نوافل کے متعلق نہ پوچھے گا اور جو زکوٰۃ واجبہ دے تو صدقات نافلہ سے نہ پوچھے گا (حاشیہ ص۲۲ ج۲ اصول کافی)

اس صراحت مع مثال سے معلوم ہوا کہ شہادتین، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ کوئی بھی عند الشیعہ فرض اور مسئول نہیں۔ صرف امامت ہی فرض اور رکن ہے۔ جس کا قیامت کے دن سوال ہوگا۔ شیعہ کتاب کشف الغمہ ص۵۳۹ پر ہے۔

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ پ۲۳ ۔ یعنی ان کو ٹھہرالو، ان سے حضرت علیؓ کی ولایت کے متعلق پوچھنا ہے۔

مسئلہ نمبر ۵۹:

شیعہ اہل اسلام سے جدا مذہب رکھتے ہیں

یہ بات محتاج حوالہ نہیں ہے کہ ظاہری لیبل کے طور پر شیعہ اسلام کے جن اعمال کے قائل ہیں وہ سب مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ چنانچہ کلمہ، آذان، نماز، زکوٰۃ، وقت روزہ، مناسک حج، جہاد، اتباع ہادی معصوم، علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ و اصول تاریخ و سیرت، سیاست معاشرت، تہواری رسوم وغیرہ ہر بات میں علیحدگی رکھتے ہیں۔ علیحدگی مانگتے ہیں، سکولوں کالجوں سے نصاب دینیات الگ کرایا اب "فقہ جعفری" کے نام سے الگ قانون چاہتے ہیں۔ زکوٰۃ و عشر کا انکار کر کے اور حدود آرڈی نینس کی مخالفت کر کے مسلمانوں سے جدا راہ اختیار کی ہے ۸۵-۸۶ء میں تمام مسلمانوں نے شریعت بل کے نفاذ و اجراء کا مطالبہ کیا تمام شیعوں نے ڈٹ کر مخالفت کی اور سوشلزم اپنانے کی دھمکی دی، خدارا انصاف سے کہیے ان کو ملت محمدیہ اور مسلمانوں کا حصہ کیسے تصور کیا جائے جب کہ وہ خود کو "ملت جعفریہ اور شیعان علی" کہتے ہیں اور "مسلمان کہلانے" پر کبھی فخر نہیں کر سکتے، کیونکہ حسب

تصریحات بالا شیعہ اسلام میں ایمان و نجات ہے ہی نہیں ۹۸٪ مسلمان کافر و منافق ہو سکتے ہیں بلکہ ہیں جو جنس ۹۸٪ خراب ہو وہ کون خریدے دریا برد کر دی جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۰، طینت۔

بد شیعہ جنتی اور نیک سنی دوزخی ہے (معاذ اللہ)

شیعہ کا عقل و نقل کے خلاف عجیب عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیعہ کیسا ہی بد اور بد عمل ہو بہر حال جنتی ہے اور غیر شیعہ کتنے ہی قرآن و سنت کے مطابق مومن اور نیک ہوں۔ وہ دوزخی ہیں (معاذ اللہ)

اس پر بہت سی روایتیں دال ہیں۔ صرف دو حاضر ہیں۔

۱۔ اصول کافی ص۴ ج۲، کتاب الایمان والکفر باب طینۃ المومن والکافر میں ہے۔

"عبد اللہ بن کیسان نے امام جعفر صادقؒ سے کہا میں آپ پر قربان جاؤں آپ کا غلام اور محب ہوں۔ میں پہاڑ میں پیدا ہوا، ایران کی سرزمین پر پرورش پائی تجارتی وغیرہ کاموں میں میں لوگوں سے ملتا رہتا ہوں، میں بہت سے لوگوں سے ملتا ہوں، تو ان کو اہل خیر نیک چال، خوش خلق، کثیر الامانت پاتا ہوں پھر میں (شیعہ ہونے کی وجہ سے) ٹوہ لگاتا ہوں تو تمہاری دشمنی پاتا ہوں اور کچھ ایسے لوگوں سے ملتا ہوں، جو بد خلق، بے امانت، فسادی، فاسق اور خبیث (محشی نے زعارہ کا ترجمہ یہی کیا ہے) ہوتے ہیں جب ان کی تفتیش کرتا ہوں تو ان کو آپ کا شیعہ اور دوست پاتا ہوں تو اتنا فرق کیوں ہے؟ تو امام نے فرمایا اے ابن کیسان تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے ایک مٹی جنت سے لی اور ایک مٹی دوزخ سے لی۔ پھر دونوں کو رلا ملا دیا پھر اس کو اس سے اور اس کو اس سے جدا کیا تو جو کچھ ان سنیوں میں تو نے امانت خوش خلقی اور نیکوں کی شکل اور روش دیکھی تو وہ جنت کی مٹی لگنے کی وجہ سے ہے پھر وہ اصل پیدائش (دوزخ) میں لوٹ جائیں گے۔ اور جو کچھ ان شیعوں میں تو نے بے ایمانی بد خلقی اور فسق و فساد اور پلیدی دیکھی ہے۔ وہ دوزخ کی مٹی لگنے کی وجہ سے ہے پھر وہ اصل پیدائش (جنت) کی طرف چلے جائیں گے۔

۲۔ ابو یعفور کہتا ہے میں نے جعفر صادقؒ سے کہا۔ میں لوگوں میں گھلا ملا رہتا ہوں میرا تعجب ان لوگوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے جو تمہاری ولایت نہیں مانتے اور فلاں فلاں (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ) کو خلیفے مانتے ہیں۔ ان میں بڑی امانت سچائی اور وفاداری کی عادات ہیں۔ اور جو لوگ آپ لوگوں کو خلیفے اور امام مانتے ہیں ان میں امانت اور وفاداری اور سچائی بالکل نہیں ہے؟

امام صادق نے (یہ سنا) تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور غضب ناک میری طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا۔

لا دین لمن دان اللہ بولایۃ امام لیس من اللہ ولا عتب علی من دان بولایۃ امام من اللہ	جو خدا کے نہ بنائے ہوئے امام سے محبت کر کے خدا کے دین پر چلے اس کا دین کوئی منظور نہیں۔ اور جو خدا کے بنائے ہوئے امام سے محبت کر کے کسی دین پر چلے اس پر کوئی گرفت نہیں۔
(اصول کافی کتاب الحجہ ص۲۳۷ ج۱ طبع لکھنؤ)	

اس عقیدہ نے خدا کے عدل و انصاف، علم و خلق میں کمال اور جزاء اعمال کو ختم کر دیا (معاذ اللہ)۔

مسئلہ نمبر ۶۱:-

عزاداری جنت واجب کرتی ہے

شیعہ کے ادیب اعظم ظفر حسن "عقائد الشیعہ" میں لکھتے ہیں۔

عزاداری امام مظلوم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام شیعوں کی رگ حیات ہے اور ان کے (خود ساختہ) مذہب کی حقانیت کا بہترین ثبوت وہ اپنی جان و مال و آبرو ہر شے عزاداری کو برقرار رکھنے کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار رہے ہیں اور بڑی قربانیاں دینے کے بعد انہوں نے اس کو قائم کیا ہے (واقعی مذہب شیعہ یہی ہے لیکن حضرت رسولؐ اور اہل بیت کے دین کے لیے نہ کچھ قربان کیا نہ اسے قائم کیا) وہ عزاداری سے متعلق ہر شے کو مقدس و متبرک جانتے ہیں (اگر وہ تعلیمات اہلبیتؑ

کے مطابق کفر و شرک اور بدعت و بت پرستی ثابت ہوں)

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ غم حسین ہیں جو بندہ روئے یا رلائے یا رونے والوں کی سی صورت بنائے تو جنت اس پر واجب ہے (عقائد الشیعہ عقیدہ نمبر ۴۷ ص ۱۰۸ طبع کراچی)

جلاء العیون ص ۳۰۷ پر ہے "حضرت (صادق) نے فرمایا جو شخص امام حسین کے مرثیہ میں ایک شعر پڑھے اور روئے اور دوسرے کو رلائے حق تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کرتے ہیں اور اس کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔ بروایت دیگر اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (قمی و جلاء العیون ص ۶)

یہی وہ سستا سودا ہے کہ عشرہ محرم میں تمام شرابی بدکار، جوئے باز، فلم بین و فلم ساز (جرائم پیشہ) اپنے اڈے بند کر کے اپنے جیسے فاسق ذاکر و مجتہد سے گناہ بخشوانے اور جنت کا ٹکٹ لینے آجاتے ہیں۔ پھر دس دن کے بعد دراصل گناہوں کے اس نئے لائسنس سے سال بھر خوب گناہ کرتے ہیں دین خدا سے عزاداری کے نام پر اس سے بڑا مذاق کیا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۲:-

شیعہ خدا کے نور سے پیدا ہوئے وہ شفیع المذنبین ہیں

۱۔ ابو بصیر جس کے منہ میں کتے پیشاب کرتے ہیں (رجال کشی ص ۱۱۵) وہ امام صادق پر یوں افتراء باندھتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

شیعتنا من نور اللہ خلقوا	(ہماری طرح) ہمارے شیعہ بھی خدا کے
والیہ یعودون واللہ انکم	نور سے پیدا ہوئے اسی کی طرف لوٹیں
الملحقون بنا یوم القیامۃ	گے اللہ کی قسم (اے شیعو) تم قیامت
وانا نشفع فنشفع وواللہ انکم	کے دن ہمارے ساتھ ہو گئے بخدا
تشفعون فتشفعون (علل الشرائع	ہم شفاعت کریں گے تو منظور ہو گی

سلہ کشف الحقائق ص ۴۲۸

للشیخ الصدوق)	خدا کی قسم تم بھی شفاعت کرو گے تو تمہاری شفاعت بھی منظور ہو گی۔

۲۔ باقر علی مجلسی نے ابن بابویہ کے حوالہ سے ایک ایک شیعہ کا ستر ہزار پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا شفیع اور مقبول الشفاعت ہونا لکھا ہے (حق الیقین و کشف الحقائق ص ۴۳۲) غلو کا کیا ٹھکانہ، حضرت آدمؑ اپنی اولاد انبیاء کرام علیہم السلام سمیت مٹی سے پیدا ہوئے تھے خیر سے یہ غیر انسانی شیعہ مخلوق خدا کے نور سے پیدا ہو کر اپنے اماموں کے ساتھ مل کر برابر درجہ میں ہو گئی اور حضورؐ کا تاج شفاعت چھین کر اپنے سر پر سجا لیا۔ کہ ایک ایک شیعہ ۷۰ ہزار گناہگاروں کی شفاعت کر رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ شفاعت کریں گے کس کی؟ خود تو مغفور اور جنتی ہیں۔ ان کا کوئی سنی رشتہ دار یا دوست شفاعت کے قابل نہیں۔ امام جعفرؒ سے منقول ہے کہ مومن اپنے دوست کی شفاعت کرے گا لیکن اگر وہ ناصبی ہوا تو منظور نہ ہو گی کیونکہ اگر ناصبی سنی کے لیے تمام پیغمبر اور مقرب فرشتے سفارش کریں گے تو بھی قبول نہ ہو گی (حق الیقین ص ۱۳۸ ج ۲ از علامہ شبر شاہ)

مسئلہ ۶۳:

مذہب شیعہ کے ۹/۱۰ حصے چھپانا واجب ہے

مذہب شیعہ اس قدر خرافات اور واہیات کا مجموعہ ہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس میں اتنا زہر اگلا گیا ہے کہ اس کا اظہار کسی صورت میں مناسب نہیں۔ خود اماموں نے شیعہ کو یہ تعلیم دی ہے کہ ۹/۱۰ حصے مذہب کفر کو چھپاتے رکھو صرف دسواں حصہ اسلامی اعمال منافقانہ ظاہر کرتے رہو تاکہ لوگ تمہیں مسلمان سمجھیں اور تکلیف نہ پہنچائیں مشتے نمونہ از خروارے چند جعفری حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ان تسعۃ اعشار الدین	دین کے ۹/۱۰ حصے چھپانے واجب ہیں
فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ	جو شخص تقیہ نہ کرے وہ بے دین اور
لہ (اصول کافی ص ۲۱۷ ج ۲)	لا مذہب ہے۔
۲۔ اتقوا علی دینکم فاحجبوہ	اپنے دین کو (لوگوں سے) بچاؤ اور

بالتقیۃ فانہ لاایمان لمن لاتقیۃ لہ - ایضاً ص۲۱۸	تقیہ کے پردے میں چھپا دو کیوں کہ تقیہ نہ کرنے والا بے ایمان ہے ۔

مسئلہ نمبر ۶۴-

شیعہ مذہب ظاہر کرنیوالا ذلیل ہے

۱- امام جعفر نے فرمایا یا سلیمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذا عہ اذلہ اللہ اصول کافی ج۲ باب الکتمان	اے سلیمان تم جس دین (شیعہ) پر ہو جو اسے چھپائے گا۔ خدا اسے عزت دے گا اور جو پھیلائے گا خدا اسے ذلیل کرے گا (ایران کی مثال واضح ہے)

۲- اے معلیٰ ہماری امامت چھپاؤ ظاہر نہ کرو کیونکہ جو اسے چھپائے گا اور شائع نہ کرے گا اسے خدا دنیا میں عزت دے گا آخرت میں نورانی آنکھوں کے ذریعے جنت تک پہنچائے گا۔ اے معلیٰ جو امامیہ مذہب ظاہر کرے گا۔ چھپائے گا نہیں خدا اسے ذلیل کرے گا آخرت میں بینائی سلب کر کے اندھیرے دوزخ میں پھینکے گا تقیہ ہی میرا دین ہے اور میرے باپ دادے کا مذہب تھا جو تقیہ نہ کرے بیدین ہے اے معلیٰ خدا کو پسند ہے کہ (شیعہ) اس کی پوشیدہ عبادت کریں جیسے اسے یہ پسند ہے کہ (باقی مسلمان) اس کی اعلانیہ عبادت کریں، اے معلیٰ ہمارے مذہب کو پھیلانے والا گویا منکر ہے (ایضاً ص۲۲۴ ج ۲)

مسئلہ نمبر ۶۵-

عقیدہ امامت ناقابل تبلیغ راز ہے

امام باقرؒ نے فرمایا خدا کا حضرت علیؓ و آئمہ کو امام بنانا ایک راز تھا جو صرف حضرت جبریل کو پوشیدہ بتایا تھا۔ حضرت جبریلؑ نے صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا حضرت رسولؐ نے صرف حضرت علیؓ کو بتایا تھا (یعنی جبریئل رسول اللہ اور علیؓ کے سوا کسی فرشتے، پیغمبر اور صحابی و اہل بیت کو اس کا پتہ تک نہ دیا گیا) حضرت علیؓ نے یہ راز ان کو بتایا جن کو خدا نے چاہا (یعنی حضرت حسنؓ

و حسینؓ) پھر تم اس کو مشہور کر رہے ہو کون ہے جس نے سن کر ایک حرف بھی بچایا ہو۔ (ایضاً ص۲۲۴) یہ ڈانٹ مختار ثقفی کے پیروکاروں کو ہے جنہوں نے شیعہ کہلا کر گلی کوچوں اور بستیوں میں امامیہ مذہب پھیلانا شروع کر دیا پر امام صادقؒ نے ان کی مذمت فرمائی (ص۲۲۳) تعجب ہے شیعہ آج بھی مختاری ہیں جعفری ہرگز نہیں۔

۲- امام جعفر صادق نے فرمایا ہمارا عقیدہ امامت پوشیدہ بات ہے۔ خدا و رسول آئمہ کی طرف سے شیعہ لوگوں کو پابند معاہدہ کیا گیا ہے کہ وہ اسے غیروں سے چھپا کر رکھیں جو اسے ظاہر کرے گا خدا اسے ذلیل کرے گا (اصول کافی ص۲۲۶ ج۲ مع حاشیہ)

مسئلہ نمبر ۶۶-

ظہور مہدی تک شیعہ مذہب چھپانا امامیہ پر فرض ہے

بہت سی حدیثیں اس پر دال ہیں کہ مذہب چھپا کر رہنے اور ضمیر کے خلاف بات کرنے (جھوٹ بولنے) کا یہ تقیہ امام مہدی کے آنے تک واجب ہے۔ جو ان سے پہلے کسی عنوان سے مذہب شیعہ کی تشہیر کرے۔ وہ فتویٰ امام میں سے بے دین بے ایمان، تارک مذہب اور بقول شیخ صدوق خدا اور رسول اور امامیہ دین سے خارج ہے (اعتقادیہ شیخ صدوق) امام صادق نے فرمایا ہے کلما تقارب ھٰذا الامر کان اشد للتقیۃ۔ جوں جوں یہ معاملہ (خروج قائم حاشیہ) نزدیک آئے گا۔ تقیہ شدید کرنا ہوگا (اصول کافی ص۲۲۰ ج۲)۔

کاش مسلم کش ایرانی اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ والے پاکستانی یہ ناجائز تبلیغِ تشیع چھوڑ کر مسلمان ہوتے امام کو نہ جھٹلاتے ؟

۸ر آخرت اور جزا سزا کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۶۷

قیامت سے پہلے ایک اور قیامت رجعت ہو گی

شیعوں کا عقل ونقل کے خلاف ایک عجیب عقیدہ یہ بھی ہے کہ اصل قیامت سے پہلے دوبارہ خدا رسول اللہ کو بھیجے گا اور آلِ محمد کے تمام ظالموں کو بھی زندہ کرے گا۔ اور امام مہدی غار سے باہر تشریف لے آئیں گے۔ وہ ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی لاش مبارک نکال کر حد لگانا اور بقول شیعہ فاطمہ رضؓ کا بدلہ لینا وغیرہ ھفوات کچھ ہم پیش کر چکے ہیں اور کچھ تفصیل آپ درج ذیل روایت میں دیکھیں۔

بعد از سہ روز امر فرماید کہ دیوار بشگافند ہر دو را از قبر بیروں آورند پس ہر دو را بابدن تازہ بدر آورد بہماں صورت کہ داشتند پس بفرماید کہ کفنہا را از ایشاں بدر آورند و بکشائند و ایشاں را بحلق کشند بر درخت خشکے۔

(حق الیقین مجلسی ص ۳۶۱ ج ۲ در اثبات رجعت)

قائم مہدی جب مدینہ آئے گا تو حکم دے گا کہ روضۂ اقدس کی دیوار ڈھا دو دونوں (ابوبکر و عمر رضؓ) کو قبر سے نکالو پس وہ دونوں کو انہی تازہ بدنوں کے ساتھ باہر نکالیں گے جیسے ان کو صحابہؓ نے قبر میں رکھا تھا (سبحان اللہ) پھر قائم مہدی حکم دے گا ان کے کفن پھاڑو باہر نکالو اور خشک درخت پر لٹکا دو (قدرت خدا سے وہ درخت ہرا ہو جائے گا)

سید ظفر حسن عقائد الشیعہ ص ۵۶ عقیدہ رجعت کے تحت لکھتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ قیامت صغریٰ میں جو قیامت کبریٰ سے پہلے ہو گی کچھ لوگ زندہ کیے جائیں گے یہ زمانہ حضرت حجت کے ظہور کا ہو گا جن لوگوں نے آلِ رسول پر ظلم کیا ہو گا ان سے بدلہ لیا جائے گا۔

پھر اس پر کچھ آیات سے استدلال کیا ہے۔ حالانکہ وہ سب قیامت سے متعلق ہیں۔ یا حضرت موسےٰ وعیسےٰ؈ کے معجزات ہیں۔ شیعہ نے یہ من گھڑت عقیدہ صرف شیخین اور صحابہؓ دشمنی میں تراشا ہے۔ گویا خدا قیامت کے دن قادر نہیں کہ ظالموں سے بدلہ لے اس لیے قائم مہدی نئی قیامت برپا کریں گے اور روضہ اقدس ڈھاتے اور دائمی ساتھیوں کو نکالتے وقت ان کو رسول اللہ کا بھی ذرا شرم ولحاظ نہ آئے گا۔

مسئلہ نمبر ۶۸

امام مہدیؒ غار میں ہیں جب وہ نکلیں گے تو ۳۱۳ مومنوں کے علاوہ تمام سابق پیغمبران کی امداد کریں گے

شیعوں کا یہ دیو مالائی الف لیلی کی سی کہانی والا بنیادی عقیدہ ہے کہ قائم مہدی ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے جعفر کذاب چچا کے خوف سے قرآن اور آلات امامت تابوت سکینہ عصا موسےٰ وغیرہ لے کر ۵ سال کی عمر میں سر من رای کی غار (عراق) میں چھپ گئے تا ہنوز زندہ اور غائب ہیں، قرب قیامت میں تشریف لاکر دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

۱۔ سب سے پہلے جبریل امین بحکم رب العالمین حضرت (قائم مہدی) کی بیعت کریں گے ان کے بعد تین سو تیرہ شیعان اہل بیت بیعت کریں گے چند روز حضرت توقف فرمائیں گے یہاں تک کہ ۱۰ ہزار آدمی حضرت کی بیعت میں آجائیں گے۔

(عقائد الشیعہ ظفر حسن ص ۵۸)۔

۲۔ منتخب البصائر میں امام باقر سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔

ولیبعثنھم اللہ احیاء من آدم الی محمد کل نبی مرسل یضربون بین یدی بالسیف الی ان یلبون زمرۃ بالتلبیۃ وقد شھروا سیوفھم علی عواتقھم

حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک خدا تمام پیغمبروں کو زندہ کر اٹھائے گا وہ امام مہدی کی نصرت کے لیے آپ کے سامنے تلبیہ پڑھتے ہوئے تلواریں کندھوں پر لٹکائے کافروں اور

لیضربون بہا ھام الکفرۃ و جبابرتھم۔ اور جابروں کی کھوپڑیوں پر ماریں گے۔

(حق الیقین ص۶ ج۲ بحث رجعت)

تبصرہ یہ سارا ڈرامہ اس لیے بنایا ہے کہ ہزاروں برس سے ۳۱۳ مومنوں کی انتظار میں غار میں چھپے رہنے کے بعد جب قائم مہدی باہر تشریف لائیں گے۔ تو ان ۳۱۳ سے بھی معرکہ سر نہ ہو سکے گا۔ لامحالہ خدا حضرت جبریل اور سوا لاکھ سابق پیغمبروں کو بھیج کر ننگے مہدی (حق الیقین ص۳۴۷ ج۲) کی بیعت کرا کر کفار سے لڑائے گا۔ اور کفر و ظلم کا خاتمہ ہو گا لیکن پتہ نہیں اس دور کے کروڑوں دعویدار شیعہ محروم الایمان ہوں گے اور کفار بن کر خود امام مہدی سے لڑیں گے جیسے ہر دور میں اپنے امام سے لڑتے رہے۔ یا کسی آسمانی آفت سے ختم ہوں گے۔ کیونکہ اصحاب مہدی میں ۳۱۳ مومنوں سے زیادہ کا ذکر کسی صحیح روایت میں نہیں۔ کافی ص۳۷ ج۱ میں ہے کہ قائم کے ساتھ نفر لیسر چند آدمی ہوں گے۔ ایک بڑی خلقت امتحان اور چھانٹی میں سے نکل جائے گی۔ ظفر حسن نے ۱۰ ہزار کا دعویٰ غلط کیا ہے[1] لیکن بقول خود موجودہ اکروڑ شیعوں کے مومن نہ ہونے پر اتنی بات بھی کافی ہے

نوٹ:۔ زندہ مہدی در غار" کا یہ شیعہ عقیدہ بالکل خلاف اسلام ہے قرآن و سنت سے کوئی دلیل اس پر نہیں، البتہ سنی مسلمانوں کے عقیدہ میں ایک بزرگ حضرت محمد بن عبداللہ از اولاد حسن مجتبیٰؓ قرب قیامت میں پیدا ہو کر بڑے ہونگے پھر جب پہچانے جائیں گے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تشریف آوری ہو گی۔ دجال اور یہودیوں کا خاتمہ ہو گا۔ ان کی پیش گوئی ہماری احادیث میں ہے۔ ان کو مہدی کا لقب دیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر ۶۹:۔

روز قیامت کی جزا سزا سے شیعہ بے فکر ہیں

قرآن کریم آخرت کی سزا و گرفت سے ہر کسی کو ڈراتا ہے قیامت کی غرض ہی لِتُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى طٰهٰ (تاکہ ہر جی اپنی اچھی بری کمائی کا بدلہ پالے) بتلائی ہے۔ سورت معارج میں مومنین کاملین اور نمازیوں کی صفتیں یہ بیان فرمائی ہیں۔

"وہ بدلے کے دن کی تصدیق کرتے ہیں اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں یقیناً ان کے رب کا عذاب بے فکر کرنے والا نہیں"

قرآن کے برخلاف شیعہ عقیدہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ امام صادق سے صفوان بن مہران جمال نے کہا۔ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں ہمارے شیعہ جنتی ہیں" حالانکہ شیعہ میں بہت سے لوگ وہ ہیں جو بڑے گناہ کرتے ہیں اور بے حیائی (زنا) کے مرتکب ہوتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور دنیا میں ہر قسم کی لذتیں اڑاتے ہیں تو امام نے فرمایا نعم ھم اھل الجنۃ ہاں شیعہ جنتی ہیں۔ ہمارا شیعہ بیماری، قرض، موذی پڑوسی، بری بیوی سے مبتلا ہونے کی وجہ سے گناہوں سے پاک ہو کر مرتا ہے۔ میں نے کہا بندوں کے حقوق اور مظالم کا حساب تو یقینی ہے۔ فرمایا خدا نے مخلوق کا حساب قیامت کے دن محمدؐ و علیؓ کے حوالے کر دیا ہے تو ہمارے شیعوں کے باہمی گناہوں کو وہ خمس سے بدلوا دیں گے اور جو حقوق اللہ ہوں گے وہ بخش دیں گے یہاں تک ہمارا کوئی شیعہ آگ میں داخل نہ ہو گا (مجالس المومنین شوشتری ص۳۹۱ ج۱۔ ترجمہ صفوان جمال)

۲۔ امام جعفرؒ کے سامنے سید اسماعیل حمیری شاعر کا بار بار ذکر ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے حضرت نے فرمایا اس پر خدا کی رحمت ہو۔ خدا کے سامنے محب علی کے گناہوں کو بخشنا کیا مشکل کام ہے؟ (مجالس المومنین ص۵۱۴ ج۲)

مسئلہ نمبر ۷۰:۔

مسیحی کفارہ کی طرح امام رضا نے شیعوں کی جان بچائی

عن ابی الحسن علیہ السلام	امام ابو الحسن نے فرمایا اللہ شیعوں پر
قال ان اللہ غضب علی الشیعۃ	(قتل حسین کرنے اور کبائر کا مرتکب ہونے
فخیرنی نفسی اوھم فوقیتھم	کی وجہ سے) غضب ناک ہوا پس مجھے

[1] یہ بھی قرآن کا انکار ہے خدا فرماتا ہے۔ یہ ہمارے پاس لوٹیں گے ہم ہی انکا حساب لیں گے (غاشیہ پ۳۰)

والله بنفسی - (اصول کافی ج ا کتاب الحجۃ ص۱۵۹ طبع لکھنو۔

اختیار دیا کہ یا تو میں اپنی جان دے دوں یا شیعہ ہلاک کر دیئے جائیں گے

اللہ کی قسم اب میں نے اپنی جان دے کر ان کو بچایا ہے۔

سبحان اللہ کرے کوئی، بھرے کوئی۔ خدا شیعوں کے جرم میں ان کے امام کو ہلاک کر رہا ہے آخر اس میں اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ (کہ یسوع مسیح نے سولی پاکر تمام عیسائیوں کو بخشوا دیا) میں کیا فرق ہے ؟

مسئلہ نمبر ۷۱:۔

ایک بدکار شیعہ کے بدلے ایک لاکھ سنی جہنم میں جائینگے

واتقوا یوماً لا تجزی الایہ کی تفسیر میں امام صادقؒ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائے گا جس نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے مگر ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی اور اس کا ایک لاکھ ناصبیوں (ناصبی وہ سنی ہے جو حضرت علیؓ پر خلفاء ثلاثہ کو فضیلت دیتا ہے (مجالس المومنین ص۳۸۲ ج ا) کے مابین کھڑا کیا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں (ضمیمہ ترجمہ مقبول پ ا بحوالہ کشف الحقائق ص۶۵)

۹۔ حقیقتِ تشیع کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۷۲:۔

قرآن میں شیعہ اماموں کا نام تک نہیں

عالم اسلام کا بدترین دشمن سفاح خمینی قائد انقلاب ایران سوال جواب بنا کر لکھتا ہے۔

سوال : جب امامت کا عقیدہ دین کا بنیادی عقیدہ ہے اور حضرت علی اللہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں تو خدا نے قرآن میں ان کا نام کیوں ذکر نہ کیا تاکہ جھگڑا ہی نہ رہتا (کشف الاسرار ص۱۱۲)۔

جوابؐ (از خمینی) اگر قرآن میں امام کا نام ذکر ہوتا تو بھی وہ لوگ (ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) جو سالہا سال تک حکومت کی لالچ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکے ہوئے تھے (کیا دین پر ایمان و استقامت نے ان کو خلافت کا اہل بنا دیا تھا ؟) ان سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ قرآنی ارشاد پر اپنی کرتوتوں سے باز آتے بلکہ ہر ممکنہ حیلے سے اپنے لیے مقصد برآری کے راستے نکالتے اس صورت میں تو مسلمانوں کے درمیان ایسے شدید اختلاف کا امکان تھا کہ اسلام کی پوری عمارت ہی منہدم ہو جاتی اس لیے کہ وہ لوگ جب یہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے ان کا کام نہیں چلتا تو اسلام کے خلاف ایک جماعت بنا دیتے (کشف الاسرار ص۱۱۳)۔

(معلوم ہوا کہ قرآن میں علیؓ کا نام نہ ہونے کی یہ برکت ہے کہ مسلمانوں میں شدید اختلاف نہیں ہے۔ اسلام کی عمارت مضبوط قائم ہے اسلام کے خلاف صحابہؓ نے کوئی جماعت نہ بنائی اور اسلام نے ہی ان کے کاموں کو چلایا اور مقاصد میں کامیاب کیا۔ دشمن کی گواہی سب سے بڑی شہادت ہے)

جواب۲ :۔ اگر قرآن میں امام کا نام ذکر ہوتا تو وہ لوگ جن کو محض دنیا و ریاست ہی کی خاطر قرآن و اسلام سے سروکار تھا۔ اور قرآن کو اپنی فاسد نیتوں کی تکمیل کا ذریعہ بنایا تھا۔ ایسے لوگ قرآن سے وہ آیت جس میں حضرت علیؓ کا نام ہوتا ہی نکال دیتے اور کتاب آسمانی میں تحریف کر دیتے (کشف الاسرار ص۱۱۴)۔

خمینی کی حق گوئی سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام کو قرآن و اسلام سے پورا سروکار تھا۔ کتاب آسمانی میں کسی قسم کی تحریف نہیں کی نہ کوئی آیت نکالی۔ وہ قرآن و اسلام کے پورے مبلغ تھے ہاں ۱۴۰۰ سو سال بعد خمینی کو ان کی بد نیتی اور دنیا و ریاست کی محبت کا علم ہو گیا۔ کیونکہ چور دوسروں کو چور ہی جانتا ہے (معاذ اللہ)

مسئلہ نمبر ۷۳:۔

آئمہ معصومین اپنے شیعوں میں اختلاف ڈالتے تھے

۱۔ اصول کافی ج۲ ص۶۷ طبع ایران میں ہے زرارہ کہتا ہے میں نے امام باقرؒ سے

ایک مسئلہ پوچھا مجھ کو انہوں نے ایک جواب دیا پھر ایک اور شخص نے آکر یہی مسئلہ پوچھا اس کو میرے جواب کیخلاف جواب دیا پھر تیسرے شخص نے آکر وہی مسئلہ پوچھا۔ امام نے اس کو ہم دونوں کیخلاف جواب دیا جب وہ دونوں چلے گئے میں نے کہا اے فرزند رسول اللہ! یہ دونوں شخص عراقی اور آپ کے شیعے ہیں۔ دونوں تم سے ایک ہی مسئلہ پوچھنے آئے تم نے ایک کو کچھ جواب دیا دوسرے کو اس کے خلاف جواب دیا۔ تو فرمایا اے زرارہ! یہی اختلاف سازی ہمارے اور تمہارے لیے بہتر ہے اور اس میں ہماری اور تمہاری بقا ہے۔

اگر تم ایک مذہب پر متفق ہو جاؤ تو سب آدمی تصدیق کر لیں گے کہ تم ہمارے خلاف کہتے ہو تو اس میں ہماری اور تمہاری بقا کم ہو جائے گی پھر زرارہ نے کہا میں نے امام جعفر صادقؒ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ تمہارے ایسے شیعہ بھی، جو تمہارے حکم پر آگ اور برچھیوں میں چلے جائیں۔ تمہارے پاس سے مختلف تعلیم لے کر نکلتے ہیں تو امام جعفر صادق نے مجھ کو وہی جواب دیا جو ان کے باپ امام باقر نے دیا تھا۔ (کہ اگر ہم اختلافات نہ پھیلائیں تو ہماری اور تمہاری زندگی خطرے میں پڑ جائے) (اصول کافی جزا ص٦٧)

؎ دل فریبوں نے کہی جس سے نئی بات کہی ایک سے دن کہا اور دوسرے سے رات کہی

٢۔ اصول کافی میں روایت ہے کہ کچھ لوگ امام جعفر صادق کے پاس آئے اور کہا کہ ابو یعفور وغیرہ آپ کے متعلق مشہور کرتے ہیں کہ آپ خدا کے مقرر کردہ مفترض الطاعۃ امام ہیں؟ کیا ایسا ہی ہے؟ امام نے فرمایا خدا کی قسم وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے ایسا ہرگز ان کو نہیں کہا ہے۔ خدا ان کو اور مجھے کہیں جمع نہ کرے۔ اس سے پتہ چلا کہ مذہب شیعہ اور عقیدۂ امامت کی برسرعام امام تکذیب کرتے ہیں۔ اور بقول شیعہ تنہائی میں ان کو یہ سبق پڑھاتے ہیں۔ اسی لیے شیعہ مذہب مجموعہ اضداد ہے اور اصول و فروع کو تصدیق کے ساتھ اصحاب آئمہ نے بھی نقل نہیں کیا۔ مجتہد دلدار علی نے اساس الاصول ص١٥ میں تصریح کی ہے۔

؎ جس کی تابعداری نبی کی طرح فرض ہو۔

مسئلہ نمبر٧٤:۔

آئمہ دوغلی پالیسی رکھتے تھے کہ امام ابو حنیفہؒ کی منہ پر تعریف کی بعد میں غیبت کی

کافی کتاب الروضہ میں محمد بن مسلم سے طویل حدیث مروی ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق کو ایک عجیب خواب سنایا۔ امام ابو حنیفہؒ پاس بیٹھے تھے۔ امام نے فرمایا ان کو سناؤ یہ تعبیروں کے عالم ہیں۔ میں نے فرمایا کہ میں (خواب میں) اپنے گھر میں داخل ہوا میری بیوی میرے پاس آئی کچھ اخروٹ توڑے اور مجھ پر پھینک دیئے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا تجھ کو اپنی بیوی کی وراثت لینے کی بابت لڑائی جھگڑا کرنا پڑے گا۔ اور بہت مشقت کے بعد انشاء اللہ تیری حاجت پوری ہوگی یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا اصبت واللہ یا ابا حنیفہ۔ خدا کی قسم ابو حنیفہ! تو نے تعبیر درست بتائی۔ جب امام ابو حنیفہ چلے گئے تو میں نے کہا کہ مجھے اس سنی کی تعبیر پسند نہیں ہے امام نے فرمایا اے ابن مسلم خدا تجھے کوئی تکلیف نہ دے۔ ان کی اور ہماری تعبیریں ملتی نہیں ہیں۔ اور تعبیر وہ نہیں جو اس نے بتائی ہے میں نے کہا آپ نے تو اسے صحیح فرمایا تھا امام نے کہا ہاں میں نے اس بات پر قسم کھائی کہ وہ غلطی تک پہنچ گئے اس دھوکہ بازی اور منافقت پر کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

میرے آگے میری تعظیم ہے تعریف بھی ہے پیچھے بد کیوں نہ کہیں غیر کی تالیف بھی ہے

مسئلہ نمبر٧٥:۔

آئمہ علم نجوم کو سچا مانتے تھے

اسلام نے کہانت، غیب دانی کے دعاوی اور علم نجوم کے ذریعے کائنات میں تغیر و تاثیر کے جاہلی عقیدوں کی بیخ کنی کر دی تھی لیکن شیعہ اب بھی ان امور کو برحق مانتے ہیں دنوں اور اوقات کی سعادت و نحوست کے قائل ہیں۔ انکی زنجانی وغیرہ جنتریاں ایسی بےہودہ باتوں سے بھری ہوئی ہیں علم نجوم کی تعلیم و حقانیت کی نسبت امام جعفر صادقؒ کی طرف بھی کر دی ہے۔

مُعلیٰ بن خُنیس کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کیا نجوم حق ہے انہوں نے کہا ہاں حق ہے اللہ نے مشتری ستارے کو آدمی کی صورت میں زمین پر بھیجا تھا اس نے عجم کے ایک شخص کو شاگرد بنا کر علم نجوم سکھا دیا پھر ایک دوسرے ہندی شخص کو سکھا دیا اور خود مر گیا اس ہندوستانی نے وہ علم اپنے گھر والوں کو سکھا دیا اب یہ علم اسی ملک میں ہے (روضہ کافی ص۱۵۳ طبع ہند)

دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر سے علم نجوم کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا۔

لا یعلمها الا اهل بیت	اسے عرب کے ایک خاندان (سادات
من العرب و اهل بیت من الهند	رسول) اور ہندوستان کے ایک خاندان
(کافی)	(جوتشی پنڈت) کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کتاب الروضہ میں حمران بن اعین سے روایت ہے کہ امام جعفر نے فرمایا جو شخص ایسے وقت میں سفر کرے یا نکاح کرے۔ کہ قمر عقرب میں ہو وہ بھلائی نہ پائے گا اور باقر علی مجلسی نے حیات القلوب ج۱ باب۲ فصل پنج ص۶۱ میں ہر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو نحس الشعاع اور منحوس کہا ہے (بحوالہ نصیحۃ الشیعہ ص۳۸)

مسئلہ نمبر۷۶:-

آئمہ جھوٹے فتووں سے حرام کو حلال بنا دیتے تھے

فروع کافی کتاب الصید میں ابان بن تغلب سے روایت ہے۔

قال سمعت ابا عبد الله	میں نے امام جعفر صادقؒ سے سنا فرماتے
علیه السلام یقول کان ابی علیه	تھے میرے باپ بنو امیہ کے زمانے
السلام یفتی فی زمن بنی امیة	میں یہ فتویٰ دیتے تھے کہ جس جانور کو باز
ان ما قتل البازی والصقر	اور شکرا شکار کرے وہ حلال ہے میرے
فهو حلال وکان یتقیهم وانا	باپ نے تقیہ کر کے غلط فتویٰ دیا میں
لا اتقیهم	تقیہ نہیں کرتا (ایسے شکار کو حرام کہتا ہوں)

پتہ چلا کہ امام باقر مدۃ العمر لوگوں کو حرام شکاروں کا گوشت کھلاتے رہے صاحبزادہ

صاحب نے باپ کی غلطی کو ظاہر کر کے تقیہ کے پردے میں بھی چھپا دیا۔ حالانکہ اس مسئلہ میں تقیہ کی کیا ضرورت تھی؟ سعید بن جبیر مجاہد ضحاک سدی اور ابن عمرؓ کا یہی مذہب تھا کہ باز اور شاہین کا مقتول شکار مکروہ ہے (ابن کثیر) لیکن خلفاء بنو امیہ نے ان سے تو کبھی تعرض نہ کیا۔ اور پھر امام باقر کے لیے تقیہ جائز نہ تھا۔ اصول کافی میں ہے کہ آپ کے عہد نامہ میں یہ حکم خدائی تھا" لوگوں کو حدیثیں سناؤ اور فتوے دو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو کیونکہ کوئی شخص آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ (نصیحۃ الشیعہ)

مسئلہ نمبر۷۷:-

آئمہ کا کوئی یقینی مذہب نہ تھا

۱۔ عن بعض اصحابنا	ہمارے بعض شیعہ امام جعفر صادقؒ سے
عن ابی عبد الله علیه السلام	روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پوچھا میں
قال ارأیتك لو حدثتك	تم کو ایک حدیث سناؤں پھر اگلے سال
بحدیث العام ثم جئتنی من قابل	جب آپ ملیں تو میں اس کے برخلاف
فحدثتك بخلافه بایهما کنت	حدیث سناؤں، بتاؤ کس حدیث پر عمل
تاخذ قال کنت آخذ بالاخیر	کرو گے؟ راوی نے کہا میں پچھلی پر عمل
فقال لی رحمك الله	کروں گا۔ امام نے فرمایا خدا تجھ پر رحم
(اصول کافی ص۶۷ طبع ایران)	کرے۔

(لیکن اگلے سال پھر اگلے سال یہ رائے اور مذہب بھی بدلے گا۔ آخر کس مذہب کو آخری اور سچا سمجھا جاتے؟

۲۔ منصور بن حازم نے کہا میں نے امام صادقؒ سے پوچھا کیا بات ہے۔ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں تو آپ ایک جواب دیتے ہیں پھر دوسرا شخص وہی بات آکر پوچھتا ہے تو آپ اور جواب دیتے ہیں۔

فقال انا نجیب الناس علی	ہم لوگوں کو یکساں جواب نہیں دیتے)
الزیادة والنقصان (اصول کافی ۱۷ ص۶۵)	بڑھا گھٹا کر جواب دیتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۷۸:- آئمہ رسول اللہ کی سچی احادیث کو اپنی حدیثوں سے منسوخ کر دیتے تھے

عن محمد بن مسلم عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قلت لہ ما بال اقوام یروون عن فلان وفلان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یتھمون بالکذب فیجئ منکم خلافہ قال ان الحدیث ینسخ کما ینسخ القرآن (اصول کافی ج ۱ ص ۶۴)

محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق سے پوچھا کیا بات ہے مسلمان فلاں فلاں کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرتے ہیں ان پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی جاتی۔ پھر آپ کی طرف سے ان کی مخالفت ہوتی ہے؟ امام نے فرمایا (ہماری) حدیثیں (رسول اللہ کی) ان احادیث کو منسوخ کر دیتی ہیں جیسے قرآن منسوخ کرتا ہے

یہی وہ فقہ جعفری ہے جس کی بنیاد شریعت محمدیہ کو ملیا میٹ کر کے رکھی گئی ہے حالانکہ ان کو اقرار ہے کہ صحابہ رسولؐ آپ پر جھوٹ نہ باندھتے تھے چنانچہ اگلی روایت میں ہے کہ میں نے امام صادق سے پوچھا بتلایئے اصحاب رسول اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سچ بولا یا جھوٹ بولا تو فرمایا بل صدقوا اصحاب رسول نے حضورؐ سے سچی احادیث نقل کی ہیں۔

میں نے کہا پھر ان کا اختلاف کیوں ہے فرمایا تجھے معلوم نہیں ایک شخص رسول اللہ سے مسئلہ پوچھتا آپ اسے جواب دیتے پھر اس کے بعد ایسا جواب دیتے جو پہلے کو منسوخ کر دیتا پس بعض احادیث نے بعض کو منسوخ کر دیا (اصول کافی ج ۱ ص ۶۵) اس آخری حدیث سے یہ مفید نکتہ معلوم ہوا کہ اختلافِ احادیث کذب صحابہ کا نتیجہ نہیں جیسے رافضی طعن کرتے ہیں بلکہ احکامی احادیث کا ایک دوسرے کو منسوخ کرنا اور دیگر راویوں کا ناواقف رہ جانا ہے۔

مسئلہ نمبر ۷۹:- آئمہ برسرعام مذہب شیعہ کو جھٹلاتے تھے

۱- عن نصر الخثعمی قال سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول من عرف انا لا نقول الا حقا فلیکتف بما یعلم منا فان سمع منا خلاف ما یعلم فلیعلم ان ذالک دفاع منا عنہ (اصول کافی ص ۶۶ ج ۱)

نصر خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا فرماتے تھے جو یہ جانتا ہے کہ ہم حق بات ہی کہتے ہیں تو وہ جو کچھ ہم سے جانتا ہو اس پر بس کرے پھر اگر ہم سے اپنی معلومات کے برخلاف سنے تو جان لے کہ ہم نے خلاف حق بات کہہ کر اس کا دفاع کیا ہے۔

۲- مذہب شیعہ کا مرکزی ستون زرارہ بن اعین امام جعفرؒ سے راوی ہے۔

فاتیتہ من الغد بعد الظہر وکانت ساعتی التی کنت اخلوا بہ فیہا بین الظہر والعصر وکنت اکرہ ان اسالہ الا خالیا خشیۃ ان یفتینی من اجل من یحضرہ بالتقیۃ۔ (اصول کافی)

میں اگلے دن ظہر کے بعد امام کے پاس حاضر ہوا یہ میرے لیے تنہائی کا مقررہ وقت ظہر اور عصر کے درمیان تھا کیونکہ میں تنہائی کے سوا عام محفل میں پوچھنا ناپسند کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں امام موجود لوگوں کی وجہ سے مجھے تقیہ کر کے (غلط اور مذہب شیعہ کے خلاف) فتویٰ نہ دے دیں۔

ان دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ آئمہ برسرعام ہرگز شیعہ مذہب کی تعلیم نہ دیتے بلکہ اس کے برخلاف کہہ کر اپنی بات کی تکذیب کرتے اور خاص لوگوں کو پابند کرتے کہ وہ ان سے بدظن نہ ہوں ہم ان کے دفاع اور فائدہ کی بات کر رہے ہیں۔ زرارہ جیسے لوگ بھی تنہائی میں اماموں سے وہ سب کچھ سیکھتے اور نقل کرتے جو شب و روز کی برسرعام تعلیم کے خلاف ہوتا "ظاہر کچھ باطن کچھ" کی اس منافقانہ پالیسی سے آئمہ اور

مذہب شیعہ کی پوزیشن بالکل مخدوش ہو جاتی ہے اور اس شعر کا مصداق بنتی ہے۔

واعظاں کیں جلوہ بر منبر و محراب کنند
چوں بخلوت مے روند آں کار دیگر مے کنند

اہل سنت کے ہاں آئمہ اہل بیتؓ ہرگز منافق اور دھوکہ باز نہ تھے یہ صرف شیعہ دشمن اسلام راویوں کی کارستانی ہے کہ اسلام کے مدمقابل اہل بیتؓ کے نام سے ایک کفریہ مذہب تصنیف کر ڈالا۔

مسئلہ نمبر ۸:

اصل مذہب شیعہ اہل اسلام اور اخلاقیات کے بھی مکمل خلاف ہے

کتب شیعہ میں ایک "کتاب علیؓ" کا چرچا ہے جو رسول اللہ کے املاء سے حضرت علیؓ نے بقلم خود لکھی تھی مگر وہ کچھ ایسے کفریات سے لبریز تھی کہ امام باقرؒ اپنے زرارہ جیسے خاص شیعوں کو بھی دکھاتے پڑھاتے نہ تھے ایک دفعہ زرارہ نے چوری سے دیکھ لی تو یوں تبصرہ فرمایا۔

یہ اونٹ کی ران کے برابر موٹی تھی امام جعفر صادق نے (زرارہ سے) کہا میں یہ کتاب اسوقت تک تجھے نہ پڑھنے دوں گا جب تک تو قسم کھا کر یہ نہ کہہ دے کہ جو کچھ تو اس میں پڑھے وہ کبھی کسی سے (میری اور میرے باپ کی اجازت کے بغیر) بیان نہ کرے گا۔ میں نے کہا یہ شرط تمہاری خاطر مان لیتا ہوں۔ میں علم فرائض اور وصایا کا خوب ماہر عالم تھا۔ جب میرے سامنے اس کتاب کا کنارہ ڈالا گیا تو وہ ایک موٹی پرانی کتاب تھی۔

فاذا فیها خلاف ما بایدی الناس من الصلة والامر بالمعروف الذی لیس فیه اختلاف واذا عامة کذالك فقرءته حتی اتیت علی آخره بخبث نفس

میں نے اس کتاب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو صلہ رحمی اور امر بالمعروف کے احکام لوگوں کو معلوم ہیں جن میں کسی کا بھی اختلاف نہیں یہ ان کے بھی برخلاف نوشتہ کتاب ہے اور وہ ساری کتاب

فلذ تحفظ واسقام رای۔

ایسی ہی تھی۔ میں نے آخر تک خبث باطنی یا دنہ کرنے اور بری رائے کے ساتھ پڑھ ڈالی اور یقین کر لیا کہ یہ باطل ہے پھر میں نے وہ لپیٹ کر امام کے حوالے کر دی اور امام باقرؒ سے ملا تو آپ نے پوچھا کیا کتاب فرائض پڑھ لی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ امام نے پوچھا اسے کیسا پایا میں نے کہا بالکل جھوٹی کتاب ہے ذرا قابل اعتبار نہیں وہ تمام لوگوں کے مذہب کے خلاف ہے۔ امام باقرؒ نے کہا اے زرارہ اللہ کی قسم یہی برحق کتاب ہے جو رسول اللہ نے حضرت علیؓ کو املاء کرائی تھی (معاذ اللہ)۔ (اصول کافی)

اس مختصر رسالہ میں اس کتاب علی پر تبصرہ ممکن نہیں اور وہ اس کے سوا ہو ہی کیا سکتا ہے۔ کہ شیعہ مذہب اس کتاب کے مطابق تمام تر کفریات کا مجموعہ ہے اسلام کے بالکل برخلاف ہے جو کچھ شیعہ اسلامی رسوم کا نام لیتے ہیں نرا تقیہ اور ملمع سازی ہے حضرت علیؓ یا زرارہ میں سے جس کو جھوٹا کہیں شیعی اسلام تباہ ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ مسلمان عورتوں کی پاکدامنی کے متعلق شیعہ عقائد

مذہب شیعہ کا مرغوب اور دل پسند مسئلہ متعہ بھی ہے جو تمام عبادتوں سے بڑھ کر کار ثواب ہے متعہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی مرد و عورت جنسی تسکین کے لیے بغیر ولی اور گواہوں کے وقت اور فیس مقرر کر کے معاہدہ کر لیں وقت ختم ہونے پر خود بخود تعلقات ختم ہو جائیں گے۔ نان، نفقہ مکان، وراثت عزت کی حفاظت کسی چیز کی عورت حقدار نہیں۔ بقول امام جعفرؒ کرایہ دار عورت ہے۔ اسلام کی نظر میں زنا بالرضا ہے۔ عہد برٹش اور شیعہ ریاستوں میں لائسنس یافتہ عورتیں یہ کار خیر کرائی تھیں۔

مسئلہ نمبر ۸۱ -

متعہ میں ولی اور گواہ نہیں ہوتے

ہمارے پاس علامہ مجلسی کا رسالہ متعہ ہے جس کا عجالہ حسنہ کے نام سے سید محمد جعفر قدسی نے ترجمہ کر کے ۱۹۱۴ سنہ میں لاہور سے چھپوایا۔ اس میں "احکام متعہ کا بیان" کے تحت ہے۔

پوشیدہ نہ رہے کہ زن بالغہ عاقلہ اگرچہ باکرہ (کنواری) ہو صحیح ترین اقوال کے مطابق اسے متعہ کرنے میں اجازت ولی کی احتیاج نہیں ہے اور اس شرط جائز کا پورا کرنا اس پر لازم ہو گا جو ضمن عقد میں واقع ہو پس اگر ضمن عقد میں یہ شرط واقع ہو کہ مدت معینہ میں روز مباشرت کرے یا ہر شب ایک مرتبہ یا دو مرتبہ تو اس شرط کا بجا لانا لازم ہے (عجالہ حسنہ ص ۲۲)

شوہر عقد متعہ میں بغیر اذن زوجہ عزل کر سکتا ہے اگر فرزند متعہ سے انکار کرے لعان کی احتیاج نہیں ہے اور مجرد انکار اس کے قول کو مان لیں گے۔ اگر کوئی شخص متعہ کو برطرف کرنا چاہے مدت ہبہ کرے۔ عقد متعہ میں زوج و زوجہ ایک دوسرے سے میراث نہیں پا سکتے اور نان ونفقہ لباس و مکان زوجہ اور قسمت بین الازواج زوج پر واجب نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ چار عورتوں سے زیادہ سے متعہ کرے ص ۲۳ . . . . اور قبل گذرنے عدت زوجہ کے سالی سے متعہ کرنا جائز ہے ص ۲۴ ۔

خط کشیدہ الفاظ پر آپ خود غور کر لیں اس مختصر رسالہ میں مذہب شیعہ کی اس دیوثی اور بے حیائی پر تبصرہ ممکن نہیں۔ سالی بمنزلہ بہن کے ہوتی ہے۔ ۴ سے زائد عورتوں سے بذریعہ عقد بھی تعلق نص قطعی میں حرام ہے۔ زن متعہ، ولد متعہ کو کہاں اٹھاتے پھرے اس کا والد تو کوئی بنتا نہیں نہ عورت لعان کر کے اپنی عزت کا تحفظ کر سکتی ہے۔ الغرض مسلم عورت کی عزت کو مذہب شیعہ نے بکاؤ مال بنا دیا اور اس کی عصمت جانوروں کے برابر ہو گئی۔

مسئلہ نمبر ۸۲:-

متعہ ۷ حج کے برابر ہے اور متعہ باز جہنم سے آزاد ہیں ان پر انبیاءؑ و رسلؑ کا گمان ہوگا (معاذ اللہ)

۱۔ حضرت سید عالم نے فرمایا ہے جس نے زن مومنہ سے متعہ کیا گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔

۲۔ جناب رحمۃ للعالمین ارشاد فرماتے ہیں جس نے ایک دفعہ متعہ کیا ایک حصہ اس کے جسم کا نار جہنم سے آزاد ہوا جو دو مرتبہ یہ عمل خیر بجا لائے گا دو ثلث جسد اپنا آتش جہنم سے امان میں پائے گا تین بار جو اس سنت کو زندہ کرے گا اس کا تمام بدن دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جناب سید البشر شفیع محشر نے فرمایا لے علی مومنین و مومنات کو رغبت دلانی چاہیئے کہ دنیا سے اٹھنے سے پہلے متعہ کر لیں اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو خدائے پاک نے اپنے نفس کی قسم کھائی ہے کہ آتش دوزخ سے اس مرد اور عورت پر عذاب نہ کروں گا جس نے متعہ کیا ہو.... جو دو مرتبہ متعہ کرے گا اس کا حشر نیک بندوں کے ساتھ ہو گا۔ تین مرتبہ متعہ کرنے سے جنت کی سیر ہو گی ..... یہ لوگ بجلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے ان کے ساتھ ساتھ ستر صفیں ملائکہ کی ہوں گی دیکھنے والے کہیں گے یہ ملائکہ مقرب ہیں یا انبیاء و رسل، فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنت پیغمبر کی اجابت کی ہے (حالانکہ کسی شیعہ سنی کی روایت میں نہیں کہ حضورؐ نے متعہ کیا ہو) اور وہ بہشت میں بغیر حساب داخل ہوں گے (عجالہ حسنہ ص ۱۶)۔

مسئلہ نمبر ۸۳:-

متعہ کی دلالی بھی کار ثواب ہے

(بالا حدیث نبوی کے) آخر میں ہے یا علی برادر مومن کے لیے جو سعی کرے گا اس کو بھی انہی کی طرح ثواب ملے گا یا علی جب وہ غسل کریں گے کوئی قطرہ ان کے بدن سے جدا نہ ہو گا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ ہر بوند کی تعداد میں ایسے فرشتے پیدا کرے گا جو

تسبیح و تقدیس باری تعالیٰ بجا لا کر اس کا ثواب انہیں بخشیں گے (ایضاً ص ۱۷)۔

امیرالمومنین علی بن ابی طالب نے متعہ کی فضیلتیں سن کر عرض کیا۔ جو شخص اس کارِ خیر میں سعی کرے (دلالی کرے) اس کے لیے کیا ثواب ہے آپ نے فرمایا جس وقت فارغ ہو کر وہ غسل کرتے ہیں باری تعالیٰ عز اسمہ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا ملک خلق کرتا ہے جو قیامت تک تسبیح و تقدیس ایزدی بجا لاتا ہے اور اس کا ثواب ان (دلالوں اور متعہ بازوں) کو پہنچتا ہے جناب امیر المومنین فرماتے ہیں۔ جو اس سنت کو دشوار سمجھے اور اسے قبول نہ کرے وہ میرے شیعوں سے نہیں ہے اور میں اس سے بیزار ہوں (عجالہ حسنہ ص ۱۵، ۱۶)۔

مسئلہ ۸۴۔

عیش بہار کا ثواب بے شمار ہے

حضرت سلمان فارسی و مقداد بن اسود کندی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم حدیث صحیح روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنی عمر میں ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ اہل بہشت سے ہے جب زن متوعہ کے ساتھ متعہ کرنے کے ارادے سے کوئی بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک وہ اس مجلس سے باہر نہیں جاتے ان کی حفاظت کرتا دونوں کا آپس میں گفتگو کرنا تسبیح کا مرتبہ رکھتا ہے جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں جب مرد عورت کا بوسہ لیتا ہے۔ خدائے تعالیٰ ہر بوسہ پر انہیں ثواب حج وعمرہ بخشتا ہے جس وقت وہ عیش مباشرت میں مصروف رہتے ہیں پروردگار عالم ہر ایک لذت و شہوت پر ان کے حصہ میں پہاڑوں کے برابر ثواب عطا کرتا ہے الخ (عجالہ حسنہ ص ۱۵)

مسئلہ نمبر ۸۵:

متعہ باز کا درجہ حضرات حسنینؓ، علیؓ و محمدؐ کے برابر ہے (معاذ اللہ)

شیعہ کی معتبر تفسیر منہاج الصادقین ص ۱۷۶ ج ۱ پ ۵ ع ۱ میں ہے۔

"جو ایک دفعہ متعہ کرے گا وہ امام حسین کا درجہ پائے گا اور جو دو دفعہ متعہ کرے گا

وہ امام حسنؓ کا اور جو تین دفعہ کرے وہ حضرت علیؓ کا اور جو ہم چار دفعہ متعہ کرے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ پائے گا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ (اور جو عورت متعہ کرائے اس کا درجہ تمام سادانیوں سے بڑھ کر معاذ اللہ کیا حضرت زینب و فاطمہ تک جا پہنچے گا؟)

مذہب شیعہ نے زانیوں کے لیے بھرتی کا کیسا خوشنما دفتر قائم کر رکھا ہے۔ اب پاکستان کے عیاش افسر اور ہر قسم کے غنڈے، بدمعاش، رشوت خور و سود خور فلمی ستارے اور اداکار اس مذہب میں دھڑا دھڑ کیوں داخل نہ ہوں۔ بلا عمل لذتِ زنا کے ساتھ جنت خدا بھی مل جاتی ہے۔

ع

مقصود تو یہ ہے کہ سیم تن سے وصال ہو
مذہب بھی وہ چاہیئے کہ زنا بھی حلال ہو

مذہب شیعہ میں متعہ دوریہ بھی کار ثواب ہے کہ کئی مرد ایک ہی رات اور وقت میں غیر حیض والی عورت سے (کتوں کی طرح) چمٹے رہیں قاضی نور اللہ شوستری نے مصائب النواصب میں اس کی تصریح کی ہے۔

مسئلہ نمبر ۸۶:

مذہب شیعہ میں زنا جائز ہے

ایک عجیب تدبیر سے زنا جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ اگر مرد و عورت تنہا کسی مقام پر زنا پر راضی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو تو یہ نکاح بن جاتا ہے متعہ کے علاوہ یہ مومنین کے لیے دوسرا تحفہ ہے۔ چنانچہ فروع کافی ج ۲ کتاب النکاح ص ۱۹۸ پر ہے۔

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کر دیجئے جس پر حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمایا تو اس واقعہ کی اطلاع جب امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کو ہوئی تو انہوں نے اس عورت سے دریافت کیا تو نے کس طرح زنا کا ارتکاب کیا؟ عورت نے جواب دیا کہ میں جنگل میں گئی وہاں مجھ کو سخت پیاس لگی میں نے ایک اعرابی سے پانی طلب کیا اس نے مجھے پانی پلانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دے دوں جب مجھ

کو پیاس کی شدت نے مجبور کیا اور اپنی جان کا خوف کرنے لگی تو میں اس کی شرط پر راضی ہو گئی اس نے مجھ کو پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اوپر قابو دے دیا (اس نے عزت لوٹ لی) یہ سن کر امیر المومنین نے فرمایا ھذا تزویج ورب الکعبہ۔ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہوا ہے۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ عند الشیعہ زنا نام کی کوئی چیز دنیا میں نہیں ہے۔ جو ہوس ران چاہے کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر عزت لوٹ لے اور اسے نکاح و شادی کا بھی سرٹیفکیٹ مل جائے۔

خمینی جیسے ذمہ دار شیعہ عالم و حاکم زانیہ عورت کے ساتھ متعہ جائز کہتے ہیں۔

یجوز التمتع بالزانیۃ علی کراھۃ خصوصاً لو کانت من العواھر المشھورات بالزنا فان فعل فلیمنعھا من الفجور۔	بنا بر کراہت زانیہ عورت سے متعہ جائز ہے خصوصاً اگر وہ مشہور کنجری ہو۔ اگر اس سے متعہ کرے تو اسے (عام) زنا سے روک دے (اپنی متعائی داشتہ بنا لے)

تحریر الوسیلہ ج۲، ص۲۹۲

مسئلہ نمبر ۸۷:

عورتوں سے لواطت اور بدفعلی جائز ہے

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اپنی عورتوں کے ساتھ خلافِ وضع حرکت جائز ہے۔

تیرھویں امام خمینی تحریر الوسیلہ ص۲۴۱ ج۲ پر رقمطراز ہیں۔

مشہور اور قوی مذہب یہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ وطی دبراً (غیر فطری عمل) جائز ہے۔

اصول اربعہ میں سے معتبر کتاب الاستبصار میں متعدد روایات ہیں بطور نمونہ یہ ہے

سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یاتی المرءۃ فی دبرھا فقال لا باس بہ	میں نے امام جعفر صادق سے اس شخص کے متعلق پوچھا جو اپنی بیوی سے لواطت کرے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

(الاستبصار ج۳ ص۲۴۳)

مسئلہ نمبر ۸۸

عورت جماع کے لیے غیر مرد کو دینا جائز ہے

۱۔ عن الحسن العطار قال سالت ابا عبد اللہ عن عاریۃ الفرج قال لا باس بہ (الاستبصار ص۱۳۸ ج۳)	میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنی عزت دوسرے کو استعمال کے لیے دیدے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

۲۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے امام صادق سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو اپنی لونڈی کی شرمگاہ دوسرے کے لیے حلال کر دے فرمایا یہ اس کے لیے حلال ہے (وہ اس سے جماع کر لے (الاستبصار ص۱۳۶ ج۳)۔

۳۔ عن بن مضارب قال قال لی ابو عبد اللہ یا محمد خذ ھذہ الجاریۃ تخدمک وتصیب منھا فاردد ھا الینا۔ (الاستبصار ج۳ ص۱۳۸)	ابن مضارب کہتے ہیں مجھے امام صادق نے کہا اے محمد یہ ہماری باندی لے جاؤ تمہاری خدمت کرے گی تم اس سے جماع کرنا پھر ہمارے پاس واپس لے آنا۔

سبحان اللہ کیسے شیعہ اور مرید امام ہیں۔ امام کے حرم پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اور امام کی غیرت کا فخریہ جنازہ بھی نکال رہے ہیں کہ انھوں نے باندی سے جماع کی اجازت دی ہوئی ہے (معاذ اللہ)

۴۔ ابن بابویہ قمی اپنی کتاب اعتقادات میں صراحۃ ذکر کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک عورت مرد کے لیے چار طریقوں سے حلال ہوئی ہے ۱۔ نکاح ۲۔ ملک یمین (باندی جس کا رواج اب ختم ہو چکا ہے) ۳۔ متعہ، ۴۔ کسی عورت کا اپنے آپ کو بخوشی مرد کے لیے بغیر اجرت حلال کر دینا اسے تحلیل کہتے ہیں۔ یہ شیعوں کے لیے جنسی تیسرا تحفہ ہے۔

۱۱/ انسانی معاشرہ و تہذیب کے متعلق عقائد

مسئلہ نمبر ۸۹:

گالی دینا مذہب شیعہ میں عظیم الشان عبادت ہے

تبرا بازی اور مسلمان پر لعنت شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے اس عقیدہ کے بغیر مذہب شیعہ بے جان ہوتا ہے یہ عقیدہ اس قدر مشہور ہے کہ مذہب شیعہ کا رکن اعظم یہی ہے اس لیے کسی خاص حوالہ کی حاجت نہیں۔ صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے کر شیعہ اکثر و بیشتر جیل خانوں کو آباد کیا کرتے ہیں انہی گالیوں اور تبروں کی بدولت ماریں کھاتے اور خوب خوب ذلتیں اٹھاتے ہیں۔ ۱۹۔ اپریل ۸۶ء کو فیصل آباد آنے والی شاہین ایکسپریس میں ایک منحوس شکل ملنگ نے ایسی ہی حرکت کی۔ ایک بزرگ نے اس کی پٹائی کر کے خوب جلی کٹی سنائیں آخر اس نے سب سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔ ہمارے سامنے ناک سے لکیریں کھینچیں اور بصد ذلت گاڑی سے اتر گیا۔ ہمیں ایسے بے پدر لوگوں کے گمنام خطوط ملتے ہیں جن میں ننگی گالیوں کیساتھ یہ صراحت ہوتی ہے کہ تم خلفاء ثلاثہؓ، حضرت عائشہؓ و حفصہؓ اور عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف و ثناء کرتے ہو۔ ہم اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے نیاز کھاتے پکاتے ہر وقت ان پر معاذ اللہ لعنتیں کرتے ہیں۔ احترام صحابہ آرڈی ننس اسی لیے معرض وجود میں آیا۔ کاش عوام اہل سنت بیدار ہوں اور مجرموں کا تعاقب کر کے ان کو تین سالہ قید کی سزا دلائیں۔

مسئلہ نمبر ۹۰:

غیر مسلم عورتوں کو ننگا دیکھنا جائز ہے

فروع کافی ج دوم ص ۱۶ میں صاف مذکور ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال النظر الی عورۃ من لیس بمسلم	امام جعفر صادق نے فرمایا غیر مسلم مرد یا عورت کے ستر و شرمگاہ کو دیکھنا ایسا ہی

نظرك الى عورۃ الحمار	ہے جیسے کوئی گدھے کی شرمگاہ دیکھے۔

ـــہ جنس حیا، شیعہ منڈی میں نایاب شے ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۱

چونا مل کر مادر زاد ننگے بدن پھرنا درست ہے

فروع کافی ج ۲ ص ۱۶ میں ہے۔

امام باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام، کھلا تالاب وغیرہ کا پانی جہاں لوگ اکٹھے نہاتے ہیں میں بلا پائجامہ داخل نہ ہو۔ ایک دن امام ممدوح حمام میں نہانے آئے تو چونا لگایا اور ازار پھینک دی۔ غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہم کو پائجامہ پہننے کا حکم دیتے اور تاکید کرتے ہیں مگر خود آپ نے پائجامہ اتار ڈالا، امام نے کہا تم جانتے نہیں ہو کہ چونے نے ستر کو چھپا لیا ہے۔"

گویا ستر صرف رنگ کا نام ہے اعضاء مخصوصہ کو شاید ستر نہ جانتے ہوں پھر چونے نے سب عوام کے سامنے ستر ڈھانپنے کا فریضہ سر انجام دیا پانی میں داخل ہوتے ہی تو وہ بہہ چکا ہو گا حالانکہ مسئلہ شرعی میں اس وقت بھی ستر کپڑے سے ڈھانکنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۹۲:

جھوٹ بولنا بڑا کار ثواب ہے۔

امام باقرؒ نے فرمایا تقیہ (دل کی اصل بات چھپا کر جھوٹ ظاہر کرنا) میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین ہے (اصول کافی جلد ۲ (باب التقیہ ص ۲۱۸)۔

تقیہ کا معنیٰ جھوٹ بولنا اسی باب کی اس روایت سے واضح ہے۔

امام جعفر صادق نے کہا۔ تقیہ (جھوٹ بولنا) اللہ کا دین ہے میں نے کہا اللہ کا دین؟ فرمایا ہاں ہاں اللہ کی قسم، خدا کا دین ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا اے قافلے والو تم

یقیناً چور ہو حالانکہ انہوں نے کوئی چیز نہ چرائی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا میں بیمار ہوں۔ خدا کی قسم وہ بیمار نہ تھے۔ (اصول کافی) یہاں دو سچے پیغمبروں پر شیعہ امام نے جھوٹ بولنے کا الزام لگا کر تقیہ بمعنی جھوٹ بولنا اور خلاف واقعہ بات کہنا واضح کر دیا لیکن نص قرآن میں یہ مقولہ حضرت یوسف ع کا نہیں۔ انبار کے ایک چوکیدار موذن کا ہے جسے حقیقت حال کا علم نہ تھا اپنے گمان میں سچ کہہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک و بت پرستی کے عناد و نفرت میں واقعی بیمار تھے تو وہ بھی سچ فرما رہے تھے تقیہ کا جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

مسئلہ نمبر ۹۳۔

جنازہ میں بد دعا کرنا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا سنت حسین رض ہے

فروع کافی ج ۳ باب الصلاۃ علی الناصب میں ہے۔

کہ ایک سنی منافق کے جنازہ میں امام حسین رض گئے راستے میں ان کو اپنا غلام ملا۔ امام نے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے جنازے سے بھاگتا ہوں اور اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہتا۔ حضرت امام نے اس سے فرمایا کہ میری داہنی جانب کھڑے ہو اور جو کچھ مجھے کہتے سنو وہی تم بھی کہنا چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ اپنے فلاں بندے پر لعنت کر ہزار ہا لعنتیں جو ایک ساتھ ہوں آگے پیچھے نہ ہوں اے اللہ اس بندے کو دوسرے بندوں میں رسوا کر اور اپنی آگ کی گرمی میں ڈال کر سخت عذاب میں مبتلا کر دے کیونکہ یہ شخص تیرے دشمنوں (اصحاب رسول ص) سے دوستی رکھتا تھا۔ اور تیرے دوستوں (شیعوں) سے دشمنی اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا (حالانکہ اس بد دعا کے حقدار شیعہ ہی ہیں جو چار حضرات کے سوا تمام اہل بیت رسول اور تمام اولیاء، خدا و رسول صحابہ کرام رض سے دشمنی رکھتے ہیں)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام حسین نے محض دھوکہ اور فریب دینے کے لیے لوگوں کے سامنے منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور حقیقتہ دعا کے بجائے بد دعا اور پھٹکار کی

حالانکہ خدا نے منافق کی نماز جنازہ سے صراحتہً منع فرمایا ہے ولا تصل علی احد منھم الایہ۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ شیعہ کا نہ خود جنازہ پڑھیں نہ اپنے جنازہ میں ان کو شریک ہونے دیں۔ نہ ان سے پڑھوائیں کیونکہ وہ فریب دیتے ہیں اور بد دعائیں پڑھتے ہیں۔

فروع کافی میں ہے کہ سنی کے جنازہ پر یہ دعا پڑھو۔

اللھم املاء جوفہ نارا وقبرہ نارا و سلط علیہ الحیات والعقارب۔	اے اللہ اس کے پیٹ کو اور اس کی قبر کو آگ سے بھر دے اس پر سانپ اور بچھو مسلط فرما (معاذ اللہ)

۱۲ر شیعوں کے سیاسی نظریات و عقائد

مسئلہ ۹۴۔

آئمہ ہی حکومت کے اہل اور سیاہ و سفید کے مالک ہیں

علامہ خمینی الحکومۃ الاسلامیہ ص ۱ پر لکھتے ہیں۔

۱۔ امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲)

۲۔ اماموں کے بارے میں سہو و غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ص ۹۔

۳۔ ہمارے معصوم اماموں کی تعلیمات، قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں (یعنی قرآن کے بجائے ان کی تعلیمات واجب العمل ہیں) وہ کسی خاص طبقے اور خاص دور کے لوگوں کے لیے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لیے ہیں اور قیامت تک ان کا نافذ کرنا اور اتباع کرنا واجب ہے (الحکومۃ الاسلامیہ ص ۱۱۳)

چونکہ آئمہ کو نہ سیاسی اقتدار ملا نہ انہوں نے احکام نافذ کیے اس لیے شیعوں نے اپنے دل کی تسلی کے لیے امام غائب کا عقیدہ وضع کیا ہے اور ہم پہلے باحوالہ بتا چکے ہیں۔ کہ یہ مہدی منتظر ایک انتقامی شخص ہوگا۔ سب سے پہلے تمام سنی مسلمانوں کا

خاتمہ کرے گا۔ شیعوں کی سیاست وحکومت پانے سے غرض ہی یہ ہے کہ خلفاء راشدین کو ماننے والے تمام صحابہ اور مسلمانوں کو اسلام دشمن جان کر ختم کیا جاتے۔ مختار ثقفی ابن علقمی تیمور لنگ "تا تاریوں سے بغداد تباہ کرانے والے، نصیر الدین طوسی، اسماعیل ودیگر شاہاں صفویہ اور اب آیۃ اللہ خمینی لاکھوں کی تعداد میں اہل سنت کشی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں خود خمینی نصیر الدین طوسی جیسے ظالم وغدار اسلام کے متعلق لکھتا ہے۔

"نصیر الدین طوسی کا "تا تاریوں سے اشتراک اور ان کی خدمت اگرچہ بظاہر استعمار کی خدمت نظر آتی ہے مگر درحقیقت وہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد تھی (الحکومۃ الاسلامیہ ص۴۲)

مسئلہ نمبر ۹۵:-

امام غائب کے نائب خمینی جیسے سفاح ہیں

ا۔ خمینی تحریر الوسیلہ ص۳۶ میں لکھتے ہیں۔ اس دور میں ہمارے اکثر وبیشتر فقہ کے عالموں میں وہ صفات پائی جاتی ہیں جو انہیں امام معصوم کا نائب ہونے کا اہل بناتی ہیں۔

۲۔ اور جب کوئی فقیہ مجتہد جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تنظیم وتشکیل کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات میں وہ سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع وطاعت واجب ہو گی اور یہ صاحب حکومت فقیہ ومجتہد حکومتی نظام اور عوامی وسماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک ومختار ہو گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام تھے (الحکومت الاسلامیہ ص۴۹)

۳۔ امام مہدی کے زمانہ غیبت میں عنان حکومت وامت ایک ایسے فقیہ کے ہاتھ میں ہو گی جو عادل متقی شجاع، مدبر، مدبر امور عصر کا جاننے والا ہو اور اسے اکثریت جانتی اور اس کی قیادت کو مانتی ہو (ایرانی آئین دفعہ ۵)۔ جب یہ شرائط (مذکورہ دفعہ نمبر ۵) کسی فقیہ میں پائی جائیں جیسے یہ شرائط ایرانی انقلاب کے قائد آیۃ العظمیٰ الخمینی میں موجود ہیں تو ایسے فقیہ کو تمام امور کی ولایت حاصل ہو گی۔

آپ نے دیکھ لیا کہ خمینی صاحب نے کیسے ہاتھ کی صفائی سے مہدی کی نیابت ولایت

فقہ میں تبدیلی کی۔ پھر خود اس کے مالک بن کر ایرانی آئین میں اپنا نام درج کرا لیا اور اب مسلم کشی کی شیعی سیاست چلا رہے ہیں، ایران عراق جنگ کے بہانے تمام عالم عرب اور مسلم ممالک سے دشمنی کی پالیسی تیز تر کرتے جا رہے ہیں۔ لیکن ہماری اندھی سیاست، صحافت، ذرائع ابلاغ اسی سفاک کی مدح سرائی میں وقف ہو چکے ہیں حالانکہ اس نے برسراقتدار آتے ہی دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان کی حکومت کا تختہ الٹانا چاہا انڈیا کی تائید کی اور پاکستان کی کردار کشی کی۔ اس کے ایجنٹ "فقہ جعفری نافذ کرو" اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے تحت ملک میں انتشار بدامنی اور فسادات کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، ایرانی قونصلر نے کراچی وغیرہ میں افسوسناک فسادات کرائے۔ مئی ۸۴ء کوئٹہ کا حادثہ، جو پاسداران ایرانی انقلاب اور مقامی شیعوں کے گٹھ جوڑ سے پیش آیا خونی قلم سے لکھا جائے گا۔

۱۹۸۵ء گزشتہ سال لاہور ایرپورٹ پر، صدر خامنہ ای ایران، کے استقبال میں، ضیاء الحق مردہ باد، پاکستان مردہ باد، انقلاب ایران زندہ باد کے نعرے صدر پاکستان و ایران کے سامنے لگائے گئے۔ ایرانی سفارت کاروں کے اشارہ پر مقامی شیعہ آبادی نے سکردو کو ایرانی مملکت میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایرانی سفارت خانہ کسی نہ کسی ڈھے کے عنوان سے ہمارے ذرائع ابلاغ سے اپنی پالیسی اور مخصوص شیعہ افکار نشر کرتا رہتا ہے اسلامی نظام کے نفاذ کی ہر تحریک کی شیعوں نے زبردست مخالفت کی ہے، شریعت بل ہو یا زکوٰۃ وعشر کا نفاذ، حدود آرڈی ننس ہو یا احترام صحابہ کا قانون ہر بات میں شیعہ نے ملک وملت کے خلاف تحریک چلائی ہے ان کی ہمدردیاں حکومت ایران کے ساتھ ہیں وہ پاکستان کو ایران کا ایک ماتحت شیعی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔ ادھر ہمارے غافل حکمران اور سیاسی جماعتیں ہیں جو مکمل اسلامی نظام اور خلافت راشدہ کی طرز پر انقلاب کا کوئی پروگرام نہیں رکھتے اور نہ ملک کو شیعہ کی شہ پر کمیونسٹ انقلاب سے بچانا چاہتے ہیں۔ تانگے کی سواریوں کے برابر سیاسی جماعتوں کے بے دین لیڈر بھی خمینی انقلاب کے حوالہ سے اپنا تعارف کراتے ہیں (معاذ اللہ)

۱۳۔ جعفری اور خمینی فقہ کے زریں مسائل و عقائد

مسئلہ نمبر ۹۶

ناپاک کون لوگ ہیں

خمینی کی معتبر کتاب تحریر الوسیلہ سے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ناصبی (سنی مسلمان) اور خارجی خدا ان پر لعنت بھیجے بلا توقف نجس ہیں۔ (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۱۱۸)

۲۔ تمام فرقوں کا ذبیحہ جائز ہے سوائے نواصب کے اگرچہ وہ اسلام کا دعویٰ کریں (ج۲ ص۱۴۶)

۳۔ ہر قسم کا کافر یا جن کا حکم کافروں جیسا ہے جیسے نواصب لعنہم اللہ اگر شکاری کتا شکار پر چھوڑ دے تو ایسا شکار حلال نہیں (ج۲ ص۱۳۶)

۴۔ کافر یا وہ جو کافر کے حکم میں ہے مثل نواصب اہل سنت، خوارج ان کی نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں ہے (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۷۹)

۵۔ نفلی صدقہ بھی ناصبی اور حربی کو دینا جائز نہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۹۱)۔

مسئلہ نمبر ۹۷:۔

سنیوں کا مال ہر ممکن طور پر لے لیا جائے

اور قوی یہ ہے کہ ناصبیوں کو اہل حرب (جنگ لڑنے والے کافروں) کے ساتھ ملایا جائے چنانچہ ناصبیوں (سنیوں) کا مال جہاں اور جس طریقے سے ملے لے لیا جائے اور اس میں سے خمس نکالا جائے (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۳۵۲)

یہ وہی خمینی ہیں جس کے متعلق ہمارے بے ضمیر صحافی اور ایرانی ایجنٹ یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ نہ سنی ہیں نہ شیعہ وہ خالص مسلمان ہیں اور عالم اسلام کے اتحاد کے داعی ہیں۔

ناصبی کا مفہوم ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ جو سنی مسلمان حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو علیؓ سے پہلے خلفاء اسلام اور افضل مانتا ہے وہ ناصبی ہے اور شیعہ کے ہاں نجس، واجب القتل اور مباح المال ہے (کتاب الروضہ ص۱۳۰ ج۱ و درالمجوس ص۱۸۷ وغیرہ)

مسئلہ نمبر ۹۸:۔

مجوسیوں کی عید نوروز اسلامی عید ہے

نوروز کے دن عیدین کی طرح غسل کرنا مستحب ہے اور روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ تحریر الوسیلہ ج۱ ص۹۸۔ ۹۹، ۱۵۲۔ ۳۰۲)۔

چونکہ اسی دن حضرت عثمان مظلوم شہید مدینہ ذوالنورین کو ایرانی مجوسیوں اور یہودی ایجنٹوں نے تلاوت قرآن پاک اور روزہ کی حالت میں مدینۃ النبی میں محاصرہ کر کے ۴۰ دن بے آب و دانہ شہید کیا تھا اس لیے شیعہ کا اس دن عید منانا اور خوشی کرنا ایک فطری بات ہے۔ جیسے ۲۲ رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے لیکن شیعہ اسے "رجب کے کونڈے" کہہ کر کھانے اور خوشی کی تقریبات مناتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۹۹:۔

پاکی کا معیار کیا ہے

۱۔ استنجاء کا پانی پاک ہے خواہ استنجاء پیشاب اور پاخانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۱۶)۔

۲۔ جنابت کی حالت میں نماز جنازہ درست ہے۔

۳۔ نماز میں صرف سجدے کی جگہ پاک ہونی چاہیئے باقی ناپاک ہو تو کوئی حرج نہیں (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۱۱۹۔ ۱۲۵ بحوالہ پمفلٹ سنی مجلس عمل اسلام آباد)

مسئلہ نمبر ۱۰۰:۔

نماز کن باتوں سے ٹوٹتی اور صحیح ہوتی ہے

۱۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ہاں مگر تقیہ کے لیے ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۲۸۰)۔

۲۔ اسی طرح فاتحہ کے بعد قصداً آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے (ایضاً ج ص۱۹۰)

۳۔ نماز پڑھتے ہوئے سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں اور نماز کے دوران سلام کا جواب دینا واجب ہے (ایضاً ج ص۱۸۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد و علی آلہ واصحابہ وخلفاء الراشدین واہلبیتہ وازواجہ واتباعہ وجمیع امتہ اجمعین۔

راقم آثم مہر محمد

۲۵۔ ذوالعقدہ ۱۴۰۶ھ ۲۔ اگست ۱۹۸۶ء

ملنے کے پتے:

محمد رمضان میمن معرفت ہلال بک ہاؤس صدر کراچی

کتب خانہ رشیدیہ - راجہ بازار - راولپنڈی

مکتبہ فاروقیہ حنفیہ - عقب فائر بریگیڈ - اردو بازار گوجرانوالہ

مدینہ کتاب گھر - اردو بازار گوجرانوالہ

عمران اکیڈمی - 40/B اردو بازار لاہور

مکتبہ قاسمیہ 17 - اردو بازار - لاہور

مکتبہ اسلامیہ - گلی مہاجرین - تلہ گنگ

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُولٰئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ

ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ
ہم مسلک ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں ان چاروںؓ میں

تحفۃ الاخیار

یعنی

شیعہ کے تمام اعتراضات کے مدلّل جوابات

مولف: مولانا حافظ مہر محمد مدظلہ

فہرست مضامین	صفحہ نمبر
سوال نمبر ا شیخین سمیت تمام مسلمانوں کی قید۔	۱۸۱
حضرت ابو بکر و عمرؓ کی روضہ اقدس میں تدفین ۴ بنات رسول کا ثبوت	۱۸۳
دعوت ذی العشیرۃ کی حقیقت	۱۸۵
مواخات سے حضرت علیؓ کی افضلیت پر استدلال	۱۸۶
حضرت ابو بکرؓ کے خصائص، بعض صحابہؓ سے کثرت روایات کے اسباب	۱۸۸
قاتلان امام حسینؓ کے نشان دہی، قاتلوں کو اہل بیت کی بد دعائیں	۱۸۹
حضرت علیؓ کے خلفاء ثلاثہ سے تعلقات، عہد راشدہ میں جہاد نہ کرنے کا سبب	۱۹۲
حسد و بغض سے صحابہ و اہل بیت کی برأت اور قصہ قرطاس	۱۹۵
قبل از تدفین انتخاب خلیفہ کی ضرورت تمام مسلمانوں کی جنازہ نبوی میں شرکت	۱۹۶
فدک اور وراثت انبیاء کا مسئلہ	۱۹۸
عہد علوی کی خانہ جنگیوں پر شیعہ کا فتویٰ	۱۹۹
خلافت راشدہ میں منافقوں کی تحقیق	۲۰۲
شیعہ دلائل اربعہ کے منکر ہیں خلافت راشدہ دلائل اربعہ سے ثابت ہے	۲۰۴
حضرت طلحہ و زبیرؓ کی پوزیشن اور فریقین کے مسلمہ اکابر میں اختلاف آراء	۲۰۶
سنی و شیعہ کی کامیابی کا معیار	۲۰۷
قتل عثمانؓ سے حضرت عائشہ کی برأت، اہل سنت کے ائمہ اربعہ کی امامت	۲۰۹
حضرت عائشہؓ کی وفات کی تحقیق، حضرت ابو بکر و عمرؓ کے اوصاف عالیہ	۲۱۰
بارہ خلفاء کی بحث	۲۱۳
دین مصطفی میں کسی کو حلال و حرام کا اختیار نہیں، شیعہ مذہب کی تصویر	۲۱۵
امم سابقہ میں انتخاب و اجماع کا ثبوت	۲۱۸
کلمہ طیبہ کی بحث	۲۱۹
شیعہ سے چند سوالات	۲۲۱ تا ۲۲۶

عرض حال طبع ہفد ہم

حامداً و مصلیاً۔ اسلام نبوی کے ترجمان مذہب اہل السنّت و الجماعت کا امتیاز یہ ہے کہ وہ قرآن کریم اور سنتِ نبوی ہی کو مکمل، واجب الاتباع اور غیر منسوخ و متغیر دین مانتے ہیں ختم نبوت کی حقیقت یہی ہے اور چار یاران نبوی کو خلفاء راشدین اور افضل الامت مانتے ہیں اور تمام صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت رکھتے ہیں کسی کی بھی غیبت اور بد گوئی کو ہلاکت ایمان جانتے ہیں۔ افسوس کہ عصر حاضر میں اہل السنّت و الجماعت جس قدر اپنے مذہب اور فرائض سے غافل ہیں اسی قدر مخالفین صحابہ کرامؓ سے عداوت اور باطل کی اشاعت میں تیز ہیں۔ نصاب دینیات کی علیحدگی، کلمہ طیبہ کی تبدیلی کے علاوہ تحریر و تقریر میں صحابہ رسول، امہات المومنین اہل بیت نبوی رضی اللہ عنھم پر تبرابازی اور افترا عام ہے تعلیم آئمہ کے بالکل مخالف عزاداری کی آڑ میں اہل سنت کشی ہو رہی ہے اور سادہ لوح سنی، بریلوی، وہابی میں بٹ کر آپس میں دست و گریبان ہیں۔ لو کانوا یعلمون

۱۹۷۶ء میں ایک دلآزار چارٹ "میں کیوں شیعہ ہوا؟" کے ۲۴ سوالات کا تحقیقی جواب "تحفۃ الاخیار" کے نام سے احقر نے شائع کرایا۔ بحمد اللہ دینی اور علمی حلقوں میں اسے پذیرائی ہوئی، رد روافض میں کامیاب حربہ ثابت ہوا تبلیغی ضرورت کے لیے ۲۰ ہزار چھپا اب بڑے سائز میں یکجا حاضر خدمت ہے میں نے انہی سوالات کے مفصل جوابات تحفہ امامیہ ضخیم علمی کتاب میں دیئے ہیں۔ میں اپنے محترم قارئین دردمند سنیوں اور مخیّر بھائیوں سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ غیرت دینی اور ضرورت ملی کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں یہ پمفلٹ پھیلا کر "نبیؐ و یارانؓ نبی" کی شفاعت کے مستحق ہوں گے تمام مواد شیعہ کے ہاں معتبر کتب سے ماخوذ ہے۔ تردید و دفاع میں الزاماً کچھ جملے ناگزیر ہوتے ہیں ورنہ ہمیں کسی سے کوئی ضد و کدورت نہیں معذرت خواہی کے بعد یہ دعا مانگتے ہیں۔

ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا. الاحقر مہر محمد عفی عنہ، ۱۲ رمضان ۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

(نوٹ: ہر سوال کا مختصر مفہوم درج کیا گیا ہے۔ اور جواب میں تمام اجزاء کو مدنظر رکھا گیا ہے۔)

سوال نمبر ۱: شعب ابی طالب کی قید میں کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

جواب: طبری ص ۳۴۲ جلد دوم وغیرہ اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ۶ھ نبوت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے تو کفار اور برہم ہو گئے اور بنو ہاشم سے حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گرفتاری مانگی۔ مسلم و کافر کی تفریق سے قطع نظر بنو ہاشم نے خاندانی لحاظ سے جب حضور ﷺ کو ان کے حوالے نہ کیا تو انہوں نے سب بنو ہاشم کو سوائے ابولہب کے اور مسلمانوں کو شعب میں قید کر دیا جو تین سال تک بدستور بھوک اور مصائب میں بنو ہاشم کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ رہا ہوئے۔ کچھ مسلمان گھروں میں قید کر دیے گئے۔ شیعہ کتاب روضۃ الصفا ص ۴۹ جلد دوم وغیرہ پر بھی شعب کی قید کا یہی سبب لکھا ہے۔ اکبر خاں نجیب آبادی لکھتے ہیں "جس قدر مسلمان تھے وہ بھی ان کے ساتھ اس درے میں جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے چلے گئے" تاریخ اسلام ص ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰۔

ظاہر ہے کہ تمام مسلمانوں میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ وہ بھی آپ کے ساتھ قید تھے۔ امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے خلفاء راشدین ص ۳۰ مناقب صدیقی میں صراحۃً حضرت ابوبکرؓ کی حضورؐ کے ساتھ گھاٹی میں مصیبت اور قید کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"حضرت صدیق از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ وہ بھی شعب میں چلے گئے اور وہیں رہے۔ جب

آنحضرت ﷺ کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی تو انہوں نے بھی نجات پائی ابو طالب نے اس واقعہ کو اس شعر میں یوں بیان کیا ہے"

وهم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا۔ فسر ابوبكر بها ومحمد

(انہوں نے جب سہل بن بیضاء کو (نقض معاہدہ پر) راضی کر کے بھیجا تو اس پر حضرت ابوبکرؓ صدیق اور رسول ﷺ خوش ہو گئے۔) حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکر کا افضل اور قائد المسلمین ہونا فرمان ابی طلب سے بھی ثابت ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تو اور بھی قرین قیاس یہی ہے کہ ان کو قید کیا ہو گا کیونکہ عقلاً یہ بعید ہے کہ جس شخص کے اسلام لانے سے برافروختہ ہو کر کفار نے یہ سخت قدم اٹھایا اس کو آزاد چھوڑ دیں۔ بالفرض اگر گھر میں ہوں تو بھی قید تھی کیونکہ ان سے خرید و فروخت نہ ہو سکتی تھی۔ (**ولا یشترون ولا یبیعون الافی الموسم** (اعلام الوریٰ ص ۶۱) جب یہ کسی سے خرید و فروخت کر ہی نہ سکتے تھے بلکہ قانون ہی یہ بن گیا تھا کہ جو کوئی ان مسلمانوں کے ہاتھ کچھ خرید و فروخت کرے گا اس کا مال و متاع ضبط کر لیا جائے گا۔ اندریں حالات محصورین تک راشن پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ تھا کہ ہمدرد قسم کے کفار یہ کام کریں جو خرید و فروخت میں آزاد تھے۔ للہٰذا ان دو بزرگوں سے آب و دانہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجنے کا ثبوت مانگنا محض تعصب ہے۔ اگر انہوں نے کبھی پہنچایا ہو تو اس کی روایت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم مشرب و ہم مذہب ایک دوسرے کی اعانت کرتے ہی ہیں یہ تو کوئی انوکھی بات نہیں۔ البتہ زہیر بن امیہ وغیرہ کفار کا کھانا پہنچانا یا مقاطعہ ختم کرانے کی کوشش کرنا ضرور اہم اور قابل روایت بات ہے۔ ورنہ کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یا مقداد رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کیا جا سکتا ہے؟ اصل بات یہی ہے کہ سب مسلمان قید تھے کوئی بھی آزاد نہ تھا۔ خواہ گھروں میں ہوں یا شعب میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہاں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا۔ غیر ہاشمی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ ایک رات

سو کھا چمڑا بھگو کر اور بھون کر میں نے کھایا۔

(روض الانف بحوالہ سیرت النبی ص ۲۴۵ جلد اول)

انتہائی متعصب شیعہ مورخ باقر علی مجلسی بھی حیات القلوب ص ۳۱۱ جلد دوم پر لکھتا ہے۔

"کہ جب شعب ابی طالب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسد رسانی بند ہو گئی اور آنحضرتؐ کے اصحاب پر زندگی تنگ ہو گئی تو حضورؐ سے شکایت کی۔ تب آپ نے دعا کی اور حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے من و سلوا (حلوہ بٹیر) سے بہتر کھانا نازل فرمایا۔ ان میں سے جو بھی آرزو کرتا ہر قسم کے کھانے میوے اور کپڑے اس کے پاس حاضر ہو جاتے" معترض زہیر کے ساتھ حضرت ابوالعاص بن ربیع کا ذکر کیوں نہیں کرتا جو آپ کے داماد تھے اور بہت سے اونٹ گندم اور کھجوروں سے لاد کر لاتے۔ آواز دے کر اونٹ درہ میں داخل کر دیتے۔ (مسلمان غلہ اتار لیتے) اور ابوالعاص واپس ہو جاتے اس لیے حضور ﷺ فرماتے تھے کہ ابوالعاص نے ہماری دامادی کا حق ادا کیا (حیات القلوب جلد دوم) اگر حضرت ابوالعاص کا نام لیں تو داماد نبیؐ ہونے اور کئی صاحبزادیوں کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور شیعہ مذہب خاک میں ملتا ہے۔ انہی ابوالعاص کی صاحبزادی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی (کشف الغمہ ص ۱۴۲ جلاء العیون وغیرہ)

سوال نمبر ۲: روضہ اقدس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بجائے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تدفین کیوں ہوئی۔

جواب: حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے رات کو اپنا جنازہ اٹھانے اور جنت البقیع میں دفن کرنے کی خود وصیت کی تھی اور اس پر حضرت علی و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چار تکبیروں سے آپ کا جنازہ پڑھایا (طبقات ابن سعد ص ۹ جلد آٹھ) شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص ۱۵۸ میں ہے ودفنہا علی امیر المومنین سرا بوصیتہ منہانی ذالک۔ کہ حضرت فاطمہ کی وصیت کے مطابق حضرت

امیر نے آپ کو رات کے وقت پوشیدہ دفن کیا۔ شیعہ عالم نجم الحسن کراروی "چودہ ستارے ص ۲۵۲" پر آپ کی وفات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

"جب رات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ نماز پڑھی اور جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کو منبر اور قبر رسول ﷺ کے درمیان دفن کیا گیا" روایت ثانی پر تو سوال بنانے کی حاجت ہی نہ رہی۔ روایت اولیٰ پر ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کام وصیت کے مطابق کیے۔ اگر حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں دفن کرنے کی وصیت ہوتی تو آپ ایسا ہی کرتے۔ مگر جب آپ نے نہ ایسا کیا۔ نہ مسلمانوں کی طرف سے مخالفت کا سوال ہوا نہ سنی شیعہ مورخین اس کا ذکر کرتے ہیں تو آج چودہ سو سال بعد معترض کا فرضی واویلا اور سخن سازی کون سنتا ہے۔ الغرض روضہ اقدس میں دفن کرنے کی وصیت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کی ہی نہیں۔ ثبوت معترض کے ذمے ہے۔ بلا وصیت از خود دفن کرنے کا بھی سوال نہ تھا۔ کیونکہ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نہ قبرستان تھا نہ جائے وقف۔ بس قرآنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملکیت خاصہ تھا۔ اور سید الکائنات کی قبر مبارک سے آپ کے حجرے کا مشرف ہونا خصوصیت پر مبنی تھا۔ بالفرض سیدہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی ہوتی تب بھی اپنی ماں و مالکہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت درکار تھی۔ اگر نہ ملتی تو شرعاً و عرفاً کوئی اعتراض کی بات نہ ہوتی۔ دو سال بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین بھی آپ کی وصیت اور ام المومنین کی اجازت سے ہوئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہاں تدفین کی اجازت مانگی اور پھر وصیت کی (بخاری ج ۲ ص ۱۰۹۰) بنابریں مسلمانوں نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دفن کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے کا خیال ہی نہ گذرا۔

یہ تو ظاہری سبب ہوا اصلی سبب تدفین مع الرسول وہ ہے جو سنی و شیعہ میں مشترک و مسلم ہے کہ ہر شخص کی قبر وہاں بنتی ہے جہاں سے اس کا خمیر تیار کیا جاتا ہے۔ مولوی مقبول صاحب آیت منہا خلقنا کم کے تحت لکھتے ہیں کہ کافی میں امام

جعفر صادق سے منقول ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے۔ چنانچہ وہ فرشتہ لا کر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل ہمیشہ اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے (پ ۱۲ ص ۳۷۷)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن ہو جائے اور میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک ہی مٹی سے بنے ہیں۔ اور اسی میں دفن ہوں گے۔ (المتفق والمفترق للخطیب حوالہ عبقات نمبر ۱۷)

شیعہ کے ہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تین اقوال ہیں۔ جنت البقیع میں اپنے گھر میں جو بنوامیہ کے عہد میں مسجد نبوی میں شامل ہو گیا۔ قبر اور منبر کے درمیان میں جو روضۃ من ریاض الجنۃ کا حصہ کہلاتا ہے۔ پہلا قول بعید ہے اور دوسرے دو اقرب الی الصواب ہیں (اعلام الوریٰ ص ۱۵۹) بنابریں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مدفن کا عزوشرف واضح ہے اور اعتراض باطل ہوا۔ کیونکہ مسجد نبوی کے حصہ "روضۃ" میں آپ کی تدفین مسلمانوں سے مخفی اور خلیفہ کی مرضی کے بغیر نہ ہو سکتی تھی جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی ہی میں کھلتا تھا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اکلوتی بیٹی کہنا قرآن و حدیث کی تکذیب ہے۔ سورت احزاب ع ۸ میں وبنا تك (اپنی صاحبزادیوں سے کہیے) کا لفظ آیا ہے اور شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی ص ۴۳۹ جلد اول باب مولد النبی میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بعثت سے قبل حضور ﷺ کی اولاد قاسم رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بعد از بعثت اور اسی طرح حیات القلوب ص ۷۸ جلد دوم پر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر خدا کی رحمت ہو۔ میرے اس سے طاہر مطہر عبداللہ (قاسم) فاطمہ رقیہ زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہم اولادیں پیدا ہوئیں"۔

سوال نمبر ۳: دعوت ذوالعشیرۃ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیوں نہیں۔

جواب: یہ دعوت آیت وانذر عشیرتك الاقربین (شعراء ۱۱) آپ اپنے نزدیک ترین رشتہ داروں کو ڈرایئے کی تعمیل میں منعقد ہوئی اور قریب ترین رشتہ دار بنو عبد المطلب کو جمع کر کے آپ نے دعوت الی اللہ دی۔ جب کسی ہاشمی نے اسلام اور حمایت پیغمبر کا اعلان نہیں کیا تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صغر سنی میں آپ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا (طبری ج ۲ ص ۲۲۳) علامہ ابن تیمیہ کی منہاج السنۃ میں تصریح کے مطابق روایت و سند کے لحاظ سے یہ قصہ اگرچہ غلط ہے تاہم اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اظہار اسلام کی تاریخ (دعویٰ نبوت کے تین سال بعد) اور آپ کی تمام بنو عبد المطلب پر افضلیت اور جناب ابو طالب کا مسلمان نہ ہونا ثابت ہوا۔ یہ مخصوص برادری کو دعوت الی الاسلام تھی۔ حضرت ابوبکرؓ تیمی اور عمرؓ عدوی کو بلانے کا سوال ہی نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو تین سال قبل آغاز نبوت پر ایمان لا چکے تھے۔ اور آپ کے دست راست بن کر دسیوں افراد کو حلقہ بگوش اسلام لانے سے اشاعت اسلام تیز ہو گئی۔ اور مسلمانوں نے بیت اللہ میں جا کر نماز ادا کی۔ (ملاحظہ ہو تاریخ طبری ج ۲ ص ۳۳۵، البدایہ ج ۳ ۲۹) نسباً گو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے دور کے رشتہ دار ہیں۔ مگر نصرت پیغمبر میں قریبی رشتہ داروں سے بڑھ کر ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ تحریک اسلام کو شیخین کے اسلام سے جس قدر نفع پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچا۔ ان اولی الناس با براهیم (وبحمذ) لذین اتبعوه. بیشک حضرت ابراہیم (اسی طرح حضور کے سب لوگوں سے زیادہ قریبی وہ ہیں جو آپ کے تابعدار ہوئے۔ پ ۳ ع ۱۴۔ حضرت ابوبکر کے سابق الایمان اور متبع اول ہونے پر یہ شہادت کافی ہے کہ ایک راہب کے کہنے پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ بصری سے مکہ پہنچے تو پوچھا اس ماہ میں کیا نئی بات ہوئی تو لوگوں نے کہا محمد بن عبد اللہ الامین تنبأ وقد تبعه ابن ابی قحافة۔ کہ محمد ﷺ نے دعویٰ نبوت کیا اور ابوبکر نے اس کی پیروی کی...... پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے اور نوفل بن خویلد۔ حضرت ابوبکر و طلحہ کو غنڈوں سے پٹواتا تھا۔ (اعلام الوریٰ ص ۵۱)

سوال نمبر ۴: مواخات کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنانا سب صحابہؓ

پر افضلیت کی دلیل ہے۔

جواب: ہجرت الی المدینہ کے بعد مہاجرین کا معاشی مسئلہ حل کرنے کے لیے آپ نے ایک ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان بھائی چارہ قائم کرادیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہل بن حنیف رضی اللہ کے ساتھ بھائی چارہ کیا (الاصابہ ترجمہ سھل) شیعہ کتاب کشف الغمہ ج ا ص ۹۲ پر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کسی کے ساتھ آپ نے عقد مواخات نہیں کیا تو وہ حضور پر غصے ہو کر کہیں چلے گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں تلاش کر کے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا تو صرف ابو تراب (مٹی والا) بننے کے لائق ہے کیا تو مجھ سے ناراض ہو گیا۔ جب میں نے مہاجرین وانصارؓ کے درمیان بھائی چارہ کیا اور تجھے کسی کے ساتھ نہیں ملایا۔ سن لے تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں"۔ حضور ﷺ نے حسب سابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاشی کفالت کو اپنے ذمہ لیا اور تسلی کے لیے یہ فرمایا۔ اس سے مطلقاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر استدلال درست نہیں کیونکہ حضرت ابوبکر اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو بھی حضور ﷺ نے اپنا بھائی اور محبوب فرمایا ہے (بخاری ج ۲ ص ۵۱۶۔ ۵۲۸)

نیز بصورت تسلیم یہ جزوی فضیلت ہی ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کو امۃ قانتا للہ حنیفا (آپ بمعزلہ امت عبادت گذار موحد تھے) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کلمۃ اللہ اور حضرت یوسفؑ کے تذکرہ کو احسن القصص فرمایا۔ مگر قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کی ذات اور تذکرہ کے لیے یہ صریح الفاظ نہیں ملتے جیسے یہاں ان انبیاء کو کلی فضیلت حضور ﷺ پر نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح مواخات مذکورہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مطلقاً فضیلت نہیں دی جا سکتی اگر ایسا ہوتا تو (۱) آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زندگی میں امام نماز نہ بناتے (طبری ج ۳ ص ۱۹۶ ناسخ التواریخ ج ۱ ص ۷ ۵۴ درہ نجفیہ ج ۲ ص ۲۲۵) اور ظاہر ہے کہ علم اور قرأت میں بڑے اور سب سے افضل کو امام بنایا جاتا ہے (من لایحضرہ الفقیہ ص ۱۰۳) (۲) آپ آخری وصایا ان سے ارشاد نہ فرماتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۸۵ و جلاء العیون ص ۵۷) (۳) اپنے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما

کی خلافت کی بشارت نہ دیتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۰ تفسیر صافی ص ۵۲۳ و مجمع البیان سورت تحریم) (۴) تمام مسلمان ان پر اتفاق نہ کرتے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کرتے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۷۶) (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے سے افضل نہ مانتے، کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ چار باتوں میں مجھ سے بڑھ گئے۔ پہلے اسلام ظاہر کیا۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی۔ نبی کے یار غار ہوئے۔ نماز قائم کی جب کہ وہ اسلام ظاہر کرتے تھے اور میں چھپاتا تھا۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریہ ص ۲۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بعد از رسول خدا تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام کی صریح توہین اور شیعی غلو ہے جس کے متعلق خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ میرے متعلق محبت میں غلو کرنے والا بھی ہلاک ہوگا جسے محبت ناحق کی طرف لے جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد شیعہ عقیدہ کی بیخ کنی کرتا ہے۔ وکلاً فضلنا علی العالمین (انعام ع ۱۰) ہر پیغمبر کو ہم نے سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

سوال نمبر ۵: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے برعکس زیادہ احادیث کیوں مروی ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ مخصوص خدمات کے لیے بعض بعض بندوں کو چن لیتے ہیں۔ ہر جگہ ایک ہی حیثیت سے مقابلہ نہیں ہوتا ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت کم گو اور شرمیلی تھیں اور عمر بھی بعد از پیغمبر ۶ ماہ پائی۔ ان سے روایت کم ہوئی۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما نے صغر سنی کی وجہ سے حضور ﷺ سے کم روایات کیں، پھر سیاسیات میں زیادہ مشغول رہے حضرت حسن رضی اللہ کا ڈہائی تین صد شادیوں نے بھی کافی وقت لیا (جلاالعیون ص ۲۷۷) تاہم آپ سے ۲۰، ۲۵ عدد احادیث مروی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دیگر خلفاء کی طرح سیاسیات اور امور سلطنت میں مشغول رہے اس لیے علم کی نسبت کم احادیث مروی ہیں جیسے خود خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بھی مکثرین کی نسبت کم احادیث مروی ہیں۔

رہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸ھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ المتوفی ۷۰ھ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا المتوفاۃ ۵۸ھ اہل سنت کے کثیر الروایۃ حضرات تو انہوں نے اپنی طویل زندگی کا نصب العین اور مشن ہی قال اللہ و قال الرسول کو بنایا۔ ان کے بڑے بڑے علمی حلقے، درسگاہیں اور مدارس بن گئے تھے اور امت پر ان کا یہ عظیم احسان ہے۔ شیعہ حضرات بھی اپنا مذہب پنج تن کرام سے ثابت نہیں کرتے بلکہ ان کی روایات کا ۹۰۔ ۹۵ فیصد ذخیرہ حضرت باقر و جعفر رحمہما اللہ سے ہے۔ فرمایئے کیا حضور ﷺ کا علم شریعت ان سے کم تھا یا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حسینؓ اور زین العابدینؒ ان تابعین بزرگوں سے کم رتبہ اور کم علم تھے کہ ان سے شاذونادر ہی کسی باب میں ایک آدھ روایت ملتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو اصول کافی کا تجزیہ کرلیں۔ رہی حدیث **انا مدینة العلم** تو یہ منکر۔ غیر صحیح بے اصل بلکہ موضوع ہے۔ (موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۴۰) اسی طرح اعلم امتی بعدی علی بن ابی طالب بھی ساقط الاعتبار اور موضوع ہے صحاح تو کجا کتب موضوعات میں بھی نظر سے نہیں گذری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علم و روایات نقل نہ کر کے خود شیعہ نے عملاً ان احادیث کو موضوع اور غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ واللہ الحمد۔

سوال نمبر ۶ :اگر بقول ملاں شیعہ ہی قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہیں تو اس وقت کے کروڑوں اہل سنت کہاں تھے؟

جواب : فرقہ شیعہ کو ہی غدار اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ بتانے والے معمولی ملاں نہیں بلکہ ان ملاؤں کے پیشوا حضرات اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دعا دی تھی "اے اللہ ان شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کے لیے بلایا۔ پھر ہمیں قتل کرنے کے درپے ہیں۔ اے اللہ ان سے میرا انتقام لے اور حاکموں کو کبھی ان سے خوش نہ رکھ (جلاء العیون ص ۴۰۵) تاریخ میں ہر حکومت مسلمہ کے ہاتھوں شیعہ کی بربادی کی وجہ سمجھ آگئی جس کا خود شور مچاتے ہیں۔

۲۔ اے بیوفاؤ غدارو مجبوری کے وقت اپنی مدد کے لیے تم نے ہم کو بلایا جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی (جلاء العیون ص ۳۹۱)

۳۔ تم پر تباہی ہو۔ حق تعالیٰ دونوں جہاں میں میرا بدلہ تم سے لے گا کہ خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو کافروں والا بدترین عذاب تمہارے لیے تیار ہے۔ (ایضاً ص ۴۰۹)

۴۔ جب شیعان کوفہ قتل کے بعد ماتم کرنے لگے تو زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ہم پر روتے ہو تو بتاؤ ہمیں کس نے قتل کیا ہے۔ (ایضاً ص ۴۱۱)

۵۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان گرگوں کے ماتم پر فرمایا تم نے ہمیشہ کیلئے اپنے کو جہنمی بنا لیا۔ تم ہم پر ماتم کرتے ہو جبکہ تم ہی نے خود قتل کیا ہے۔ اللہ کی قسم یہ ضرور ہو گا کہ تم بہت روؤ گے اور کم ہنسو گے۔ تم نے عیب اور الزام اپنے لیے خرید لیا۔ یہ دھبہ کسی پانی سے زائل نہ ہو گا۔ (ایضاً ص ۴۲۴)

۶۔ حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کوفی غدار و اور مکارو ہمارے قتل کے بعد جلدی اپنے انجام کو پہنچو گے۔ پے درپے آسمان سے عذاب تم پر نازل ہوں گے جو تمہیں برباد کرینگے اپنے کرتوتوں کی بدولت دنیا میں اپنی تلواریں اپنے آپ پر چلاؤ گے۔ (ایضاً ص ۴۲۵)

شیعہ اگر قاتل اہل بیت نہیں تو واضح کریں کہ یہ بد دعائیں، سینہ زنی، خود کشی زدوکوب کی سزائیں کس کو مل رہی ہیں۔ شیعہ کی تاریخی مظلومیت اور بے کسی میں کیا راز ہے۔ **فاعتبروا یاولی الابصار**. حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی شیعہ ہی نے قاتلانہ حملہ کیا، ران کاٹی اور مصلی سمیت سب مال و متاع لوٹ لیا۔ تبھی تو امام حسن رضی اللہ نے فرمایا تھا۔ میرے شیعہ کہلانے والوں سے معاویہ رضی اللہ عنہ میرے لیے بہتر ہیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۵۷)

شیعہ کتاب اعلام الوریٰ ص ۲۱۹ پر قاتلین امام کی کیا خوب نشاندہی کی گئی ہے کہ اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی، نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑ دی اور آپ کو

بے یارومددگار دشمن کے حوالے کیا۔ آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نہ کوئی مددگار تھا نہ جائے فرار۔ ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قدرت پا کر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی (ان کے ہاتھوں) شہید ہوئے تھے۔ امید ہے اب معترض کو تسلی ہو چکی ہو گی۔

پہلی صدی ہی میں کروڑوں اہل سنت کا وجود تسلیم کر کے ان کی قدامت و صداقت پر اور مذہب شیعہ کے خود ساختہ وبدعت ہونے پر معترض نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ رہا یہ امر کہ اہل سنت نے کیوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نصرت نہ کی تو وضاحت یہ ہے کہ کوفہ شیعستان تھا۔ (مجالس المومنین ص ۵۶) ایک لاکھ تلواریں مہیا کر کے حکومت کے لیے آپ کو بلانے والے شیعہ (جلاء العیون ص ۳۰۷) کے متعلق یہ گمان نہ تھا کہ وہ خود ہی امام مظلوم و مخدوع کو شہید کر کے اسلام زندہ کر دکھائیں گے۔ سب حضرات اہل مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں اور دامادوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا (جلاء العیون ص ۳۰۷) مگر حضرت جانے پر ہی مصر رہے، تاہم احتیاط کے طور پر ۵۰۔۶۰ نوجوان اہل سنت نے آپ کے ساتھ کر دیے جو آخر دم تک شرط وفاداری میں آپ کے ساتھ شہید ہوئے اور جن کے فرشتوں نے بھی کبھی مذہب تشیع کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ (من ادعیٰ فعلیہ البیان) یہی وجہ ہے کہ شیعہ ذاکرین مجالس میں ان کا نام لینا ہی گناہ سمجھتے ہیں۔ پھر اہل سنت کے شہر دمشق میں قافلہ اہل بیت کے ساتھ کوفہ کی نسبت عمدہ سلوک ہوا (جلاء العیون ص ۴۴۹ وغیرہ) حسن صلہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا تو اسی شہر میں ٹھہر گئیں اور شام میں تاہنوز ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔ پھر اہل سنت کے قابل صد افتخار مرکز مدینہ منورہ نے اہل بیت کو ہمیشہ کے لیے باعزت اپنے دامن میں ٹھہرا لیا۔ پھر ان حضرات نے کوفہ کا نام ہی نہیں لیا۔ اہل مکہ و مدینہ کا احترام اہل بیت ایک تاریخی حقیقت ہے۔ ان کے سنی مذہب ہونے پر قاضی نور اللہ شوستری کی شہادت کافی ہے۔

اما مکہ و مدینہ محبت ابوبکر و عمر برایشاں غالبست (مجالس المومنین ص ۵۵ حال کوفہ) مکہ اور مدینہ والوں پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت غالب ہے۔

سوال نمبر ۷: خلفاء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعلقات کیسے تھے۔ ان کے عہد میں آپ نے جہاد کیوں نہ کیا۔

جواب: شیعہ خیال کے برعکس یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ثلاثہؓ کے ساتھ بہترین تعلقات تھے۔ ان کی شوریٰ کے ممبر تھے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۴ طبقات ابن سعد الفاروق ص ۲۸۳) عہد راشدہ میں قاضی و مفتی بھی تھے (ازالۃ الخفاء ص ۱۳۰ الفاروق ص ۳۴۳) غیر موجودگی میں نائب خلیفہ بھی تھے (فتوح البلدان ص ۱۴) خلافت کے لیے نامزد ۶ افراد کی کمیٹی کے ممبر تھے۔ بوجوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ پسند تھے۔ (الفاروق ص ۲۶۵)

خلفاء کے کسی امر و نہی سے اختلاف نہ کرتے حتیٰ کہ اپنے عہد خلافت میں بھی قضاۃ کو حسب سابق فیصلوں کا پابند بنایا (بخاری ج ۱ ص ۵۲۰ مجالس المومنین ج ۱ ص ۵۴) خلفاء سے عطایا اور تنخواہیں وصول کرتے (طبری و کتاب الخرج ص ۲۴) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایرانی مفتوحہ باندی شہربانو کو قبول کیا۔ جس سے سادات کی نسل چلی۔ (جلاء العیون ص ۴۹۶) ہر وقت خلفاء کی تعریف میں رطب اللسان رہتے (نہج البلاغہ ص ۲۵۔۱۸۷۔۱۹۷) آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ کو تمام مسلمانوں کا مرجع جائے پناہ۔ قیم الامر (فرمانروا) رعایا کے لیے ایسا منتظم جیسے ہار کے موتیوں کے لیے دھاگہ، قطب زمان وغیرہ فرمایا جن میں صراحۃً حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کی تصدیق ہے۔ حد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما بیاہ دی (فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱) مجالس المومنین ص ۸۸ پر ہے۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد۔ اگر پیغمبر ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صاحبزادی دی تو ولی پیغمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر کو بیٹی دے دی۔ اس محبت و تعلق اور نمک خوری کے باوجود شیر خدا کا خلافت راشدہ میں بقول شیعہ "جہاد نہ کرنا اور اپنے زمانہ میں قصاص عثمان

رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں پر چڑھائی کرنا اور بنفس نفیس ذوالفقار نیام
سے نکالنا" (انقلابات زمانہ دیکھئے کہ یہ اعتراض اعداء مرتضیٰؓ نواصب نے کیا تھا۔ "مگر
اب شیعہ بھی وہی بولی بول رہے ہیں۔ افراط و تفریط کا انجام یہی ہے۔ لیکن جو جواب ہم
نے نواصب کو دیا تھا وہی روافض بباطن دشمن علی رضی اللہ عنہ کو دے رہے ہیں کہ اس
کا جواب شیعہ کے ذمہ ہے، ہمارے ذمہ نہیں۔ ہمارے نزدیک اب معمولی سپاہی کی
حیثیت سے میدان جنگ میں لڑنا آپ کے شایان شان نہ تھا بلکہ وزارت قضاء افتاء
خلافت کی نیابت وغیرہ امور میں خلافت راشدہ اور اسلام کی جو خدمت آپ نے کی وہ
سپاہ گری اور شمشیر زنی سے بڑی خدمت تھی۔ البتہ اجراء حدود میں خلافت راشدہ کے
مقرر جلاد بھی تھے (بخاری ج ۱ ص ۵۴۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی غزوہ
افریقہ اور فتح قسطنطنیہ میں شرکت جہاد خلافت راشدہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
کی صداقت پر دلیل شافی ہے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اسلام باب غزوہ افریقہ در عہد عثمان
والبدایہ ج ۸ ص ۳۲ وغیرہ) اگر یہ حق نہ ہوتیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفاء سے
تعاون نہ کرتے اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ان کے ماتحت جہاد نہ کرتے۔

حضرت خالدؓ بن ولید گو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اشجع نہ ہوں مگر کفار
ان کے ہاتھوں زیادہ قتل ہوئے۔ حضرت زیدؓ بن حارثہؓ اور جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد
غزوہ موتہ میں کمان سنبھالنا اور تین ہزار معمولی لشکر کو ایک لاکھ مسلح رومی فوج پر
غالب کر دکھانا ہی دربار نبوی سے فاتح اور سیف اللہ کا لقب ملنے کے لیے کافی ہے
(بخاری ج ۱ ص ۵۳۱، ج ۲ ص ۶۲۲) یہیں نو تلواریں آپ کے ہاتھ سے ٹوٹیں
(تاریخ) یہی تو ہماری دلیل ہے کہ جہاد میں اخلاص، ثابت قدمی اور معیت پیغمبر
فضیلت کے لیے کافی ہے۔ بالفعل زیادہ قتل کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ورنہ خود حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوالدرداء ابوذر اور سلمان رضی اللہ عنہم (عندالشیعہ
مسلمان) کے مقتولین کی تعداد بتائی جائے۔ کثرت قتل کے باوجود جیسے حضرت خالد
ان بزرگوں سے افضل نہیں ایسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی خلفاء ثلاثہ

رضی اللہ عنہم سے افضل نہیں ہیں۔ رہے بحوالہ الفاروق ص ۲۶۵ طبری کے حضرت
ابن عباس و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین مکالمے۔ تو وہ اس لائق نہیں کہ ان پر بنیاد رکھ کر
حضرات اہل بیت اور خلفاء پر اقتدار طلبی اور حسد کا مکروہ الزام لگایا جائے۔ اولاً دونوں
کی سند منقطع اور مجاہیل سے ہے۔ ایک معلوم راوی سلمہ ابرش قاضی رے شیعہ اور
منکر الحدیث تھا۔ اہل رے بد اعتقادی کی وجہ سے اس سے متنفر تھے۔
(میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۹۲)

ثانیاً۔ یہ شیعہ کو چنداں مفید بھی نہیں۔ جب اس مکالمہ کی رو سے حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی طرفداران کی قوم بھی نہیں اور شیعہ حضرات بھی حرب تقیہ رکھنے
کے باوجود ایک ہاشمی کی بھی نشاندہی نہیں کر سکتے جس نے بقول شیعہ حضرت علی رضی
اللہ عنہ کے حق خلافت کی تائید کی ہو۔ پھر آپ کیسے دعویٰ خلافت کر کے لوگوں کی
نظروں میں معتوب ہوتے اور خلفاء سے کشیدہ اور بیزار رہتے۔ کیا **قل اللھم ملک
الملک تؤتی الملک من تشاء۔** آل عمران ع (اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے جسے چاہتا
ہے بادشاہ بناتا ہے) اور **لیستخلفنھم فی الارض** (یقیناً اللہ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو
خلافت دے گا) کے پیش نظر نہ تھیں۔ جب اللہ نے حسب وعدہ ایک حق حقدار کو پہنچا
دیا اور آیت استخلاف کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی
چسپاں کیا۔ (نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام نقی ج ۱ ص ۴۳۴ ط ایران) تو پھر
تمنائے خلافت یا خلفاء پر حسد کیسا افسوس کہ شیعہ حضرات اپنا باطل نظریہ ثابت
کرنے کے لیے ان بزرگوں پر حسد و لالچ کا الزام لگا دیتے ہیں۔ اگر محسود بالفرض کوئی
ہو تو وہ خلفاء اسلام ہی ہیں کہ سب امت کے دل میں بس کر نیابت پیغمبر کا حق ادا کر
رہے تھے اور خدا نے اشاعت اسلام و فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیے تھے۔
بنو ہاشم نہیں کیونکہ نبوت سے فیض یافتہ ہونے میں وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے
شریک تھے۔ لوگوں کے دلوں میں مکرم و معظم بقول شیعہ تھے ہی نہ معاذ اللہ (حسب
روایت مجلسی لوگوں کے دلوں میں ابوبکر و عمر جیسے سامری و بچھڑے کی محبت رچی ہوئی
تھی حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۱) پھر کس بات میں ان حضرات پر کوئی حسد کرتا۔

الغرض بغض و حسد کا الزام قطعاً غلط ہے۔ **رحماء بینھم** سب صحابہ واہل بیت آپس میں مہربان تھے۔ ارشاد قرآن سچا ہے۔ ان کی الفت کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر خود جیوش اسلامیہ کی کمان کرتے ہوئے مدینہ سے ذی القصہ کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی باگ تھام کر فرمایا اے خلیفہ رسول! واپس ہو جائیں اگر خدانخواستہ آپ کو گزند پہنچا تو پھر کبھی اسلامی مملکت کا نظام قائم نہیں ہو سکے گا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۱۴)

سوال نمبر ۸: قصہ قرطاس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمانِ رسول کو ہذیان کیوں کہا۔

جواب: صحاح اہل سنت کی روشنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہذیان کہنے کی نسبت صریح بددیانتی ہے۔ کیونکہ حدیث قرطاس میں **ایتونی فتنا زعوا، فقالو ماشانہ اھجر استفھموہ، فذھبوا، فاختلف اھل البیت، فاختصموا،** (بخاری ج۔ا ص ۴۲۹ ۔ ۴۹۷، ج ۲ ص ۶۳۵ ، ۱۰۹۵) وغیرہ میں یہ سب جمع کے صیغے ہیں جھگڑے کی نسبت بھی اہل بیت کی طرف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو صرف اس قدر فرمایا تھا کہ حضور ﷺ کو سخت تکلیف ہے (لکھوانے کی تکلیف نہ دو) ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ یہ کہنا کوئی جرم نہیں کیونکہ یہ آیت **اولم یکفھم انا انزلنا علیك الکتاب** پ ۲۱ ع ۱) (کیا ان کو ہماری نازل کردہ کتاب کافی نہیں) کا مفہوم و ترجمہ ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہج البلاغہ میں اور امام جعفر صادق نے کافی میں کئی جگہ کتاب اللہ پر انحصار فرمایا ہے۔ جیسے یہاں مفہوم مخالف مراد لے کر حدیث کی حجیت سے انکار درست نہیں تو قصہ قرطاس میں بھی درست نہیں تاکہ رد قول پیغمبر لازم آئے۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا اسم گرامی مٹانے کا اس سے صریح تر شخصی حکم تھا مگر آپ نے قسمیہ انکار کیا پھر خود حضور ﷺ نے مٹایا۔ علاوہ ازیں **اھجر** کے معنی ہذیان لینا ہی غلط ہے۔ مشترک اور ذوالوجوہ لفظ کے معنی محل و قرینہ کے لحاظ سے متعین ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں یہی ۶ مرتبہ مادہ و صیغہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً **تھجرون فاھجرھم، ھجرا، جمیلا. مزمل)** سب

جگہ چھوڑنے اور علیحدگی کے معنی میں ہے۔ **فھجرت ابابکر، ان یھجراخاہ** جیسی احادیث میں بھی ترک اور جدائی کا معنی متعین ہے۔ پھر اس قصہ میں یہ معنی کیوں درست نہیں؟۔ کیا لغت کے صرف ایک ہی معنی ہذیان پر اصرار صریح عمر و شمنی نہیں؟ یہاں مناسب معنی یہ ہے جیسے قاموس میں تصریح ہے۔ "کیا آپ دنیا چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ آپ سے پوچھ لو۔" اگر ہذیان کے معنی لیے جائیں تو پوچھ لو بے معنی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ **مخبوط العقل** سے پوچھا نہیں جاتا۔ شارحین اہل سنت علامہ کرمانی اور نووی وغیرہ یہی معنی کرتے ہیں (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۶۳۸)

فرض کرو معنی وہی ہے تو استفہام انکاری ہے، ہذیان کی تو نفی ہو گئی علامہ شبلی نے صرف ایک معنی لکھ کر پھر اس کی حضرت عمرؓ سے نفی بھی کی ہے۔ الغرض حضرت علیؓ قلم دوات لا کر اپنا حق لکھوا لیتے۔ یا چار دن بعد آپؐ زندہ رہے، زبانی ہی وصیت کر دیتے ورنہ تبلیغ رسالت میں کوتاہی لازم آتی ہے۔

سوال نمبر ۹: جنازہ نبوی سے قبل خلیفہ کیوں منتخب ہوا؟

جواب: سابقہ پیغمبر کے خلفاء بھی قبل از تدفین متعین ہو جاتے تھے اور امت ان پر اتفاق کر لیتی تھی۔ جیسے حضرت موسیٰ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہما السلام۔ سابقہ کسی پیغمبر کی کیا حاجت ہے ایک شریعت دوسری سے مختلف ہو سکتی ہے جیسے مشکوٰۃ شریف میں صحیحین کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوتا دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ہاں خلفاء ہوں گے جن کی تعداد بہت ہو گی۔ معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء کے عہد میں انتخاب کی ضرورت ہی نہ تھی ہاں ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کو انتخاب کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلی امم پر قیاس کرنا باطل ہوا مع ہذا سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت میں یہی قانون ہے کہ امت کسی وقت بھی قائد کے بغیر نہ ہو۔ خود شیعہ کے یہاں یہ اصول مسلم ہے کہ نبی یا امام کے آخری لمحات میں اس کا جانشین بنا دیا جاتا ہے **(فی آخر دقیقة من حیات الاول)** (کافی ج ا ص ۲۷۵) حضرت حسن رضی اللہ عنہ والد ماجد کی تدفین سے قبل ہی منبر خلافت پر جلوہ افروز

ہوئے اور اپنے فضائل بیان کرنے کے بعد بیعت لینی شروع کی (جلاء العیون ص ۲۱۹)
جب ہر شیعہ امام اپنے پیشرو کی وفات سے قبل امام بن جاتا ہے تو اگر حضور ﷺ کا جانشین قبل از تدفین بنادیا جائے تو کیا خامی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے چند گھنٹے بھی بلا خلیفہ ہونا مکروہ جانا (طبری ج ۲ ص ۲۰۷)

مدینہ کے اس وقت کے مخصوص حالات سے قطع نظر عقلایوں بھی انتخاب ضروری ہے کہ امت کا ہر کام امام کی نگرانی میں ہو اور اختلاف پیدا نہ ہو یا اسے امام مٹا دے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ کے انتخاب کے بعد جائے تدفین میں اختلاف ہوا۔ آپ کے ارشاد پر آپ کو جائے ارتحال پر دفن کیا گیا (طبری ج ۲ ص ۲۱۳) آخری وصایا تجہیز و تکفین حضور ﷺ نے آپ ہی کو فرمائیں اور دوسروں کو بتانے کا حکم دیا (جلاء العیون ص ۷۰) اور آپ نے بامر نبوی اس کام کو تقسیم کیا۔ جنازہ کے وقت نہ صرف آپ موجود تھے بلکہ لوگ آپ کو بروایت (جلاء العیون ص ۷۰) امام بنانا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے فرداً فرداً تمام مہاجرین و انصارؓ نے نماز پڑھی اور مدینہ و نواح مدینہ کا کوئی آدمی مرد یا عورت باقی نہ رہا جس نے جنازہ بصورت دعا نہ پڑھی ہو (اصول کافی باب مدفنہ وصلاۃ علیہ وحیات القلوب ج ۲ ص ۶۹۷)

اہل سنت کی معتبر تاریخ البدایہ والنہایہ اور طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ۱۰۔۱۰ آدمیوں نے فرداً فرداً حجرہ میں بصورت دعا نماز جنازہ سب مسلمانوں نے پڑھی (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تدفین و جنازہ میں غیر حاضری کا طعن صریح جھوٹ ہے)

بیعت امام ایک اسلامی فریضہ تھا جو بہر صورت ادا کرنا تھا۔ اگر قبل از تدفین وجود میں آگیا تو شیعہ کو کیا دکھ ہے۔ حسب روایات شیعہ (در کافی ص ۲۴۴ در جال کشی ص ۸) وغیرہ (کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سوائے تین چار شخصوں کے کوئی طرفدار ہی نہ تھا) اگر ایک مہینہ بھی انتخاب مؤخر ہو جاتا تو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت نہ ملتی۔ ہاں امت افتراق و اختلاف کا شکار ہو جاتی۔ منافق سازش کرتے، فتنہ ارتداد اور کفار کی یلغار کو روکنے والے کوئی نہ ہوتا۔ پیغمبر اسلام کی وفات کے ساتھ

اسلام کا جنازہ بھی اٹھ جاتا تو آج شیعہ خوشی سے بغلیں بجاتے۔ جیسے آج بھی ان کا قطعی متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوائے چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے (روضہ کافی ص ۲۴۶۔۲۹۶۔ مامقانی نے تنقیح المقال ص ۲۱۶ میں ان روایات کو متواتر کہا ہے) یہ ہے ان کی اسلام اور پیغمبر اسلام کی محبت و قربانی سے محبت۔ حیف ایسے اسلام اور عقیدہ امامت پر۔ آخر میں بطور الزام یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بنو ہاشم کو مرض وفات ہی میں خلافت کا فکر تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے پاس لے جانا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ "میں نہ پوچھوں گا کیونکہ اگر آپؐ نے انکار فرمادیا تو پھر کوئی امید باقی نہ رہے گی (بخاری باب مرض النبی) پھر تجہیز و تکفین سے پہلے انصار سقیفہ میں اگر جمع ہوئے تو بنو ہاشم و حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے گھر میں چھوڑ کر حجرہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں جمع ہوئے۔ طلحہ و زبیرؓ ان کے ساتھ تھے۔ (طبری ص ۱۸۲)

سوال نمبر ۱۰: اولاد پیغمبر ﷺ کو ترکہ سے کیوں محروم کیا گیا۔

جواب: واقعی ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی مثال بھی نہیں ملے گی کہ ان کی اولاد میں مالی ورثہ تقسیم ہوا ہو۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمانؑ، داؤدؑ، یحییٰ زکریا اور آل یعقوبؑ کے وارث بننے کا جو ذکر ہے وہ علم و نبوت کی وراثت ہے نہ مالی۔ حضرت سلیمانؑ اور دیگر انبیاءؑ کی یہی وراثت حضور کو ملی۔ پھر حضور ﷺ سے حسب عقائد شیعہ ائمہ اہل بیت کو۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۵ ج ۱ ص ۳۸۲ باب فضل العلم باب ان الائمۃ ورثۃ العلم ص ۲۲۲ باب حالات الائمہ ص ۳۸۲ باب ان الائمۃ ورثوا علم النبی ص ۲۲۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحیح حدیث پیش کی۔ حضرت جعفر صادقؒ نے بھی یہی فرمایا۔ **ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینا راوانما اورثوا العلم اصول کافی** ص ۳۴) کہ انبیا کی وراثت درہم و دنانیر نہیں ہوتی علم اور نبوت ہوتی ہے مگر بقول شیعہ یہ صرف ہمارے پیغمبر کریم ﷺ نے نرالا دستور نکالا کہ زندگی میں جس صاحبزادی کے گھر میں فقر و فاقہ پسند کرتے اور بدن سے زیور بھی اتروا

لیتے تھے۔ (جلاء العیون ص ۱۱۰)بعد از وفات صرف ۷۵ دن یا چھ ماہ کی زندگی کے لیے باغ فدک جیسی وسیع جائیداد یا نصف دنیا کے برابر (جبل احد تا عریش مصر اور گوشہ سمندر سے دومۃ الجندل تک کافی ص ۳۵۵)ہبہ کر گئے ہوں جب کہ وہ مال فے قرآن نے ۸ مصارف کا حق بتایا ہے (حشر ع ۱)اور بصورت وراثت ازواج مطہرات اور دیگر رشتہ داروں کا بھی حق بنتا ہے۔ دو ماہ تک گھر میں آگ نہ جلانے والے اور پیٹ پر پتھر باندھنے والے، میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ بناوٹ کرتا ہوں (ص ع ۵) کا اعلان کرنے والے زاہد ترین پیغمبر اعظم پر اس سے بڑا حملہ اور بہتان نہیں ہو سکتا جو ۵، ۱۰ ہزار روپے میں خون اہل بیت کی لوری بیچنے والے نام نہاد شیعان علی نے فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی آڑ میں اہل بیت نبوی پر لایا ہے۔ اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے محروم کیا تھا تو حضرت علی و حسن رضی اللہ عنہما نے اپنے عہد خلافت میں کیوں نہ دیا۔ کیا یہ بھی ظالم و غاصب تھے؟ قدرت نے دربار صدیقی میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تولیت کا یہ دعویٰ کروا کر جہاں مسئلہ وراثت انبیاء کو مبرہن کرا دیا اور آپ مطمئن ہو کر خاموش رہیں وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت حقہ پر فاطمی تصدیق کرادی کہ اگر آپ کو خلیفہ برحق اور جانشین پیغمبر در تصرفات مالیہ نہ مانتیں تو کبھی آپ سے سرپرستی نہ مانگتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مانگتیں کیا فدک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جیب میں پڑا ہوا تھا یا خلیفہ ہوتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مزارعین کو بے دخل کر کے سرکاری مزارعین کو دے دیا تھا؟ عطیہ وہبہ کے متعلق کنز العمال وغیرہ کی جملہ سنی روایات مجروح و مردود ہیں ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۰۱۔ ۲۲۸، عمدۃ القاری ج ۱۰ ص ۲۰)ان سب میں عطیہ عونی شیعہ کذاب مدلس ہے جو ابو سعید کلبی وضاع سے روایت کرتا ہے اور ابو سعید خدریؓ کا وہم دلاتا ہے۔ (از افادات علامہ تونسوی)

سوال نمبر ۱۱ :جمل وصفین اور نہروان کے مقتولین کے قاتل بموجب قرآن پ ۵ ع ۱۰ لعنتی اور جہنمی ہیں۔ کیا صحابہ قرآن سے مستثنیٰ ہیں؟

جواب :اصل تحقیقی جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان

جنگوں پر صادق نہیں آتی کیونکہ نہروان والے خوارج میں ایمان کی شرط نہ تھی۔ حدیث مرفوع میں ان کے قاتل کی مدح مذکور ہے کہ وہ حق کے قریب ترین گروہ ہو گا۔ جمل کا معرکہ دھوکہ اور لاعلمی سے ہوا۔ عمداً کی شرط نہ پائی گئی۔ صفین میں گو طرفین سے ایمان اور فی الجملہ عمد تھا مگر طرفین اپنے اجتہاد کی رو سے آیت **فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ** (اس گروہ سے لڑو جو فتنہ چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی طرف آجائے) پر عمل پیرا ہوئے۔ لشکر علوی نے اہل شام کو باغی جانا اور اہل شام نے قاتلان عثمان اور سبائیوں کو جو لشکر علوی میں بکثرت تھے باغی جانا اور ان سے جنگ کی اپنے علم و اجتہاد میں ہر فریق صاحب دلیل اور معذور تھا۔ ارشاد نبوی کے مطابق مجتہد خاطی پر کوئی گرفت نہیں ہوتی اور الزامی یہ ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میں مست شیعہ معترض اس سوال میں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہی (العیاذ باللہ) یہ فتویٰ لگا رہا ہے۔ کیونکہ جنگ نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی آپ کی امامت کو منصوص من اللہ (ان الحکم الا للہ) کہنے والے شیعان علی کو خروج کی بنا پر تہ تیغ کر کے خوشی منائی (طبری ج ۵ ص ۸۹) کوفہ اور کچھ اہل مدینہ سے لشکر جرار لا کر بصرہ کے مقام پر حضرت طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم طالبان قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کو لشکر علوی نے ہی صلح کر چکنے کے بعد غدر کر کے تہ تیغ کیا اور اس پر اب شیعہ کو فخر بھی ہے (طبری ج ۴ ص ۴۹ تا ۴۹۴)

اور کوفہ سے لشکر جرار لا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام پر چڑھائی کی (طبری ج ۴ ص ۵۶۳)اور صفین کے مقام پر از خود خونریز معرکہ برپا کیا۔ (طبری ج ۴ ص ۴۷۵)فریق مخالف تو محض قصاص حضرت عثمان مظلوم رضی اللہ عنہ کے طالب تھے، انہیں تو دفاع کرنا پڑا بعد از قصاص بیعت علی رضی اللہ عنہ چاہتے تھے (طبری ج ۵ ص ۶) فرمائیے! بلوایان عثمان کی سازش سے ان جنگوں کا ہیرو اور قاتل المسلمین کون ٹھہرا اور قرآنی فتویٰ کس پر چسپاں ہوا؟

اہل سنت نے اس پس منظر کو جانتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے لشکر کو اور اسی طرح طالبین قصاص کو خطرناک قرآنی فتویٰ سے بچانے کے لیے

متفقہ طور پر استثنائی فیصلہ دیا کہ یہ خانہ جنگیاں اجتہادی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں۔ طرفین سے طلب صواب ہی میں یہ کام ہوا، نیت ہر ایک کی نیک تھی۔ دونوں کے صحیح النیت مقتول بھی جنتی ہیں اور طعن و تشنیع بھی کسی پر روا نہیں (ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت صحابہ باب پنجم) فرمائیے اس فیصلہ سے آپ کو کیا دکھ ہے؟ اور آپ کا کیا نقصان ہوتا ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں اور فاصلحوا بین اخویکم (بصورت لڑائی اپنے بھائیوں میں صلح کراؤ) کے تحت یہ مصالحانہ فیصلہ کیا۔ اس مفید مسلمین فیصلہ سے آپ کا انکار کیا دشمن اسلام اور دشمن علی رضی اللہ ہونے کی پختہ دلیل نہیں؟

اگر اہل سنت کا یہ فیصلہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان جنگوں کی بدولت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح الگ ہوتی جیسے خود ان کے عہد حکومت کے آواخر میں سوائے صوبہ حجاز اور کچھ عراق کے پبلک حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرفدار ہو گئی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مصالحت کرنی پڑی (طبری ج ۵ ص ۱۴۰ ازالۃ الخفاء) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اندیشہ صحیح ثابت ہو کر رہا کہ حضرت معاویہ ولی دم عثمان پوری ملت اسلامیہ کے ایک دن خلیفہ بن جائیں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے۔

ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطٰنا فلا یسرف فی القتل انه کان منصورا (پ ۱۵ ع ۴)

جو شخص ظلماً قتل ہو جائے اس کے ولی الدم کو ہم غلبہ دیں گے پس وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بیشک منجانب اللہ اس کی مدد کی جائے گی۔ (پ ۱۵ ع ۴)

شرکاء و شہداء جمل و صفین کے متعلق معترض کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر ایمان لا کر کفر سے توبہ کر لینی چاہیے۔ قتلای و قتلی معاویۃ فی الجنۃ (رواہ الطبرانی ورجاله و ثقوا) (میرے لشکر کے مقتول اور معاویہ کے لشکر کے مقتول جنت میں ہوں گے) نیز نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۵ میں آپ کا یہ مشہور خطبہ ہے جس میں آپ نے جمل و صفین کی روئیداد اور فیصلہ کو اپنی مملکت میں نشر کیا۔ کہ ہمارے معاملہ کی

ابتدا یوں ہوئی کہ ہم اور شامی جماعت بر سرپیکار ہو گئے حالانکہ کھلی بات ہے۔ ہمارا پروردگار ایک ہمارا نبی ایک (اس میں شیعہ عقیدہ امامت کا ذکر نہیں) ہماری اسلام کی طرف دعوت ایک نہ ہم ان شامیوں سے اللہ پر ایمان لانے اور حضور علیہ السلام کی تصدیق میں زیادتی کے خواہاں ہیں۔ نہ وہ ہم سے یہ چاہتے ہیں۔ ہر بات ایک اور متفق علیہ ہے بجز اس کے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون میں ہمارا اختلاف ہوا۔ اور ہم اس سے بری ہیں۔

قاضی امت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و اہل شام کو بر حق مومن کامل بتا دیا۔ اس فیصلہ کا منکر منکر علی اور منکر علی عند الشیعہ جہنمی ہے۔

سوال نمبر ۱۲: خلافت راشدہ میں منافق کہاں گئے؟۔

جواب: عہد نبوی میں بالعموم یہود میں سے منافق ضرور تھے۔ مگر مسلمانوں کی مجموعی تعداد کے مقابلے میں وہ ایک فیصد بھی نہ تھے باوجود سازشی ذہن رکھنے کے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انجام کے متعلق ان کو فرمایا:

۱. واذا لا تمتعون الا قلیلا (احزاب ع ۲)

اور اس صورت میں تم کو فائدہ حیات بھی کم دیا جائے گا۔

۲: ثم لا یجا ورونك فیها الا قلیلا ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا (احزاب ع ۸)

پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف سے ان پر لعنت ہوتی رہے گی اور وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور ایسے قتل کیے جائیں گے جیسے قتل کیے جانے کا حق ہے۔

۳. لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتین ثم یردون الی عذاب الیم (توبہ ع ۱۲)

اے رسول تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔

عنقریب ہم ان کو دوہرا عذاب دیں گے۔ (تراجم مقبول)

معلوم ہوا کہ بموجب قرآن حکیم منافق زیادہ تر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی ختم ہو گئے اور کچھ وفات نبوی کے بعد کھلے مرتد ہو کر مقتول و مردود ہوئے۔ منظم جماعت کی شکل میں ان کا وجود باقی ہی نہ رہا کہ وہ علی الاعلان اسلام کی مخالفت کرتے یا منافقانہ اسلامی حکومت میں مل کر اپنا اثر پھیلاتے۔ کیونکہ یہ قرآنی پیشگوئی کے بر خلاف ہوتا لہٰذا گنتی کے کچھ افراد تقیہ کر کے رہتے ہوں گے۔ مرنے پر صاحب السر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کی نشاندہی کر دیتے تو ان کا جنازہ بھی نہ پڑھا جاتا۔ (زاد المعاد والبدایہ) بنو ہاشم کو حکومت مسلمہ کے مد مقابل ایک پارٹی کہنا صریح جھوٹ ہے۔ سب بنو ہاشم نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برضا و رغبت خلیفہ تسلیم کیا تھا (طبری ج ۳ ص ۲۰۸) البتہ بروایت شیعہ امت میں سے صرف حضرت علی، ابوذر مقداد اور سلمان و عمار رضی اللہ عنہم نے تقیہ کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ کی بیعت کی تھی (روضہ کافی ص ۱۱۵۔۱۲۹ احتجاج طبرسی ص ۴۸) اور شیعہ اپنے اسی جھوٹ کو اچھالتے اور اپنا پیٹ پالتے ہیں گو اس سے اپنا اور ان کا ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

بہر کیف بیعت صدیق رضی اللہ عنہ تو ہو گئی اور الگ کوئی پارٹی نہ ہوئی۔

ابتداء حضرت ابوسفیان بن حرب نے حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما کو ضرور کہا تھا کہ خلافت قریش کے کمزور خاندان میں کیسے چلی گئی تم اگر چاہو تو میں تمہارے لیے ابوبکر کے خلاف سوار اور پیادوں کا لشکر بھر دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہرگز یہ نہیں چاہتا اگر ہم حضرت ابوبکر کو اس کام کا اہل نہ دیکھتے تو انہیں خلیفہ بننے کے لیے نہ چھوڑتے (کنز العمال ج ص ۱۴۱)۔ منافقوں کے وجود کی تحقیق کرنے والے شیعہ دوست اپنے اس عقیدہ پر غور کریں کہ بعد وفات نبوی اہل بیت اور ان کے شیعوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈہائے گئے۔ چن چن کر قتل کیا گیا۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا۔ کیا منافقوں کے متعلق مذکورہ بالا قرآنی پیشگوئیاں اور انجام معاذ اللہ ان پر تو صادق نہیں آ گیا؟ انصاف مطلوب ہے۔ یہود نے "عقیدہ امامت" اسی لئے تراشا ہے۔

سوال نمبر ۱۳: خلافت خلفاء دلائل اربعہ میں سے کس سے ثابت ہے؟

جواب: الحمد اللہ حسب اعتراف شیعہ اہل سنت کے مذہب کی بنیاد چار چیزیں ہیں قرآن مجید۔ حدیث مصطفیٰ۔ اجماع امت، قیاس، شیعہ حضرات چونکہ چاروں بنیادوں کو نہیں مانتے لہٰذا وہ اہل سنت کو کوستے رہتے ہیں۔ قرآن حکیم کی صحت و صداقت پر ان کو اعتبار ہی نہیں۔ دو ہزار اپنی متواتر احادیث کی رو سے اسے محرف جانتے ہیں۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۲۵)

اصول کافی میں قرآن پاک کی تحریف و کمی پر مستقل باب ص ۴۱۱ تا ۴۳۲ پر موجود ہے۔ ترجمہ مقبول میں بھی بیسیوں آیات کو محرف بتلایا گیا ہے۔ لہٰذا قرآن ان کے مذہب کی بنیاد ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث مصطفیٰ کے مقابلے میں انہوں نے ۹۰ تا ۹۵ فیصد احادیث جعفر و باقر بنائی ہیں۔ رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہبی من اللہ مسلمان اور عالم لدنی مانتے ہیں اور حضورؐ کی شاگردی میں آپ کی توہین جانتے ہیں لہٰذا بواسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہ حدیث مصطفیٰ کو نہیں مان سکتے۔ بقیہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو وہ خارج از ایمان و عصمت قرار دیتے ہیں ان سے حدیث مصطفیٰ کیسے لیں؟ رہا اجماع امت تو اس کے وہ کھلے منکر ہیں۔ تقریباً ہر مسئلہ میں امت محمدیہ سے الگ ہیں۔ اجماع امت ان کا دشمن ہے اور وہ اس کے ہاں متعہ، بداء، تقیہ و تکفیر صحابہ جیسے خود ساختہ مسائل میں وہ اجمعت الامامیۃ اتفق اہل الامامۃ۔ اجمع اہل التشیع فرما کر اجماع شیعہ کے قائل ہو جاتے ہیں (ملاحظہ ہو کتب فقہ و اصول شیعہ)

اہل سنت کے سامنے تو قیاس کی مذمت کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کے بر خلاف اپنے ہر مسئلہ کو ڈھکوسلوں سے ثابت کرتے ہیں۔ فالی اللہ المشتکی آمدم بر سر مطلب خلفاء ثلاثہ کی خلافت قرآن سے بھی ثابت ہے۔ جیسے۔

نمبر ۱: آیت استخلاف پ ۱۸ ع ۱۳ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا اٹل وعدہ ہے کہ بعد از پیغمبر حسب سابق مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ خلافت و حکومت ارضی نصیب کرے گا۔ ان کے دین کو مضبوط و غالب اور خوف کو امن سے بدلے گا۔ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر چسپاں کیا

جیسے آگے آرہا ہے۔ شیعہ مفسر طبری کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان خلفاء کو عرب و عجم کے کفار کی زمین کا وارث بنائے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ فتوحات تمکین دین اور خوف کا خاتمہ خلفاء ثلاثہ ہی کو نصیب ہوا۔

نمبر ۲: آیت **قل للمخلفین من الاعراب پ ۲۶ ع ۱۰**

۳۔ آیت **الذین ان مکنا ھم پ ۱۷ ع ۱۳**

۴۔ آیت **والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ماظلموا سورۃ النحل ع ۶**

۵۔ آیت **یاایھا الذین امنوامن یرتد منکم عن دینہ پ ۶ ع ۱۲**

۶۔ آیت **الم غلبت الروم پ ۲۱ ع** تفصیل کا یہ موقع نہیں اور احادیث مصطفیٰ علیہ السلام سے بھی۔

۱۔ بعض ازواج مطہرات کو خفیہ بتلایا کہ میرے بعد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوں گے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۰ تفسیر قمی ص ۲۵۴ مجمع البیان ص ۳۱۴ سورۃ تحریم وغیرہ)

۲۔ ایک سائلہ عورت کے پوچھنے پر فرمایا میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھنا (بخاری ج ۱، ص ۵۱۶)

۳۔ خندق کے موقعہ پر کسریٰ اور قیصر کی فتح کی بشارت دی جو حضرت عمر کے دور میں پوری ہوئی (روضہ کافی ص ۱۲۰ حیات القلوب ج ۲ ص ۴۵۰ اور عمل مرتضوی سے بھی کہ آپ نے فرمایا میں ان دو شخصوں سے ضرور لڑوں گا۔ جو ناحق دعویٰ کرے اور جو حق کو دوسروں سے روکے (نہج البلاغہ) اور تاریخ شاہد ہے کہ خلفاء ثلاثہ رضی سے آپ نے جنگ نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ان کی خلافت برحق تھی۔

اجماعی خلافت بایں معنی ہے کہ سب مسلمانوں نے بالاتفاق ان حضرات کی بیعت کی عہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح کثیر تعداد الگ نہیں رہی۔ بالفرض اگر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تب بھی اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے خلافت حقہ ثابت ہو جاتی کیونکہ اجتماعی معاملات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے۔

وامرھم شوریٰ بینھم (شوریٰ ع ۵) کہ رب تعالیٰ کے مطیع بندے آپس میں مشورہ سے اپنے معاملات طے کرتے ہیں۔ شوریٰ اور اجماع کی حجیت پر اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیے یا جیسے نہج البلاغہ میں حضرت امیر نے فرمایا میری بھی ان لوگوں نے بیعت کی جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی۔ اگر مہاجرین وانصار ایک شخص پر اتفاق کر کے اسے امام بنالیں تو وہ اللہ کا منتخب امام ہوتا ہے۔ خود حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو آئمہ شیعہ کی طرح خود ستائی کے رنگ میں آیات بالا سے خلافت ثابت کرنے کی کیا حاجت تھی۔ مزہ اس میں ہے کہ دوسرے حضرات آیات اور عمل نبوی سے ثابت کریں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں آیت استخلاف پڑھ کر چسپاں کر دی (نہج البلاغہ مع شرح فیض الاسلام ج ۱ ص ۴۳۴) زیر خطبہ و **نحن علیٰ موعود من اللہ . وللّٰہ الفضل .** کسی وعدہ کے ایفاء اور پیشگوئی کے پورا ہو چکنے کے بعد ہی اس کی حکایت ہوتی ہے۔ قبل از تکمیل کچھ کہنا موزوں نہیں لگتا۔ جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کے محب خدا اور محبوب خدا وغیرہ کے اوصاف فرمودہ کی تعیین اسی وقت ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عَلَمَ ملا۔ اس سے پہلے ہر شخص امیدوار تھا۔

سوال نمبر ۱۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین پر کیا فتویٰ ہے۔

جواب: پہلے مدلل بیان ہو چکا ہے کہ حضرت طلحہ، زبیر، عائشہ، معاویہ رضی اللہ عنہم نے نہ خلافت علوی کا انکار کیا نہ دانستہ مخالفت کی۔ البتہ حکومت وقت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ خون کا مطالبہ کیا جو آئینی حق تھا جبکہ قاتلانِ عثمان آپ کی فوج میں شامل تھے (مجالس المومنین ص ۲۸۴) مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض مصالح کے پیش نظر قصاص میں تاخیر کر رہے تھے۔ ان حضرات نے دراصل آپ کی اعانت در قصاص کے لیے فوج تیار کی تھی۔ جمل کے موقعہ پر تبادلہ خیال میں مسئلہ حل ہو گیا مگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے اس صلح میں اپنی موت دیکھ کر غداری سے رات کو جنگ بھڑکا دی (طبری ص ۴۸۹ تا ص ۴۹۴) تقریباً یہی کچھ صفین میں ہوا (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب عدالت حضرات صحابہ کرامؓ ص ۲۶۶ تا

۲۸۸ اور عمار بن یاسر کی شہادت اور سبائی کرتوت) لہٰذا ان حضرات پر فتویٰ لگانا
دراصل۔ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ اور وکلا وعدا اللہ الحسنیٰ (ہر ایک سے
اللہ نے بھلائی (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے) جیسی آیات پر قلم پھیرنا ہے۔ ایک مسلمان کی
یہ جرأت نہیں ہو سکتی ورنہ ہم بھی الزاماً کہہ سکتے ہیں کہ ان حضرات نے دارالخلافہ
مدینہ یا کوفہ پر تو حملہ نہیں کیا، قصاص کی طلب میں تیاری کرتے تھے تو کیوں کوفہ و
مدینہ سے آکر علوی لشکر نے ام المومنین سے جنگ کی۔ حالانکہ عبداللہ بن سلام جیسے
اکابر صحابہ رضی اللہ عنھم نے منع بھی کیا اور فرمایا کہ اگر مدینہ سے نکلو گے تو پھر کبھی
مدینہ دارالخلافہ نہ رہ سکے گا (طبری ج ۴ ص ۴۵۶) اور حواری پیغمبر و پاسبان رسول کو
کس پاداش میں ذبح کیا گیا۔ ساٹھ، ستر ہزار مسلمانوں کا خون استحکام خلافت کی خاطر بہانا
جائز ہے؟ (فما ھو جوابکم فھو جوابنا) اگر آپ خاطی کی نشاندہی پر خوش ہیں تو
بعض اہل سنت نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کرنے والے خطا
پر تھے لیجئے اختلاف چھوڑ کر مسلمانوں سے مل جائیے۔

سوال نمبر ۱۵: جمل و صفین کے شرکاء میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر؟

جواب: ہر جگہ فلسفے نہیں بگھارے جاتے۔ فرق مراتب گر نہ کنی زندیقی۔ ورنہ
بتلائیں مندرجہ ذیل بزرگوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر۔ حضرت خضر و
موسیٰ کا اختلاف۔ حضرت موسیٰ و ہارون کا معاملہ ڈاڑھی پکڑنا۔ حضرت داؤد و سلیمٰن
کے فیصلہ کا اختلاف۔ حضرت حسن و علی المرتضیٰؓ کے سیاسی کاروائیوں میں اختلافات و
مناظرے (طبری ج ۴ ص ۴۵۶) حضرت معاویہ سے صلح و بیعت کے وقت حسنین
رضی اللہ عنہما کا شدید اختلاف۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کئی مرتبہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ پر ناراض ہو کر میکے روٹھ جانا اور دربار رسالت سے حضرت علی رضی اللہ
عنہ کو فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی (فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس
نے اسے ناراض کیا مجھے ناراض کیا) سے عتاب ہونا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا
کربلا میں جان دینا اور سجاد کا غلام یزید بننا (روضہ کافی) ان میں سے ہر بات قرآن اور
کتب شیعہ سے بھی قطعاً ثابت ہے۔ یہاں اگر محاکمہ کی آپ کو جرأت نہیں تو اسی طرح

اہل جمل و صفین میں حق و باطل کا محاکمہ کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ شیعہ اگر منکر قرآن
ہو کر بند ربانٹ کے محاکمے کریں، تو ان کا دین انہیں مبارک ہو۔ قاتل و مقتول دونوں
کا جنتی ہونا سوال نمبر ۱۱ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

سوال نمبر ۱۶: کیا یا علی انت و شیعتک ھم الفآئزون جیسی حدیث اہل سنت
کے فرقوں کے متعلق بھی ہے۔

جواب: یہ حدیث موضوع ہے۔ کتب صحاح اہل سنت میں اس کا وجود نہیں مقہور و
ناکام شیعہ کی تاریخ ہی اسے جھوٹا بتاتی ہے۔ قرآن پاک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ
کے متعلق ارشاد ہے۔ فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔ بے شک اللہ کا لشکر (اصحاب
محمدی) ہی غالب ہونے والا ہے۔ (مائدہ ع ۸) الا ان حزب اللہ ھم المفلحون
(مجادلہ ع ۲) سنو اللہ کا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے۔ تجربہ اور تاریخ کی کسوٹی پر جب
یہ قرآنی ارشادات سچے ثابت ہوتے ہیں تو شیعہ کا مذہبی وجود اور تشخص کذب کا آئینہ
ہے۔ رہا اخروی نجات کا مسئلہ تو جن کی کامیابی کی یہاں بشارت ملی وہ آخرت میں بھی
کامیاب ہوں گے۔ اور یہاں کے ناکام قافلہ اہل بیت کربلا سے بد دعائیں لینے والے
آخرت میں بھی ناکام اور جہنمی ہوں گے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

مسلمانوں کے فروعی مذاہب پر احادیث مانگنے والو، حب: علی رضی اللہ عنہ
کے دعویداران تیرہ فرقوں کی بھی خبر لو جن کو امام باقر نے سوائے ایک کے جہنمی بتلایا
ہے (روضہ کافی ص ۲۲۴) نامعلوم معترض صاحب اور موجود شیعہ جہنمی فرقوں سے
ہیں یا ناجی سے۔ اہل سنت کے متعلق حضور کا یہ ارشاد کافی ہے۔ قال النبیؐ الا و من
مات علی حُبِّ آل محمدمات علی السنۃ والجماعۃ (کشف الغمہ ج ۱ ص
۱۴۲) کہ جو شخص بھی آل محمدؐ کی محبت پر وفات پائے گا وہ سنت نبوی اور جماعت صحابہ
کے مذہب پر مرے گا۔ آفتاب نصف النہار کی طرح حضور ﷺ نے اہل السنۃ کو محبت
اہل بیت اور ناجی اور جنتی ہونا بیان فرمادیا (اور شیعہ کے متعلق ص ۱۵۹ پر کافی کی یہ

حدیث ہے کہ اللہ شیعہ پر غضبناک ہے۔

سوال نمبر ۱۷: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنقید کیوں تھی؟

جواب: یہ اقتلو کا لفظ کتب اہل سنت میں نہیں البتہ طبری ج ۲ ص ۴۵۶ میں ایک روایت ہے۔ مگر اس کے بیشتر راویوں کا کتب رجال سے پتہ نہیں چلتا۔ مشہور راوی سیف بن عمر **لیس بشئی متروک منکر** الحدیث اور وضع و زندقہ سے متہم ہے (میزان الاعتدال ترجمہ سیف) پھر آخری راوی مروی عنہ کا نام نہیں ملتا۔ تو روایت مدلس ہوئی درایت کے لحاظ سے بھی۔ یہ روایت محض بکواس ہے۔ معہذا حسب تصریح در روایت بلوائیوں کے غلط پروپیگنڈے پر آپ نے ایسا فرمایا پھر رجوع کیا۔ حضرت عثمانؓ کی مخالف نہ تھیں۔ باغیوں کو روک رہی تھیں۔ ماں کی حیثیت سے کسی بات پر تنقید مخالفت نہیں ہوتی۔ جب بلوائی کمینوں نے حضرت ام حبیبہؓ کی بے عزتی کی تو عزت بچا کر چلی آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی آپ کو دیرینہ دشمنی نہ تھی۔ اختلاف کا سبب قصاص قتل عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھا۔ ایک پیغمبر کی اہلیہ ہیں ایک معزز داماد۔ ان دونوں میں نفرت اور دشمنی ثابت کرنا پیغمبر کا دشمن اور آپ کی تعلیم و تربیت کا منکر ہی کر سکتا ہے۔ آپ کا محب اور مسلمان تو اس کی مدافعت ہی کرے گا۔ حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت اور ان کے بغض سے برأت کی تفصیل (سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا از سید سلیمان ندویؒ) میں ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر ۱۸: آئمہ اربعہ کی امامت کیسی ہے۔

جواب: اہل سنت کے فروعی گروہوں کے آئمہ اربعہ کی امامت نہ مثل نبوت ہے نہ منصوص ہے (اور نہ اہل سنت شیعہ کی طرح نبوت کے ساتھ اس شرک عظیم کو جائز سمجھتے ہیں) یہ تو قرآن و سنت میں غور و فکر اور غیر منصوص مسائل کی تحقیق میں اختلاف آرا ہو کر ایک ایک مذہب کی حیثیت اختیار کر گئے۔ جیسے خود حضرت باقر و جعفر رحمۃ اللہ علیھما میں یا حضرت زیدؒ اور دیگر اہل بیت میں یا حضرت علی و ابن عباس رضی اللہ عنہما میں فقہی اختلافات ہیں۔ جن میں ایک دوسرے کی قطعی تغلیط کی جا سکتی

ہے نہ کسی معیّن مسلک کو ماننا ہی باعث نجات ہے۔ یہی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے۔ گو مجتہدین امام سینکڑوں گذرے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ان چاروں بزرگوں کی امامت و تقلید پر متفق کر دیا۔ یہی ان کی حقانیت کی دلیل ہے۔

کتب اہل سنت میں یہ حدیث قطعی الثبوت ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔ کتب شیعہ در حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۸ پر ہے وایشاں را بر گمراہی جمع نہ کند۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ **وماکان اللہ لیجمعھم علی الضلال** (نہج البلاغہ) اللہ ان لوگوں کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں فرمایا لوگو! سواد اعظم کا دامن پکڑو اس لیے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور تفرقہ سے بچو کیونکہ سب لوگوں سے الگ راہ چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے۔ جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیے کا تحفہ (اثناعشریہ ص ۱۹۵ طبع ہند فارسی) چاروں مصلوں کو کعبہ میں رکھنے یا اٹھا دینے سے ان کی حقانیت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ہر ایک کے پیروکار آج بھی اسی طرح شیر و شکر ہیں جیسے پہلے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے خوشی نماز پڑھتے ہیں۔ ہر حاجی اس کا گواہ ہے۔ کیا سنی شیعہ تفریق کے پیش نظر اسلام بھی جھوٹا ہو گیا حکومت کی پیداوار؟ یا شیعہ کا تاریخی نشیب و فراز دیکھ کر اسے زمانہ کی پیداوار مان لیں گے۔ در حقیقت سعودی حکومت کے ہاتھوں قدرت نے یہ کام کروا کر روافض اور قادیانیوں جیسے اعداء اسلام کو یہ طمانچہ رسید کیا ہے۔ جو اتحاد ملی کے دشمن اور چاروں مسالک کو ایک دوسرے کی ضد یا مخالف جانتے ہیں۔ چاروں مصلوں کو بعض علماء نے مکروہ کہا ہے۔ مگر علامہ شامی و ملا علی قاریؒ نے جواز کو ترجیح دی ہے۔ (شامی ج ۱ ص ۲۶۳)۔

سوال نمبر ۱۹: مروان پر قتل عائشہ رضی اللہ عنہا کا الزام۔

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ ماننے والے کو آپ جہنمی مان چکے ہیں۔ اپنی ماں سے جنگ کرنے والے مومن بیٹوں پر فتویٰ بھی آپ بتا دیں۔ نجیب آبادی کی تاریخ سے مروان پر عائشہ رضی اللہ عنہا کے قتل کا جو الزام لگایا ہے وہ بظاہر غلط ہی ہے کیونکہ مؤرخین آپ کے تذکرہ وفات میں یا مروان کے حالات میں اس کا ذکر نہیں کرتے۔ نجیب آبادی صاحب نے بلا حوالہ لکھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ام المومنین اور معلمہ امت کی

اچانک کنوئیں میں گر کر تیر تلواروں سے شہادت کا سب مؤرخین ذکر کرتے اور قاتل پر لعنت بھیجتے۔ سارے مدینہ میں کہرام مچ جاتا اور واقعہ شہادت مشہور ہوتا۔ معہذا مروان متفقہ صحابی نہیں۔ جمہور کے ہاں تابعی ہے۔

سوال نمبر ۲۰ : شیخین رضی اللہ عنہما کی شجاعت سے کتنے کفار قتل ہوئے۔

جواب : ہمارے خیال میں جنگوں میں شرکت ثابت قدمی اور جرأت مدار فضیلت ہے۔ بالفعل قتل کرنا تو اتفاقی ہے ورنہ اشجع الناس حضور ﷺ کے ہاتھوں کتنے مقتول ہوئے ؟ جرأت کے متعلق سنیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ہم سب سے بہادر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ بدر کے دن عریش پر حضور علیہ السلام کا پہرہ دینے کے لیے کوئی تیار نہ ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ جو کافر آتا مار بھگاتے (ابن سعد منتخب الکنوز ج ۵ ص ۲۴۰) بدر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشہور بہادر اور اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا (سیرت ابن ہشام ص ۸۸) پھر کوئی بہادر آپ کے سامنے ٹھہرتا ہی نہ تھا۔ احد کے موقعہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن کو قتل کرنا چاہا مگر حضور ﷺ نے فرمایا تلوار میان میں کر کے اپنی جگہ واپس آجاؤ اور اپنی ذات سے ہمیں نفع پہنچاؤ (کشف الغمہ ص ۲۵۳) احد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سالار لشکر کو محض پتھروں سے مار بھگایا۔ (سیرت النبی ج ۱ ص ۳۸۰) خالد بن ولید نے ایک دستہ کے ساتھ خود حضور ﷺ پر حملہ کرنا چاہا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند مہاجرین وانصار کو لے کر حملہ کیا اور اس کو پسپا کر دیا (سیرت ابن ہشام ص ۵۷۶ طبری ص ۱۴۱۱) احد میں چند اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی حضور ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے (ابن ہشام و طبری بحوالہ الفاروق ص ۹۲) اور (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹۶) کی ایک طعن آمیز روایت سے بھی ثابت قدمی کا پتہ چلتا ہے۔

ابوسفیان نے جنگ کے خاتمہ پر حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر و عمرؓ ہی کو اسلام کا بڑا ستون سمجھ کر ندا دی تھی۔ **افیکم محمد افیکم ابوبکر افیکم عمر بن**

الخطاب کیا تم میں محمد زندہ ہیں۔ کیا ابوبکر و عمر زندہ موجود ہیں (بخاری ص ۵۷۹ جلد دوم) حضور ﷺ کے بعد کفار بھی شیخین کو افضل مانتے تھے۔ کیا شیخین نے ان کو رشوت دی ہوئی تھی ؟ غزوہ خندق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام نے جس حصے پر متعین کیا یہاں سے کفار نے آگے بڑھنا چاہا۔ مگر حضرت عمرؓ نے مار بھگایا (الفاروق ص ۱۵) اسی جنگ میں عرب کے مشہور پہلوان ضرار اسدی کا تعاقب کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھگا دیا (سیرت النبی ج ۱ ص ۴۲۸) الغرض متعدد غزوات میں ان حضرات نے بھی کفار کو قتل کیا۔ کیا ضروری ہے کہ ہر مقتول کا نام و پتہ ہم تک بھی پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقتولین کے بھی چند نام بتائے جا سکتے ہیں حالانکہ قتل ان سے کہیں زیادہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مشہور کلیہ کے مطابق عدم ذکر شی، عدم وجود شیء کو مستلزم نہیں۔ دوبار حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سالار جنگ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ بنایا۔ (سیرت نمبر چٹان ص ۴۹ ۲ر جولائی ۱۹۶۴ء)

گو روایات مغازی کی روشنی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کفار زیادہ قتل ہوئے مگر مکی زندگی اس کے برعکس ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بہت کم حضور ﷺ کا دفاع کیا یا کفار سے تکلیف پائی۔ مگر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کی مکہ میں جانفشانیاں اور حمایت رسول ضرب المثل ہیں۔ (طبری ص ۳۳۳، ۳۳۵ جلد دوم البدایہ وغیرہ ج ۳ ص ۷۹) اسی طرح سخاوت، عبادت اور سیادت میں ان حضرات کا مقام بہت اونچا ہے۔ حضرت ابوبکر آغاز اسلام میں بہت مالدار تھے۔ مگر ۴۰ ہزار درہم۔ اللہ کی راہ۔ مسلمان غلاموں کی رہائی وغیرہ میں خرچ کر دیئے۔ غزوہ تبوک کے لیے گھر میں جھاڑو دے کر سب کچھ حضور ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال دے کر بزعم خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ عبادت واخلاص میں جن کے متعلق رب تعالیٰ **تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود.** (تم ان کو رکوع اور سجدے میں دیکھتے ہو وہ صرف اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ سجدوں سے

ان کے چہرہ پر آثار ہیں۔ گواہی دیں اب ان میں مقابلہ بازی ایک کو بڑھانا دوسروں کو گھٹانا، ہمیں اچھا نہیں لگتا۔ ان ہی قربانیوں اور اوصاف عالیہ کی وجہ سے حضور ﷺ نے ان کو اپنا خاص وزیر و مشیر بنالیا اور سپاہیانہ خدمت کم لیتے تھے۔ اشداء علی الکفار قیصر وکسریٰ کی حکومت الٹ دیں اور نصف معلوم دنیا کو فتح کر کے لا الہ الا اللہ کا جھنڈا گاڑ دیں۔ اس میں زیادہ کمال ہے یا بالفعل دو چار کافروں کو قتل کرنے میں زیادہ بہادری ہے۔ کیا بادشاہ، وزیر یا جرنیل کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ سپاہی کی حیثیت سے دو چار خود قتل کریں۔ خدا معترض کو عقل دے۔

سوال نمبر ۲۱: لایزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشرة خلیفة کلهم من قریش (مشکوٰۃ) اس سے کون سے ۱۲ خلفاء مراد ہیں۔

جواب: اس کا ترجمہ ہے اسلام بارہ حکمرانوں کے عہد خلافت تک غالب ہی رہے گا۔ وہ سب قریش سے ہوں گے۔ ترمذی و مسلم کی روایات میں امیراً کا لفظ آیا ہے۔ یعنی حاکم وقت ہوں گے۔

شیعہ کے تصور امامت اور اہل سنت کے تصور امامت و خلافت میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کے آئمہ پیغمبروں سے بلند رتبہ۔ اللہ کے نور سے نور اپنی موت وحیات پر قادر۔ عالم ماکان و مایکون اور علم جفر کے مالک۔ صاحب وحی وکتاب ہوتے ہیں اور ان سے اختلاف رکھنے والا کافر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو (در کافی کتاب الحجۃ) جب کہ اہل سنت کے خلفاء حضور ﷺ کے خادم و متبع۔ خاکی بشر، موت وحیات میں خدا کے محتاج۔ خاصہ خداوندی کلی علم غیب سے محروم اور صرف قرآن کریم اور سنت نبوی کو ہی دینی حجت جان کر ان کی اتباع کرتے ہیں۔ اس واضح فرق کے باوجود حدیث ہذا کا شیعہ آئمہ سے کوئی تعلق نہیں اور شیعہ کے خود ساختہ بارہ آئمہ اس کے مصداق ہرگز نہیں کیونکہ ان کو حکومت و خلافت اور شریعت و حدود کے نفاذ کا موقعہ سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو ملا ہی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں بتصریح شیعہ (مجالس المؤمنین ص ۵۴ فروع کافی ج ۵ ص ۵۵۴ اساس الاصول از دلدار علی وغیرہ شیعہ کے اسلام کا غلبہ نہ تھا۔ سنی اسلام کا تھا۔ شیعی امام مثل نبی تو

کہلاتے ہیں مگر اسلام نبوی ان کے عہد میں مغلوب اور تقیہ میں چھپا رہا۔ بارھویں امام از خود بارہ سو برس سے غار میں چھپے ہوئے ہیں (تاریخ اسلام از سید امیر علی) صاحب تاریخ الخلفاء اور شرح فقہ اکبر کے انفرادی بیان کے مطابق مسلک مختار کے خلاف اگر چھٹا خلیفہ یزید بن معاویہ ہو تو قطع نظر یزید کی مختلف فیہ پوزیشن اور کردار کے بحیثیت مجموعی اسلام غالب رہا فتوحات اسلام بھی جاری رہیں۔ گو حادثہ کربلا اور حرہ کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ عظیم پہنچا مگر حدیث کا مفہوم غلبہ اسلام پورا ہے۔ بہر کیف ملی نقصان اس عہد میں اس نقصان سے کم ہے، جو ۳۶ ، ۳۷ھ میں ساٹھ۔ ستر ہزار مسلمانوں (خصوصاً طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جیسے ستون اسلام) کی شہادت سے ہوا یہ لوہے اور لکڑی کے پتلے تو نہ تھے کہ اسلام اور پیغمبر اعظم کو درد محسوس نہ ہو۔ یہ بھی روح مع البدن اور پیغمبر اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص رشتہ دار اور متعلقین تھے۔ یزید جیسا بھی ہو شیعہ کے چوتھے امام نے تو اس کی غلامی اختیار کر کے گویا بیعت کر ہی لی (ملاحظہ ہو روضہ کافی ص ۲۴۶)۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیعت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے معترض شیعہ کو کیا خوب جواب دے کر حقیقت کھول دی۔

آیا نمید انید ہیچک از ما نیست مگر آنکہ در گردن او بیعتے از خلیفہ جورے کہ در زمان اوست واقع می شود مگر قائم ما (جلاء العیون ص ۳۶۱)

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کی گردن میں زمانے کے ظالم خلیفہ کی بیعت و اطاعت ڈالی جاتی ہے سوائے مہدی کے۔

اب تو یزید شیعہ کا ہی امام و خلیفہ ثابت ہو چکا۔ امید ہے کہ اہل سنت کو طعنہ نہیں دیں گے۔

اہل سنت کے دوسرے قول میں تا قیامت خلیفہ ہونے والے غیر معین بارہ حاکم و خلفاء مراد ہیں۔ تیسرے قول میں امام مہدی کے بعد ہونے والے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ (مجمع البحار حاشیہ ترمذی ص ۳۲۳) القصہ اس حدیث میں سب بارہ خلفاء اور حکمرانوں کی ذاتی فضیلت و مدح مذکور نہیں نہ مراد ہے بلکہ مجموعی طور پر اسلام کا

غلبہ اور اندرونی وبیرونی حملوں سے قوت مدافعت مراد ہے۔ رہی منصب امامت ص ۴۷ سے حدیث من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتةً جاهلیة (جو امام زمان کو پہچانے بغیر مرے اس کی موت جاہلیت کی سی ہے) یہ کوئی معتبر حدیث نہیں نہ حضرت شاہ صاحب نے اسے حدیث کہہ کر نقل کیا ہے۔ پھر اس میں امام زمانہ سے مراد ظاہر عادل خلیفۃ المسلمین ہے خواہ کسی عہد میں ہو اس کی بیعت اور جائز باتوں میں اس کی اطاعت ضروری ہے امام کا اطلاق قرآن پر بھی ہوا ہے، امام زمان اسے **مانا** جائے تو کیا حرج ہے شیعہ کے امام تو مثل شارع ونبی ہیں۔ حلال وحرام میں مختار اور ہر زمانہ میں نئے احکام دیتے ہیں۔ آج ان کے امام العصر مہدی ہیں۔ مگر صد افسوس وہ اپنا منصب چھوڑ کر غائب ہیں اور شیعہ یا تو جناب امام باقر و جعفرؒ کی منسوخ اماموں کی شریعت کے پیرو ہیں یا پھر غیر منصوص غاصب و خاطی مجتہدوں اور ذاکروں کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ امام زماں مہدی کا قول و عمل کسی کے پاس نہیں، نہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنے نہ کرنے میں سنی شیعہ برابر ہو گئے۔

سوال نمبر ۲۱ : کیا دین مصطفیٰ میں کمی بیشی کا کسی کو حق ہے۔

جواب : اہل سنت کے مذہب میں یہ حق کسی کو حاصل نہیں۔ یہ صرف شیعہ مذہب کا خاصہ ہے کہ جہاں انہوں نے حضور ﷺ کی سب عمر کی محنت شاقہ سے تیار کردہ مسلمان جماعت کے ایک ایک فرد کو خارج از ایمان اور مرتد قرار دے دیا (اصول کافی) وہاں حضورؐ کی شریعت کے ایک ایک مسئلہ کو ختم کر کے متوازی اور حسب منشاء شریعت اپنے خود ساختہ مثل پیغمبر معصوم اور صاحبان وحی و کتاب آئمہ سے تصنیف کرا دی کیونکہ وہ یحللون مایشاؤن و یحرمون مایشاؤن (اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۰) (دین مصطفیٰ کے جس مسئلہ کو چاہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس (حلال) مسئلہ کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں) کے منصب کے مالک ہیں۔ نیز وہ تمام انبیاء کے علوم کے وھبی من اللہ وارث ہیں (کافی ص ۲۲۲) بلکہ وہ اللہ کی شریعت کے والی (یعنی بالفاظ دیگر پیغمبر م) اور اس کے علم کا خزانہ ہیں (اصول کافی ص ۱۹۳) بلکہ امام جعفرؒ نے تو صراحۃ فرما دیا ہے کہ :

ماجاء به علی اخذه وما نهی عنه انتهی (اصول کافی)

جو شریعت علی لائے ہیں میں تو وہ لیتا ہوں۔ اور جس سے وہ روکیں رکتا ہوں۔

جری لهٗ من الفضل ماجدی لمحمد و کذالك یجری الاتمة المهدٰی واحد ابعد واحد (اصول کافی ص ۱۱۷ طبع لکھنو)

ان کی وہی شان ہے جو محمد کی (ﷺ) (معاذ اللہ) شان ہے۔ اسی طرح کی شان ہدایت کے باقی امام یکے بعد دیگرے بھی رکھتے ہیں۔

بلکہ العیاذ باللہ پیغمبر کی جملہ تعلیمات باطل اور صرف آئمہ کی تعلیمات برحق ہیں ملاحظہ ہو۔

باب انه لیس شی من الحق فی ایدالناس الاما خرج من عند الائمة وان کل شی لم یخرج من عندهم فهوباطل وفیه احادیث عن ابی جعفر (اصول کافی ج ۱ ص ۳۹۲)

کافی میں یہ باب باندھا گیا ہے کہ لوگوں کے پاس کچھ بھی سچی تعلیم نہیں مگر جو آئمہ سے نکلے۔ اور جو ان سے نہ نکلے وہ سب باطل ہے۔ اس میں امام باقر کی کئی احادیث ہیں۔

چنانچہ اس منصب کی رو سے جو آئمہ کی نئی شریعت وجود میں آئی اس میں حضور ﷺ کی پاک بیویوں، خسر، دامادوں اور جانثاروں پر لعنت بھیجنا (تبرا) اصول دین بن گیا۔ امام انبیاء سے بھی افضل ہو گئے۔ موت وحیات اور آسمان وزمین کے بھی مالک ہو گئے۔ خدا کو بھی صاحب بدا (جاہل) بتایا گیا ۹/۱۰ حصے دین اسلام کو چھپانا اور جھوٹ بولنا واجب ہو گیا۔ زنا کو متعہ کے نام سے سب سے افضل نیکی بتایا گیا کہ تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے (تفسیر منہج ج ۱ ص ۵) غیر شیعہ اولاد علی اور سادات پر بھی لعنت بھیجنی جائز ہو گئی وغیرہ (تفصیل کے لیے علماء اصول کافی ہی ملاحظہ کریں)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جن مسائل کی ایجاد کا الزام ...مذہب اہل

سنت میں غلط ہے۔ کیونکہ یہ مسائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہیں۔

۱۔ آذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم مرفوع یعنی حضور ﷺ سے ثابت ہے (طحاوی ج ا ص ۸۲ طبرانی بیہقی نیل الاوطار ج ۲ ص ۴۰) موطا امام مالک کی ایک روایت سے بعض حضرات کو غلطی لگی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کر دی۔

۲۔ نماز تراویح باجماعت حضور ﷺ نے تین دن خود پڑہائی (بخاری ج ا ص ۱۰۱) (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کی سنت کو زندہ کر دیا)

۳۔ چار تکبیر نماز جنازہ حضور ﷺ سے ثابت ہے (بخاری ج ا ص ۱۷۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قانونی شکل دی۔

۴۔ متعہ حضور ﷺ نے خود حرام فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے موقعہ پر حرمت متعہ کا اعلان فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم ابواب المتعہ ج ا ص ۴۵۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو تقیہ باز کچھ لوگوں کی شرارت کے پیش نظر سخت قانون بنا دیا۔

۵۔ سبحانك اللّٰهم اور التحیّات بھی حضور ﷺ کی تعلیم سے ہے (متدرک ج ا ص ۲۳۵۔ شیعہ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۰۵)

۶۔ تین طلاقین معاً بائن حضور ﷺ سے ثابت ہیں (بخاری ج ۲ ص ۷۹۱) فلو کان ممنوعاً لا نکر (فتح الباری) اگر ناجائز ہوتیں تو آپ انکار کرتے (حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۷۹۱)

۷۔ قیاس احادیث نبوی سے مستنبط اور تمام فقہاء کا معمول بہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبل کو حضورؐ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو پوچھا کس کس چیز سے فیصلہ کرو گے تو انہوں نے قران وسنت کے بعد (اجتہاد) قیاس کا نام لیا تو آپ بہت خوش ہوئے (مشکوٰۃ کتاب القضایا ص ۳۲۴) خود شیعہ کے علماء مجتہدین آئمہ سے غیر مروی مسائل میں قیاس ہی سے کام چلاتے ہیں۔ مگر یہ بے جان اور ازامات المفتی مات الفتوی (مفتی کے مرنے پر فتویٰ بھی باطل ہو گیا) کا مصداق ہوتا ہے۔ آخر میں معرکۃ الآرا سوال یہ

ہے کہ بقول شماران بدعات عمری کو حضرت علی المرتضٰی نے کیوں اپنی عہد حکومت میں ختم نہ کیا۔ آپ کیسے امام ہیں جبکہ شریعت میں کمی بیشی پر تقیہ کرتے۔ اور لوگوں کی مخالفت کے خوف سے اجراء شریعت نہیں کرتے۔ حالانکہ اصول کافی ص ۱۷۸ میں امام کی تعریف اور غرض بعثت بھی یہ لکھی ہے کہ اگر مسلمان دین میں کچھ اضافہ کریں تو وہ امام رد کرے اگر کمی کریں تو پورا کرے۔ اگر امام یہ کام نہ کرے تو اس کے وجود کا کیا فائدہ اور اس کے انکار پر تکفیر مسلمین کیوں؟ اگر آپ اب برا نہ مانیں تو عرض کروں متعہ جیسے حیاسوز مسئلہ کی حرمت نبوی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ لوگ آج تک کیوں کوستے ہیں۔ اب نہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے اور نہ آپ کا اصول تقیہ باقی اور سچا رہا ہے پھر ڈر کیسا جرأت سے کام لے کر اپنی ہر مسجد، امام باڑہ اور کربلا کے ساتھ دار المتعہ بھی بنائیں اور اس کار خیر کے ذریعہ اپنے مذہب کو خوب ترویج دیں۔ شیعہ تفسیر منہج الصادقین پ ۵ کے مطابق تین تین مرتبہ متعہ کرنے سے جب لاکھوں شیعہ (العیاذ باللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مثل وہم مرتبہ بن جائیں گے تو سب دنیا فتح ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۲۳: کیا کسی امت کا خلیفہ اجماع سے بھی بنا؟

جواب: مسئلہ خلافت پر نصوص اور مسلمانوں کا ایک امام پر اتفاق گذر چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد مشیت خداوندی سے جو بھی خلیفہ بنا سب امتوں نے اس پر اتفاق و اجماع کیا اور حضورؐ کے خلیفہ کی بھی یہی شان تھی مگر افسوس کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار امتوں کی سنت کے برعکس۔ بعد میں پیدا ہونے والے فرقہ شیعہ نے متفق خلیفہ کا انکار کر کے نئی راہ ضلالت نکالی اور اتفاق کرنے والے سب صحابہؓ پیغمبر کو خارج از ایمان قرار دیا۔ کیا سابق کسی خلیفہ کا بھی امت کے کچھ لوگوں نے انکار کیا؟ کیا کسی پیغمبر کے اصحاب کو بھی امت نے مرتد بتایا؟ کیا ہی غضب کی بات ہے کہ یہود ونصاریٰ اور دیگر اقوام تو اپنے پیغمبروں کے جانشینوں اور اصحاب کو سب سے افضل مانیں مگر شیعہ اپنے پیغمبر کے خلفاء اور صحابہ کو مرتد و منافق کہیں؟ توبہ

ہاں اجماع اور شوریٰ سے انتخاب تاریخ سے بھی ثابت ہے۔ تاریخ ابن

خلدون ص ۱۶۸ جلد دوم پر ہے و کان امرهم شوریٰ فیختارون للحکم من شاوا فی عامتهم ونارۃیکون نبیا یدبرهم بالوحی واقاموا علی ذالك نحوا من ثلثمأۃ سنۃ. کہ حضرت یوشع بن نون کی وفات کے بعد ...... بنی اسرائیل کا معاملہ شوریٰ پر چلتا تھا وہ حکومت کے لیے عام لوگوں سے جس کو چاہتے منتخب کرتے اور جنگ کے لیے اسی طرح آگے کرتے مع ہذا ان کو معزول کرنے کا بھی اختیار تھا اور کبھی ان کا حاکم پیغمبر بنتا جو وحی سے کام کرتا وہ تین سو سال اسی طرز پر رہے الخ۔ کیا انبیا کی موجودگی میں یہ سلسلہ گمراہی کا تھا؟

سوال نمبر ۲۴: کلمہ طیبہ کی بحث۔

جواب: کلمہ طیبہ ہی اسلام کی بنیاد اور کفر و اسلام کا امتیازی ستون ہے۔ اگر قرآن پاک میں یہ بھی نہ ہو تو پھر اور کیا ہوگا۔ مسلمانوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۵ (پ ۲۶ ع ۶، ۱۲ میں مذکور ہے۔ شیعہ کا کلمہ باضافہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل خود ساختہ ہے۔ آیت ولایت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنو (بلاشبہ (یہود کے مقابل) تمہارے دوست اللہ پاک اس کے پیغمبر اور مومنین ہیں مائدہ ع ۸) سے ثابت نہیں ہے کیونکہ ایسا کوئی لفظ یہاں نہیں ہے۔ اگر لفظ ولی سے بناتے ہو تو یوں بنتا ہے۔ لاولی الا اللہ ومحمد والمومنون. یاالمومنون اولیاء ی نہ کہ علی ولی اللہ۔ اور اس طرح آیت واولی الامر منکم کی طرف کلمہ کی نسبت دردغ گوئی ہے۔ علی ولی اللہ یہاں کیسے؟ اس آیت سے مراد متقی عادل حکمران ہیں یا نڈر اور ملامت کی پرواہ نہ کرنے والے علماء مجتہدین۔ شیعہ کے آئمہ نہ خود مختار حاکم ہیں نہ صاف گو نڈر مجتہد وہ تو خائف و تقیہ باز تھے امام جعفر وباقرؒ کا فرمان ہے (التقیۃ من دینی ومن دین آباء ی (اصول کافی ج ۲ ص ۲۲۲) (تقیہ میرے باپ دادا کا مذہب ہے) کتب مناقب میں سے ریاض النضرہ ص ۵۱ کا جو حوالہ دیا ہے خیانت صریح ہے۔ وہاں اخو رسول اللہ کے لفظ ہیں نہ علی ولی اللہ وخلیفۃ بلا فصل۔ حضرت علی رضی اللہ کے برادر نبوی ہونے کا کوئی مسلمان منکر نہیں...... رہے تذکرۃ الخواص کے حوالے تو یہ سبط ابن جوزی کی تالیف ہے۔ جو نہایت مجروح و غیر معتبر

ہے۔ یوسف بن فرغلی اس کا نام ہے۔ یہ بباطن شیعہ تھا۔ اسی نے امام کے معصوم ہونے کی شرط تذکرۃ الخواص میں لکھی ہے۔ لالچ میں پیسے لے کر حسب منشا عوام مسئلہ و کتاب لکھ دیتا۔ اس پر تفصیلی جرح میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۴۲ اور منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۴۳ پر ملاحظہ کریں۔ علاوہ ازیں مناقب کی ضعیف کتابوں سے اصولی مسائل اور کلمے طیبے ثابت نہیں ہوا کرتے۔ یہاں قرآن و سنت سے متواتر نصوص درکار ہیں ورنہ ہم بھی ریاض النضرۃ سے ایسے کلمے دکھا سکتے ہیں۔ مثلاً ص ۴۶ پر ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الشہید علی الرضا۔ عرش الٰہی پر یہ کلمہ لکھا ہے۔ شیعہ دوستو! کلمہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو مسلمان کرتے وقت پڑھاتے تھے۔ اس میں توحید و رسالت کا اعتراف ہوتا تھا۔ کتب شیعہ سے شہادتین والے کلمہ پر انبار لگایا جاسکتا ہے۔ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب ج دوم میں سے چالیس حوالے۔ میں پیش کر سکتا ہوں۔ فهل من مبارز، حضرت خدیجہ ابوذر اور حمزہ رضی اللہ عنہم یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے یہی کلمہ پڑھ کر جان دی و حیات القلوب ج ۲ ص ۲۶۳، ۲۷۴، ۶۵۵ اور آئمہ اہل بیت شکم مادر سے باہر آکر یہی کلمہ پڑھتے تھے (جلاء العیون)

رہا ینابیع المودۃ کا حوالہ یہ بھی ہم پر حجت نہیں اس کے مصنف سلیمان بن ابراہیم معروف خواجہ کلاں نے ۱۲۹۱ء میں شیعہ سنی کتب مناقب سے ہمہ قسم کی رطب و یابس روایات جمع کر دی ہیں۔ اور یہ بباطن شیعہ ہیں کتاب ہذا سے ان کے عقائد واضح ہیں کہ باب نمبر ۸۳ میں امام مہدی کو زندہ مان کر غائب بتایا اور بارہ خاص وکلا کے نام بتائے ہیں جو بقول شیعہ ان سے ملاقات کرتے ہیں باب نمبر ۸۶ میں امام مہدی کو حسن عسکری کا بلاواسطہ بیٹا ثابت کیا ہے۔ باب نمبر ۹۳ میں یہ بتایا ہے کہ حضور کے ۱۲ عدد وصی مفترض الطاعہ ہیں جن کے اول حضرت علی المرتضیٰ اور آخری محمد مہدی ہیں جو مخالفین سے قتال کرے گا (بحوالہ حدیث ثقلین نمبر ۱۹۸ از مولانا محمد نافع) نماز اہل سنت میں ہاتھ باندھنا فصل لربك وانحر (اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور ہاتھ باندھیں) بخاری ج ۱ ص ۱۰۲) اور وضو کی صحیح ترتیب آیت وضو سے ثابت ہے۔ رہیں

نام نہاد اہل سنت کی بدعات۔ قوالی، قبروں پر حال کھیلنا۔ طبلے کی سر تال پر سر مارنا، گیارھویں شریف عرس شریف، بہشتی دروازوں سے گذرنا تو یہ جہلا کے کام ہیں۔ مستند علماء اہل سنت ان کے قائل نہیں۔ درحقیقت یہ تارک شریعت محمدی فرقہ کے ماتمی مجالس و جلوس میں شرکت کی تاثیر اور صدائے بازگشت ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت بدعتی ترا بدعتی کند

اگر آپ لوگ اب بھی قرآن وحدیث اور ارشادات آئمہ کی ان تصریحات کو نہ مانیں۔ تو فان تولوا فان الله لا یحب الکافرین . پیش نظر ہے۔

وما علینا الا البلاغ. ختم شد۔

شیعہ سے چند سوالات

نالہ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

سوال نمبر ۱: پ ۲۰ ع ۱ کی آیات میں یہ تصریح ہے کہ خشکی اور تری میں گمشدگوں کو راہ دکھانا اور آسمان و زمین سے لوگوں کو رزق دینا۔ مضطر کی دعا کو قبول کرنا اور مصیبت ٹال دینا اور ہر ذرے کا عالم الغیب ہونا اور ہر چیز پر قادر ہونا الہ کے کام ہیں جو صرف اللہ آسمان و زمین کے خالق کا خاصہ ہے۔ جیسے:

امن یجب المضطر اذادعاہ و یکشف السوء اور قل لا یعلم من فی السموت والاض الغیب الا الله . نیز پ ۱۷ سورۃ انبیاع ۶۱۵ میں بھی یہ صراحت ہے کہ حضرت نوح، ابراہیم، لوط، داؤد، سلیمان، ایوب، اسماعیل، ادریس، ذالکفل، یونس، زکریا انبیاء علیہم السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارا اور اسی نے ان کی حاجات پوری فرما کر اپنی رحمتوں میں داخل کیا۔

مگر آج عام و خاص شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاجت روا مشکل کشا، روزی رساں، دافع بلیات، غیب داں ہر چیز پر قادر بلکہ انبیاء علیہم السلام کے

مددگار اور دستگیر رہے ہیں جیسے کہ تاریخ الائمہ ص ۵۲ پر ہے۔ رسولوں کی ہوئی حاجت روائی۔ علی نے کی نوح کی ناخدائی۔ کمک یونسؑ کی دریا کے اندر۔ کیا یعقوب کو یوسف سے آگاہ۔ کی ایوب کے زخموں کی کی واہ۔ عطا کی خضر کو الیاس کی راہ۔ جب ابراہیم کی چاہی اہانت (العیاذ باللہ) علی نے کی علی نے کی اعانت۔ علی کا معجزہ ایک ایک ہے نادر۔ علی کی ذات ہے ہر شے پہ قادر۔

سوال یہ ہے کہ شیعہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے کھلے منکر تو نہیں۔ اور کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ الوہیت کے مقام پر نہیں بٹھا چکے۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ بقول کسے۔

جو عرش پر مستوی تھا خدا ہو کر
وہ کوفہ میں اتر پڑا حاجت روا ہو کر

سوال نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور آپ کی پیروی کو فرض قرار دیا۔ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ اطاعت پیغمبر آپ کے زمانے میں واجب تھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت فرض ہے۔ وہی حجۃ اللہ اور حلال و حرام میں مختار ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حیثیت تسلیم نہ کی اور براہ راست رسالت مآب سے شنیدہ ارشادات کے متبع رہے وہ شیعہ کے نزدیک دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں۔ کیا شیعہ "محمد رسول اللہ" کے منکر نہیں؟ کہ تعلیم رسالت کے بجائے تعلیم امام پر عمل کرتے اور آخری حجت صرف انہی کو مانتے ہیں۔

سوال نمبر ۳: حضرت جعفر صادقؒ مذہب شیعہ کے بانی فرماتے ہیں۔ ماجاء به علی اخذه ومانهی عنه انتهی عنه جری له من الفضل ماجری لمحمد (اصول کافی ص ۱۱۷ طبع لکھنو) جو علی رضی اللہ عنہ احکام شریعت لائے ہیں وہ میں لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکتا ہوں۔ آپ کا وہی مرتبہ ہے جو رسول اللہ کو ملا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی یہ شان بیان کی ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوه وما نها کم عنه فانتهوا۔ (حشر ع ۱) جو تم کو رسول حکم دیں وہ لو اور جس

سے وہ رو کیں رک جائیں۔ کیا شیعہ کے منکر رسول اور منکر ختم نبوت ہونے پر کسی اور
دلیل کی بھی حاجت ہوگی۔؟

سوال نمبر ۴: اسلام کی پوری تاریخ میں لا الہ الا اللہ کے بعد کلمے کا دوسرا جزو وقت کے
پیغمبر کی نبوت ورسالت کا رہا ہے۔ جیسے آدم صفی اللہ۔ نوح نجی اللہ۔ ابراہیم خلیل اللہ۔
پیغمبر کی جانشین وامام کا کلمہ ہر گز نہیں بنایا گیا۔ خود قرآن پاک نے بھی۔ "لا الہ الا اللہ
اور محمد رسول اللہ" (پ ۲۶۔ ع ۶۔ ۱۲) کی ہی تعلیم دی ہے۔ اور حضور ﷺ
بھی توحید ورسالت کی شہادت کا کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے تھے۔ مثلاً ملاحظہ ہو (حیات
القلوب ج ۲ ص ۳۱۵، ۳۱۶۔ ۳۸۴۔ ۴۳۷۔ ۴۵۶۔ ۵۶۵)

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اسی پر جان دی (حیات القلوب ج ۲ ص
۶۵۵۔ ۶۵۷) شیعہ نے قرآن وسنت کے برعکس نیا کلمہ نکالا۔ اور حالیہ سکولوں کے
نصاب دینیات میں متفقہ کلمہ کو درج نہ کرنے دیا۔ کیا خدا اور رسول کے کلمے کو ناقص
کہنے والا اور اس کے ماننے والے کو مومن نہ جاننے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ اور کیا کلمہ
میں اختلاف سے اسلام کے دو ٹکڑے نہیں ہو جاتے؟۔

سوال نمبر ۵:

قرآن پاک کی تعلیم میں عقیدہ آخرت کی غرض وغایت یہ ہے کہ ایمان
واعمال صالحہ پر جنت ملے گی اور کفر و نافرمانی پر جہنم۔ لتجزی کل نفس بما تسعی۔
(طہٰ ع ۱) (قیامت آئے گی تاکہ ہر جی کو اس کی اچھائی اور برائی کا بدلہ دیا جائے۔ مگر
شیعہ کا قطعی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی بنا پر کسی بھی جرم
میں ماخوذ نہ ہوں گے اور قطعی جنتی ہیں۔ (مجالس المومنین ص ۳۸۲) حب علی
حسنة لا تضر معها سیئة یعنی علیؑ سے اگر محبت ہو تو کسی گناہ سے نقصان نہیں ہوتا۔
یہی وجہ ہے کہ شیعہ سب سے زیادہ فاسق اور گناہوں پر جری ہوتے ہیں۔ کیا شیعہ نے
عقیدہ آخرت اور مجازات اعمال کا انکار نہیں کر دیا؟

سوال نمبر ۶: ارشاد خداوندی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱)

کے مطابق قرآن کریم۔ لوگوں کی دست برد اور تحریف سے تا قیامت محفوظ رہے گا اور
سب شریعت کا اسی پر دارومدار ہے۔ مگر شیعہ کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ قرآن میں کمی
بیشی ہو گئی۔ اس میں کفر کے ستون قائم کر دیے گئے اور اصلی قرآن امام غائب مہدی
کے پاس ہے (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۸) پر ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ سوائے
کذاب کے لوگوں میں سے کوئی دعوی نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سارا قرآن کریم
جیسے اترا تھا موجود ہے۔ قرآن کریم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعد والے آئمہ کے
سوا کسی نے نہ جمع کیا نہ محفوظ کیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (مجالس المومنین ص
۳۴۵، احتجاج طبرسی۔ فصل الخطاب) شیعہ جب قرآن کریم کی صداقت وصحت کے
ہی منکر ہیں تو وہ کس طرح اتباع قرآن کا دعویٰ کرتے یا اسے اپنے مذہب کی اساس قرار
دیتے ہیں۔؟

سوال نمبر ۷: رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ انا کل شیء خلقناہ بقدر (قمر ع ۳) ہر
چیز کو ہم نے اندازے سے پیدا کیا و کل شیء عندہ بمقدار (رعد ع ۳) اور ہر چیز اللہ
کے ہاں اندازے سے ہے۔ ان آیات سے عقیدہ تقدیر واضح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ
ہر اچھی یا بری چیز اللہ کے علم سے واقع ہوتی ہے اور وہ ازل سے ہر خیر وشر کو جانتا ہے۔
کوئی چیز اللہ کے علم وقدرت کے خلاف واقع نہیں ہو سکتی۔ شیعہ اس کے منکر ہیں اور
ان کے نزدیک صرف خیر کا پیدا کرنا اور از خود پیدا شدہ شر کو ہٹانا اللہ کے ذمے واجب
ہے۔ بنا بریں اللہ تعالیٰ پر الزام آتا ہے کہ اس نے شر محض شیطان کو کیوں پیدا کیا۔
ظالموں کو ائمہ اہل بیت اور ان کے شیعوں پر کیوں مسلط کیا۔ حتی کہ خیر محض حضرت
مہدی دشمنوں کے خوف سے تاہنوز چھپے ہوئے ہیں۔ کیا شیعہ یہ عقدہ حل کر دیں گے؟

سوال نمبر ۸: اصول کافی ج ۱ ص ۱۹۶ پر ہے کہ امام ابوالحسین نے فرمایا۔ ارشاد ربانی
یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم (توبہ ع ۵) مخالف یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے
نور کو پھونک سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافروں کو ناگوار
گزرے، میں نور سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا قیام مراد ہے۔ سوال
یہ ہے کہ جب اللہ نے اتنی تاکید کے ساتھ قیام خلافت مرتضوی کی بشارت دے دی

تو پھر کیوں وہ دشمنوں نے آپ سے چھین لی۔ حتیٰ کہ عمر بھر آپ کو تقیہ کرنا اور مذہب تک چھپانا پڑا۔ کیا خدا کا وعدہ غلط تھا۔ یا وہ دشمن خدا سے بھی زیادہ طاقتور تھا۔ (العیاذ باللہ)

سوال نمبر ۹: خلافت مرتضوی پر شیعہ کی سب سے بڑی نص من کنت مولاہ فعلی مولاہ: جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کے دوست ہیں۔ (یہ خبر ہے انشاء نہیں) بالاتفاق سنی شیعہ حضور ﷺ کی طرح آپ کے بعد جانشین علمی و عملی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بن سکے۔ فرمائیے پیغمبر صادق کی یہ نص اور خبر خلافت کیوں باطل ہوئی؟۔

سوال نمبر ۱۰: وفات معصوم کے بعد فی الفور اس کا وصی اپنا عہدہ سنبھالتا اور اعلان کر کے لوگوں سے بیعت لیتا ہے (جلاء العیون ص ۲۱۹) اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ وصی وامام تھے تو کیوں اپنا عہدہ سنبھالنے میں دیر کی۔ حتیٰ کہ انصار کے اجتماع کے پیش نظر مہاجرین و (انصار) کو حضرت ابوبکر رضی اللہ کا انتخاب کرنا پڑا اور بقول شیعہ نہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ و آئمہ اپنے حق سے محروم رہے بلکہ محمدی اسلام ہی ملیامیٹ ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے بیدار مغز اور غیب دان بزرگ نے کیوں سستی کی۔ امامت کا چارج لینے کے بعد بھی تجہیز و تکفین ہو سکتی تھی۔

سوال نمبر ۱۱: اصول کافی ص ۱۷۸ پر ہے کہ زمین کسی وقت امام سے خالی نہیں رہتی تاکہ اگر مسلمان دین میں اضافہ کریں تو وہ رد کر دے اگر کمی کریں تو پوری کرے بقول شیعہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ نے دین میں بہت کمی بیشی کی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ۳۰ سالہ زندگی میں تقیہ توڑ کر اظہار حق اور تکمیل دین کا فریضہ امامت کیوں سرانجام نہ دیا۔

سوال نمبر ۱۲: شیعہ حضرت علی رضی اللہ کو صحابی کی حیثیت سے حجۃ اللہ نہیں مانتے بلکہ بعد از پیغمبر امام ہونے کی حیثیت سے حجۃ اللہ اور واجب الاتباع مانتے ہیں۔ تبھی تو ۹ اور بزرگوں کو آپ کا ہم رتبہ مانتے ہیں تو شیعہ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد نبوی کے صحابیانہ اوصاف و کمالات سے اپنی تقاریر نہ بنائیں بلکہ بعد از وفات تقیہ والی ۳۰ سالہ زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور حضرت جعفرؒ کے بجائے

شریعت کی روایت آپ سے کریں۔

سوال نمبر ۱۳: زمانہ کے امام کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ پوری شریعت اس سے سیکھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ قطع نظر اس سے کہ ہر امام تقیہ کرتا تھا اور اس سے کما حقہ شریعت حاصل کرنا ناممکن تھا۔ امام العصر حضرت مہدی ۱۱۷۵ سال سے غائب ہیں۔ اور کوئی شخص ان سے احکام شرع حاصل نہیں کر سکتا، تو اس تمام عرصہ میں لاکھوں شیعہ غیر معصوم ذاکروں و مجتہدوں سے شریعت سیکھ کر کیوں گمراہی پر وفات پا رہے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴: جب امامت رسالت کی طرح منصوص عہدہ ہے۔ امام واجب الاتباع اور معصوم بھی ہوتا ہے وہ حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے اور ہر امام کو اپنے اپنے زمانہ کے لیے کتاب بھی ملی ہے تو ہر امام کا مذہب و شریعت دوسرے سے جدا ہے جو پچھلے امام کے شیعہ کے لیے حجت نہیں بن سکتا جیسے شریعت موسوی امت محمدیہ کے لیے حجت نہیں۔ بنابریں امام العصر کے شیعہ حضرت باقر و جعفرؒ کے اقوال سے **کیوں** تمسک کرتے ہیں۔ کیا وہ کھلی گمراہی میں نہیں۔ ان کو تو فقط امام مہدی سے شریعت سیکھنے کا حق ہے۔ (واللہ الہادی)

مراجع و مصادر

کتب اہل سنت قرآن کریم، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، ابو داؤد، البدایہ و النہایہ، تاریخ طبری تاریخ ابن خلدون، عدالت حضرات صحابہ کرامؓ، تاریخ اسلام نجیب آبادی، تحفہ اثنا عشریہ، الفاروق، المنتقی من المنہاج، ازالہ الخفاء، میزان الاعتدال، عمدۃ القاری، مجمع الزوائد، سیرت النبیؐ، موضوعات کبیر، ردالمحتار شامی، سیرت ابن ہشام، سیرت عائشہؓ حیات الصحابہ برائے طبقات ابن سعد وکنز العمال، چٹان سیرت، مشکوٰۃ، خلفاء راشدینؓ از علامہ لکھنویؒ، الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، طحاوی، نیل الاوطار موطا مالک، تاریخ الخلفاء، منصب امامت، کشف الاسرار برائے اعلام الوری، عبقات کتب شیعہ، اصول کافی، فروع کافی، روضہ کافی، نہج البلاغۃ، تفسیر مجمع البیان، منہج الصادقین، مجالس المومنین، تفسیر قمی، ترجمہ مقبول، حدیث ثقلین، کشف الغمہ، حیات القلوب، جلاء العیون، ناسخ التواریخ، درہ نجفیہ، فیض الاسلام نقی شرح نہج البلاغۃ، تنقیح المقال، تاریخ اسلام سید امیر علی شیعی، احتجاج طبرسی، رجال کشی۔

٤٨٦

مضامین سوالات کی اجمالی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات

پڑا جو دل جلوں سے کبھی تجھے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

مذہبِ شیعہ کی تحقیق اور ذرائع ثبوت

سوال ۱ : شیعہ کسے کہتے ہیں؟ ایسی جامع تعریف کریں کہ کوئی ناجی فرد اس سے خارج نہ ہو اور نجات کا غیر مستحق اس میں شامل نہ ہو۔ واضح رہے کہ شیعہ دسیوں فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اصولی اختلاف کی وجہ سے ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ صرف امامیہ کے ۳۹ فرقے ہیں۔ چند موجودہ بڑے فرقوں کے نام یہ ہیں۔ کیسانیہ، مختاریہ، زیدیہ، اسمٰعیلیہ (آغاخانی)، جعفریہ، اثناعشریہ۔ امام جعفر صادقؒ کا ارشاد ہے:۔

اس امت کے ۷۳ فرقوں میں سے ۱۳ ہماری ولایت و محبت کے دعوے دار ہیں ان میں سے ۱۲ دوزخ میں ہوں گے صرف ایک جنت میں ہوگا۔ باقی لوگوں کے ۶۰ فرقے بھی جہنمی ہیں (ص۲۲۴ روضہ کافی)

براہ مہربانی ناجی شیعہ کی علامات و خصوصیات بیان کریں کہ دوسرے فرقوں کو اعتراض نہ ہو۔

سوال ۲ : اثناعشری فرقہ کب سے وجود میں آیا؟ اس کے آنے سے سابقہ تمام فرقے کیسے جھوٹے ہو گئے؟ ایرانی شیعہ عالم مرزا ابوالحسن شعرانی لکھتے ہیں: کہ امام بخاریؒ اور مسلمؒ کے زمانے میں (تیسری صدی) ہمارا فرقہ اثناعشریہ کے نام سے معروف نہ تھا۔ (مقدمہ کشف الغمہ) اگر بارھویں امام کی آمد پر شیعی اسلام کی تکمیل ہوئی تو سابق ناقص الاسلام اصحابِ علیؓ و اصحابِ حسنینؓ کا کیا ان سے کم رتبہ ہوا اگر یہ خیال ہو کہ ۱۲ آئمہ کا اجمالی عقیدہ پہلوں کا بھی تھا تو اگلے پچھلے شیعہ سب ایک قوم کیسے ہوئے؟ تم کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت و رسالت کا عقیدہ سابقہ اقوام کا بھی جزو ایمان تھا پھر اہل اسلام یہود و نصاریٰ کی تفریق ختم کر کے ایک قوم کہلانا چاہیئے۔ اگر یہود و نصاریٰ اتباعِ رسول نہ کرنے سے غیر مسلم ہیں تو آمد امام عصر (مہدیؒ) کے عقیدہ کے باوجود ان کی اتباع نہ کرنے سے شیعہ کیسے اثناعشری ہوئے۔

سوال ۳ : کیا شیعہ مذہب کے داعی پیغمبرؐ تھے؟ کوئی شیعہ اس کا قائل نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ کے تمام صحابہؓ و پیروکاروں کو شیعہ مرتد و منافق کہنے کے بجائے مومن و شیعہ مانتے۔ کیا حضرت

علیؓ و حسنینؓ مذہب شیعہ کے داعی تھے؟ کوئی شیعہ اثناعشری مذہب کے اصول و فروع ان سے بھی ثابت نہیں کر سکتا تبھی تو ان پر تقیہ کا الزام شنیع لگاتے ہیں البتہ شیعہ اپنے مذہب کا معلم اوّل حضرت جعفر صادقؒ کو مانتے اور جعفری کہلاتے ہیں بھلا تاہے جو مذہب پیغمبرؐ اور صحابہؓ اہلِ بیتؓ سے ثابت نہ ہو، وہ سب مسلمانوں پر کیسے حجت ہو سکتا ہے اور اس کے انکار پر کفر کیسے لازم آتا ہے؟

سوال ۴ :۔ کیا امامت علیؓ کا پرچار صحابہ کرامؓ سے بیزاری، ان کی بدگوئی کرنا اور ایمان سے خارج ماننا شیعہ مذہب میں ضروری ہے اگر یہ باتیں شیعہ کا عین ایمان ہیں تو ان کے موجد حضرت جعفر صادقؒ نہ تھے۔ ایک دشمن اسلام یہودی تھا شیعہ کے معتمد عالم علامہ کشی رقم طراز ہیں: "بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا مسلمان بن کر حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگا وہ اپنی یہودیت کے دوران بھی غلو سے کہتا تھا کہ حضرت یوشع موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں، تو دورانِ اسلام حضرت علیؓ کے متعلق وصی و امام (بلا فصل) ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کو فرض (و جزو ایمان) بتایا۔ آپ کے سیاسی مخالفین سے تبرا کیا۔ ان کی خوب توہین کر کے ان کو کافر تک بتایا یہیں سے مخالفین شیعہ کہتے ہیں:

اصل التشیع والرفض ماخوذ من الیہودیۃ کہ مذہب شیعہ کی بنیاد یہودیت سے لی گئی ہے (رجال کشی ص۱۰۱)

سوال ۵ :۔ کیا شیعہ اعتقاد میں حضرت علیؓ مافوق الاسباب، مشکل کشا، حاجت روا، روزی رساں، مختار کل، عالم الغیب اور اوصاف بشریت سے بالاہت کچھ تھے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو حضرت علیؓ کے رب و مشکل کشا ہونے کی یہ تعلیم اسی یہودی نے دی۔ حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں: "عبداللہ بن سبا پر اللہ کی لعنت ہو اس نے امیر المومنین علیہ السلام میں اوصافِ ربوبیت کا دعویٰ کیا۔ اللہ کی قسم حضرت علیؓ اللہ کے عاجز و طائع بندے تھے۔ جو ہم پر جھوٹ باندھے اس پر تباہی ہو ایک قوم (شیعہ) ہمارے متعلق وہ کچھ کہتی ہے جو ہم اپنے متعلق نہیں کہتے ہم ان سے بیزار ہیں، ہم ان سے بیزار ہیں۔ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں (رجال کشی ص۱۰۲)

سوال ۶ : اگر "یا علی مدد" کے نعرے، آپ کو غیب دان، مختار کل اور شکل انسانی میں نور من نور اللہ ماننے میں کفر و شرک اور یہودیت و نصرانیت کے ساتھ ہم رنگی نہیں تو حضرت زین العابدینؒ یوں کیوں فرماتے ہیں: "یہود نے حضرت عزیرؑ سے محبت کی تو ان کے متعلق بہت کچھ کہنے لگے حضرت عزیرؑ کا

نہ ان سے کچھ تعلق ہے نہ ان کا آپ سے۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے محبت کی تو انہوں نے بھی آپ کے حق میں بہت کچھ کہا حضرت عیسیٰؑ کا ان سے اور ان کا آپ سے کچھ تعلق نہیں بلاشبہ ہم اہل بیت سے بھی یہی معاملہ ہوگا کہ ہمارے شیعہ کی ایک قوم ہم سے محبت کرے گی تو ہمارے حق میں وہی باتیں کہے گی جو یہود نے حضرت عزیرؑ میں اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں کیں۔ نہ وہ ہم میں سے ہیں نہ ہمارا ان سے کوئی تعلق ہے (رجال کشی ص۹)

سوال ۷: بالفرض اگر مانا بھی جائے کہ مذہبِ شیعہ حضرت جعفرؒ کی تعلیم سے ہے تو ان سے کس نے روایت کر کے ہم تک پہنچایا ظاہر ہے کہ بعد والے بالترتیب چھ امام تو راوی نہیں نہ پہنچا لہ غائب ہونے والے بارھویں مہدی العصر نے کسی کو کہا سُنایا تا کہ اثنا عشری اصول پر دین کا ماخذ بارھواں امام ہوتا۔ یہیں سے اثنا عشریہ، اسمٰعیلیہ، واقفہ (امام جعفرؒ کے بعد کسی کو امام نہ ماننے والے) عملاً ایک نظر آتے ہیں۔ شیعہ بن کر حضرت صادقؒ پر لوگوں نے ہزاروں احادیث افترا کیں جیسے مقدمہ رجال کشی میں ہے۔

"آئمہ بھی ان لوگوں سے بچ نہ سکے جنہوں نے اپنے آپ کو اصحاب آئمہ میں گھسیڑ کر ان پر جھوٹ گھڑنا شروع کر دیا۔ من گھڑت حدیثیں آپ سے روایت کیں، بہت سی بدعتیں اور گمراہ عقائد ایجاد کیے حتیٰ کہ ان میں سے بعض دجالوں نے ہزاروں حدیثیں بنائیں اور اس امام کی طرف منسوب کیں جس نے ان کا ایک حرف بھی منہ سے نہ نکالا۔ (تقدیم ص۳ بقلم سید احمد الحسینی ایرانی)

سوال یہ ہے آئمہ معصومین سے وہ کون سے معصوم راوی ہیں یا علماء جرح و تعدیل میں سے وہ کون سے معصوم مؤلفین ہیں جن کی روایت یا تحقیق پر اعتماد کر کے مذہبِ شیعہ کو سچا مانا جائے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا یہ بہتر نہیں کہ پیغمبر معصومؐ کے تمام ارشادات کو عادل صحابہ کرامؓ..... جو قرآن کے بھی جامع و راوی ہیں کے توسط سے ثقہ مؤلفین صحاح ستہ کی کتب سے ثابت اور واجب العمل سمجھا جائے..... جن کی ثقاہت و دیانت پر تمام لوگوں کا اتفاق رہا ہے۔

سوال ۸: امام جعفر صادقؒ سے شیعہ مذہب کے مرکزی اور ہزاروں احادیث کے راوی چار ہیں۔ زرارہ بن اعین، ابو بصیر مرادی، محمد بن مسلم، برید بن معاویہ عجلی۔

امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب ہے۔ آپ نے فرمایا، اگر زرارہ اور اس کے ساتھی نہ ہوتے تو میرے باپ کی احادیث مٹ جاتیں۔ نیز آپ نے فرمایا میں ان چار کے سوا کسی کو نہیں پاتا جس نے

ہمارا ذکر اور میرے باپ کی احادیث کو زندہ کیا ہو اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی شخص دین کا مسئلہ نہ جان سکتا یہ وہ حفاظ حدیث اور خدا کے حلال و حرام پر امین ہیں جو دنیا و آخرت میں ہمارے سابقون ہیں۔ (رجال کشی ص۹۰-۹۱)

اب ذرا ان کی مذہبی پوزیشن ملاحظہ ہو۔

زرارہ امام باقرؒ کو رحمہ اللہ کہتا تھا اور امام صادقؒ سے منحرف تھا کیونکہ حضرت صادقؒ نے اس کی رسوائیوں کا پردہ چاک کیا تھا۔ امام ابوالحسن کہتے ہیں استطاعت میں زرارہ کا مذہب بالکل غلط تھا۔ (رجال کشی ص۹۶)

بروایت ابو بصیر امام صادقؒ فرماتے ہیں۔ اسلام میں جو بدعتیں زرارہ نے نکالیں اور کسی نے نہیں نکالیں اس پر اللہ کی لعنت ہو دوسری روایت میں ہے کہ امام صادقؒ نے اس پر تین دفعہ لعنت کی۔ (رجال کشی ص۱۰۱)

ایک روایت میں فرمایا زرارہ یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور ان سے بھی جو تین خدا مانتے ہیں۔ (کشی ص۱۰۰)

ابو بصیر امام کو لالچی اور شکم پرست جانتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت صادقؒ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو بولا اگر ہمارے پاس حلوے کا تھال ہوتا تو اجازت مل جاتی اسی اثنا میں کتے نے ابو بصیر کے منہ میں پیشاب کر دیا۔ ایک غیر محرم عورت کو قرآن پڑھاتا تھا۔ ایک دفعہ ہاتھ کے اشارہ سے شرمناک مذاق کیا تو امام نے روک دیا۔ (رجال کشی ص۱۱۶)

محمد بن مسلم کے متعلق امام صادقؒ نے فرمایا اللہ کی اس پر لعنت ہو یہ کہتا ہے کہ خدا کسی چیز کو نہیں جانتا جب تک واقع نہ ہو جائے نیز فرمایا اپنے دین میں فریب کرنے والے ہلاک ہو گئے زرارہ، برید، محمد بن مسلم، اسمٰعیل جعفی (رجال کشی ص۱۱۳) برید بن معاویہ عجلی کے متعلق امام نے فرمایا: برید پر اللہ کی لعنت ہو۔ (رجال کشی ص۱۵۶)

فرمایئے ایسے کذاب ملعون، بداعتقاد، یہود و نصاریٰ سے بدتر لوگوں سے جو دین مروی ہو وہ کیسے سچا ہوگا؟

سوال ۹: اگر حضرت صادقؒ اور آپ کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ نے تبلیغ دین کی نص کر دی تھی تو کیا وجہ ہے کہ آپ کے راوی اصحاب عصمت تو کجا، اطاعت، عدالت، راست گوئی اور تقویٰ سے بھی مشرف نہ ہو سکے۔ صرف تین شہادتیں ملاحظہ ہوں۔

١۔ ایک سچے آدمی شریک بن مفضل نے حضرت صادقؒ سے سنا فرماتے ہیں "مسجد میں کچھ لوگ ہیں جو ہم کو (امام) اور خود کو شیعہ مشہور کرتے ہیں یہ لوگ نہ ہم سے ہیں نہ ہم ان سے ہیں ان سے چھپ کر پردہ پوش ہوتا ہوں وہ میری پردہ دری کرتے ہیں کہتے ہیں امام۔ امام۔ خدا کی قسم میں صرف اس کا امام ہوں جو میرا فرمانبردار ہو، جو نافرمان ہو اس کا امام نہیں ہوں، کیوں میرا نام لیتے ہیں خدا ان کو اور مجھے ایک جگہ جمع نہ کرے (روضہ کافی ص٣٧٤)

٢۔ ابو یعفور نے امام صادقؒ سے کہا میں لوگوں سے ملتا ہوں تو مجھے ان لوگوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو آپ کو امام نہیں مانتے اور فلاں فلاں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کو امام مانتے ہیں یہ بڑے امانت دار سچے اور وفادار ہوتے ہیں اور جو آپ لوگوں سے تولا رکھتے ہیں ان میں وہ امانت، وفاداری اور راست گوئی نہیں ہے؟ امام سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور غضب ناک ہو کر کہنے لگے جو امام جائر کو خلیفہ مانے اس کا نہ کوئی دین ہے نہ وہ خدا کا کچھ لگتا ہے اور جو امام عادل کو مانے اس پر دان گناہوں کی وجہ سے) کسی قسم کی گرفت نہیں۔ (سبحان اللہ) (اصول کافی ج ١ ص٣٧٥)

٣۔ رجال کشی ص٢١ پر ہے کہ شیعوں نے امام صادقؒ سے ایسا آدمی مانگا جو دین و احکام میں مرجع ہو ان کے اصرار پر آپ نے مفضل کو بھیجا کیونکہ یہ اللہ پر سچ بولے گا۔ کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لوگوں نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر یہ کہنا شروع کر دیا یہ نماز نہیں پڑھتے، نبیذ شراب پیتے ہیں حمام میں مرد و عورت ننگے نہاتے ہیں، ڈاکہ زنی کرتے ہیں اور مفضل ان کے ساتھ اور قریب ہوتا ہے۔

سوال ١٠: حضرت باقرؒ و صادقؒ شارعِ دین تھے (شریعت ساز) یا راوئ دین اگر شارع و حلال و حرام میں مختار تھے تو نبوت کے ساتھ کھلا شرک ہوا۔ اگر راوئ دین تھے تو راوی کے لیے عصمت کا اصول کس نے ایجاد کیا ہے جب کہ آپ کو اپنے شاگرد بھی غیر معصوم صرف نیکوکار عالم جانتے تھے۔ علامہ مجلسی لکھتے ہیں "احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کی جماعت جو آئمہ علیہم السلام کے زمانے میں ہوئی وہ ان کی عصمت (گناہوں سے پاکدامنی) کا اعتقاد نہ رکھتے تھے بلکہ وہ ان کو نیکوکار علماً میں سے جانتے تھے جیسے رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے۔ معہذا آئمہ علیہم السلام ان کو مومن و عادل کہتے تھے۔ (حق الیقین)

صداقت مذہب اہل السنتہ والجماعۃ

سوال ١١: مدعیانِ اسلام میں تین بڑے بڑے فرقے ہیں (شیعہ، خارجی، سُنّی) ان کے متعلق پیش گوئی حضرت پیغمبرؐ و شیرِ خداؓ نے کر دی ہے جیسے کہ نہج البلاغہ قسم اول ص٢٦١ پر حضرت امیرؓ کا خطبہ موجود ہے: میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے محبت ناحق (کفر و شرک) تک پہنچائے گی اور حد سے زیادہ نفرت رکھنے والا جسے نفرتِ ناحق (نفاق و نفی ایمان) تک پہنچائے گی۔ میرے متعلق سب سے اچھے حال والے وہ لوگ ہوں گے جو درمیانی راہ چلتے ہیں پس تم ان کی اتباع لازم پکڑو اور اس سوادِ اعظم (عظیم اکثریت) سے چمٹے رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہوتا ہے۔ تفرقہ اور جُدا ہونے سے بچو۔ کیونکہ سب لوگوں سے الگ چلنے والا شیطان کا شکار ہوتا ہے جیسے ریوڑ سے علیحدہ بکری بھیڑیئے کے ہاتھ لگتی ہے سنو! جو علیحدگی کا داعی ہو اسے قتل کر دو اگرچہ میری پگڑی کے نیچے ہو"۔ تاریخ شاہد ہے کہ شیعہ اور خارجی دونوں فرقے عظیم اکثریت سے الگ اور افراط و تفریط کا شکار چلے آ رہے ہیں، کیا مذہبِ اہل سنت کی صداقت پر اس سے زیادہ واضح فیصلہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟

سوال ١٢: یہ مشاہدہ ہے کہ اللہ کی سب سے افضل کتاب قرآن مجید کو اہل سنت ہی نے سینہ سے چمٹایا، وہی لاکھوں کی تعداد میں حافظ و قاری ہیں اس کے مقابلے میں شیعہ کا تناسب کچھ بھی نہیں۔ (النادر کالمعدوم) رمضان میں انہی کی مساجد قرآن مجید سننے سنانے سے آباد رہتی ہیں۔ اپنے مُردوں کو قرآن کا ایصالِ ثواب بھی کرتے ہیں۔ (شیعہ تو بے دین ذاکروں سے مجلس ماتم پڑھا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔) اس پس منظر میں اصول کافی کتاب فضل القرآن سے امام باقرؒ کی یہ حدیث ملاحظہ ہو: فرمایا! "اے سعد قرآن سیکھو، قرآن قیامت کے دن سب سے بہتر شکل میں آئے گا اور لوگ دیکھیں گے۔ سب لوگوں کی ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی۔ اسی ہزار صف صرف امت محمدیہ (قرآن خوانوں) کی ہوں گی اور چالیس ہزار صفیں اور سب امتوں کی ہوں گی"۔ یہ کثرت صرف سنی المسلک قرآن خواں اُمت کی ہو گی۔ شیعہ کبھی نہیں ہو سکتے کیونکہ سب آئمہ کے تمام اصحاب و شیعہ چند صد سے متجاوز نہ تھے جیسے رجال کشی ص٦ "قلت اتباع اہلبیت کے سلسلے میں ہے:۔

"کہ قیامت کے دن منادی ندا دے گا محمدؐ بن عبداللہ کے حواری کہاں ہیں جنھوں نے عہد شکنی نہ کی اور قائم رہے تو حضرت سلمان، مقداد اور ابو ذر رضی اللہ عنہم اُٹھیں گے۔ حضرت علیؓ وصی رسولؐ کے۔ عمرو بن الحمق، محمد بن ابی بکر، میثم بن یحییٰ التمار اور اویس قرنی رحمہم اللہ اٹھیں گے۔ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے حواریوں میں سفیان بن ابی لیلیٰ، حذیفہ بن اسید غفاری ہوں گے۔ حضرت حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ آپ کے ہمراہ شہید ہونے والے (۲۰) ساتھی ہوں گے۔ علیؒ بن حسینؓ کے حواری جبیر بن مطعم، یحییٰ بن ام الطویل، ابو خالد کابلی، سعید بن المسیب ہوں گے۔ حضرت باقرؒ کے حواری عبداللہ شریک زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، عبداللہ بن ابی یعفور، عامر بن عبداللہ حجر بن زائدہ اور حمران بن اعین ہوں گے۔ پھر منادی ندا دے گا۔ باقی آئمہ کے باقی سب شیعہ کہاں ہیں؟" (تو کسی کے اٹھنے کا ذکر روایت میں نہیں۔)

تو یہ (۴۹ حضرات) جمع ہونے والے پہلے سابق و مقرب ہیں اور پیروکاروں میں سے ہیں"۔ کیا اہل السنۃ والجماعۃ سواد اعظم کی حقانیت پر دنیا اور قیامت میں یہ نص قاطع نہیں؟

سوال ۱۳: ۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم"۔ اللہ کے ہاں سب سے بڑا معزز تمہارا وہ شخص ہے جو تم سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "اے قریشیو! آدمی کا مرتبہ اس کے دین، شرافت، خوش اخلاقی اور عقل سے بڑا ہو گا۔ نیز فرمایا اے سلمان! سوائے تقویٰ کے تجھ پر کوئی فضیلت والا نہیں۔ (رجال کشی ص۱۰۹) حضرت باقرؒ کا فرمان ہے۔ اللہ کے ہاں سب سے پیارا اور معزز وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار اور عمل کرنے والا ہو (اصول کافی ص۴۷)

اہل سنت اس تعلیم کی روشنی میں صرف تقویٰ اور عمل سے فرق مراتب کے قائل ہیں حسب و نسب ثانوی چیز ہے۔ کیا مذہب سنی برحق ہے یا وہ مذہب شیعہ جو صرف فضیلت نسبی کے قائل ہیں اور جو شخص اہل بیت کی طرف کسی قسم کی نسبت کرے اسے سب سے افضل اور پاک جانتے ہیں خواہ کتنا بڑا بدکار و بدعمل کیوں نہ ہو ملاحظہ ہو۔ (روضہ کافی ص۱۰۱ ۔ ۷ روایات)

سوال ۱۴: ۔ سنی و شیعہ میں سے کوئی شخص براہِ راست امام وقت اور پیغمبر سے کسب فیض نہیں کر سکتا۔ شیعہ اپنے وسائط سے امام معصوم اور مطاع صرف اہل بیت کو جانتے ہیں اور اہلِ سنت اپنے وسائط سے رشتہ مودت و اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استوار کرتے

ہیں اور آپ ہی کو معصوم پیشوا تا قیامت مانتے ہیں۔ پیغمبر افضل ہیں یا امام اور اتباع پیغمبر سے کیا اہل سنت کی صداقت اظہر من الشمس نہیں ہے؟۔

سوال ۱۵: ۔ اہل سنت کا دین ہزاروں صحابہ کرامؓ بشمول اہلبیت واقربائے پیغمبرؐ کی روایت سے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوا پھر لاکھوں، کروڑوں تابعین، تبع تابعین ومن بعدھم کی روایت سے ہم تک پہنچا جس کے متواتر اور یقینی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں کیونکہ عقلِ سلیم انسانی ہزاروں، لاکھوں افراد کو امر باطل پر متفق نہیں مان سکتی۔ اس کے برعکس شیعہ مذہب صرف چند افراد کے واسطے سے بطور تقیہ منقول ہوتا رہا۔ برسر عام آئمہ نے ان لوگوں کی تکذیب کی۔ وہ اپنی مخصوص مذہبی بات و عقیدہ کی تصدیق آئمہ سے کراہی نہیں سکتے تھے۔ ملاحظہ ہو: اصول کافی فروع کافی ص۴۶۷ ج۳ کہ مدینہ میں امام جعفر صادقؒ کے پاس شیعہ علانیہ نہیں آسکتے تھے۔

انصاف سے فرمائیے مذہب اہل سنت برحق ہو گا یا یہ شیعہ برحق ہوں گے۔

سوال ۱۶: ۔ ارشاد خداوندی ہے: "کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو دین حق اور ہدایت دے کر اس لیے بھیجا:

لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ وکفیٰ باللہ شھیداً ۔ (فتح)

تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے اور خود خدا اس پر کافی گواہ ہے۔

سنی مذہب کے مطابق محمدی دعوت اور دین اسلام سب دُنیا پر غالب ہوا۔ باطل ادیان اور ان کی حکومتیں خلفائے پیغمبر کے سامنے نیست و نابود ہو گئیں اور وعدہ الٰہی سچا ہوا۔ اس کے برعکس اعتقاد شیعہ میں دعوت محمدی فیل ہو گئی چند نفوس کے سوا کسی نے قبول ہی نہ کی۔ ۴ اہل بیت اور جو چند نفوس مومن تھے وہ تقیہ اور خاموشی میں رہے بلکہ بقول شیعہ ان پر مظالم کے پہاڑ ڈھائے گئے نہ دینِ الٰہی پھیلا نہ اسے غلبہ ہوا۔ فرمائیے نص قرآنی اور اہل سنت کو سچا کہیں یا شیعی افکار کو۔

سوال ۱۷: ۔ کتبِ شیعہ اور تاریخ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی متواتر منقول ہے کہ خندق کی کھدائی کے موقعہ پر سخت چٹان نمودار ہوئی تین ضربوں سے وہ ٹوٹی اور ہر دفعہ روشنی ہوئی تو آپؐ نے فرمایا! پہلی ضرب میں میرے ہاتھ میں یمن کی، دوسری میں کسریٰ

کی اور تیسری میں قیصر کے خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں دی گئیں یعنی اللہ ان کو میرے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ (حیات القلوب ص۳۹۵ ج۲) یہ خود آپ کے عہد میں فتح ہوا اور کسریٰ و قیصر حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں۔ کیا یہ فتوحات خلافت راشدہ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کی حقانیت پر فیصلہ صریح نہیں ہے۔ نیز حضورؐ نے قیصر و کسریٰ کے قاصدوں سے فرمایا تھا اپنے بادشاہوں کو کہو میری بادشاہی تمہاری آخری سرحدوں تک پہنچے گی اور قیصر و کسریٰ کی حکومت میری اُمت کے قبضے میں آئے گی انہیں کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ان کا ملک ان کے ہاتھ میں چھوڑتا ہوں۔ (حیات القلوب ص۴۱ ج۲)

کیا حضورؐ کا فتح قیصر و کسریٰ کو اپنی بادشاہی سے تعبیر کرنا۔ خلافت جور کی پیش گوئی ہے یا خلافت حقہ راشدہ کی؟

سوال ۱۸: قال ابو عبداللہ علیہ السلام ما انزل اللہ اٰیۃ فی المنافقین الا دھی فیمن ینتحل التشیع۔ (رجال کشی ص۱۹۳)

امام ابو عبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ نے منافقوں کے متعلق کوئی آیت نہیں اتاری مگر وہ ان لوگوں کے حق میں ہے جو شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

کلمہ گویوں میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں مومن یا منافق۔ جب حضرت جعفر صادقؒ نے شیعہ پر منافق ہونے کا فتویٰ صریح لگا دیا تو اہل سنت کا خود بخود مومن ہونا اظہر من الشمس ہو گیا۔

سوال ۱۹: ۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ثقلین کتاب اللہ اور سنت نبوی ہیں۔ شیعہ کے خیال میں کتاب اللہ اور اہل بیت ہیں جو لازم و ملزوم ہیں ایک سے جدائی اور محرومی دوسری سے جدائی ہے۔ اہل سنت کے دلائل وہ سینکڑوں آیات قرآنی ہیں جن میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔ دسیوں آیات میں پیغمبر کی نافرمانی اور اعراض سے ڈرایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں قرآن کا نام لیا ہے کہ اس چیز کو پکڑو گے تم گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب خدا ہے۔ (حیات القلوب ص۵۳۶ ج۲) عام کتب میں سنتِ نبوی کا مستقل ذکر ہے۔ مگر اس سارے خطبہ میں اہل بیت یا ولایت علیؓ کا ذکر نہیں ہے۔ اصولِ کافی میں مستقل باب، باب الرد الی الکتاب والسنۃ موجود ہے۔

نیز یہ باب بھی ہے باب الاخذ والسنۃ و شواہد الکتاب اور اس میں یہ ارشاد امام ہے۔ ہر چیز کو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی پر لوٹایا جائے گا۔

کیا یہ سب دلائل اس پر حجت صریحہ نہیں کہ کتاب اللہ اور سنتِ نبویؐ کا ہی ثقلین ماننا سنی مذہب برحق ہے اور شیعہ کا سنتِ نبوی کو ہٹا کر، آئمہ اہلِ بیت کو رکھنا ایک قسم کا انکار رسالت ہے۔

سوال ۲۰: ۔ اگر سنی مذہب برحق نہ تھا تو تمام اہل بیت اسی مسلک کے کیوں پابند رہے اور یہی پڑھایا سکھایا تبھی تو شیعہ کو امام جعفر صادقؒ کی طرف یہ منسوب کرنا پڑا تقیہ ہی میرا اور میرے باپ دادے کا مذہب ہے۔ (اصول کافی ص۲۲۱ ج۲)

اگر مخالفین کا ڈر تھا تو پیغمبر کے جانشین کیسے ہوئے؟ کیا انبیاء علیہم السلام بھی تقیہ اور ہیر پھیر کرتے تھے؟

اوصافِ الوہیت اور مذمتِ شرک

سوال ۲۱: ۔ اگر حضرت علیؓ کو مافوق البشر، حاجت روا اور مشکل کشا و روزی رساں ماننا شرک نہیں تو حضرت علیؓ نے ان دس آدمیوں کو زندہ کیوں جلا دیا جو یہ کہتے تھے، آپ ہمارے رب و کارساز ہیں۔ آپ نے ہمیں پیدا کیا آپ رزق دیتے ہیں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا تم پر تباہی ہو ایسا مت کہو۔ میں بھی تمہاری طرح مخلوق ہوں جب وہ نہ مانے پھر وہی بات کہی تو آپ نے آگ میں پھونک دیا۔ (رجال کشی ص۴۸)

اور ص۲۰۷ پر ہے کہ اور ستر آدمیوں نے آپ کے متعلق ایسا کہا تو آپ نے گڑھے کھود کر ان کو آگ میں جلا دیا۔

سوال ۲۲: ۔ کیا امام حلال و حرام میں مختار ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو آیتِ قرآنی اور امام صادقؒ کی اس تفسیر کا مطلب کیا ہے: "لوگوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو خدا کے سوا رب بنا لیا"۔ تو امام نے فرمایا! اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اپنی عبادت کی طرف نہیں بلایا اور اگر وہ ادھر بلاتے تو یہ نہ مانتے لیکن انہوں نے کچھ چیزیں حلال کر دیں اور کچھ ان پر حرام کر دیں تو وہ

ان کو (حلال وحرام میں مختار) مان کریوں عبادت میں لگ گئے کہ ان کو پتہ ہی نہ چلا۔ (اصولِ کافی باب الشرک ص۳۹۸ ج۲ - مجمع البیان ص۴۵۵ ج۲)

سوال ۲۳ : کیا آئمہ دین نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو رجال کشی کی اس حدیث کا مطلب کیا ہے کہ "جعفر بن واقد اور ابوالخطاب کے ساتھیوں نے کہا امام وہ ہوتا ہے جو آسمان وزمین میں حاجت روا ہوتا ہے" تو امام ابوعبداللہ نے فرمایا ہرگز نہیں، خدا ان کو اور مجھے کہیں جمع نہ کرے وہ یہود، نصاریٰ، آتش پرست اور مشرکوں سے بھی برے ہیں .... خدا کی قسم اہلِ کوفہ کی میں اس (مشرکانہ بات) کو تسلیم کروں تو زمین میں دھنس جاؤں۔ (ما انا الاعبد مملوک لا اقدر علی ضر شیئ ولا نفع شیئ۔ میں اللہ کا مملوک بندہ ہوں نہ کسی چیز کے نقصان پر قادر ہوں نہ کسی کے نفع پر۔ (رجال کشی ص۱۹۴)

سوال ۲۴ : کیا آئمہ عالم الغیب اور ظاہر وباطن سے آگاہ تھے ؟ اگر ایسا ہو تو آئمہ نے اس کی تردید کیوں کی ہے۔ (۱) ابوبصیر نے امام کو بتایا کہ لوگ آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ بارش کے قطرے، ستاروں کی تعداد، درختوں کے پتے، سمندر کا وزن، مٹی کی گنتی جانتے ہیں تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاکر فرمایا ! سبحان اللہ ! سبحان اللہ (اللہ اس شرک سے پاک ہے۔)

لا واللہ مایعلم ھذا الا اللہ (رجال کشی ص۱۹۳) بخدا کوئی نہیں جانتا ان باتوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

(۲) امام جعفر صادقؒ نے فرمایا : تعجب ہے ان لوگوں پر جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم علم غیب جانتے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل کے سوا علم غیب کوئی نہیں جانتا میں نے اپنی فلاں باندی کو مارنا چاہا وہ مجھ سے بھاگ گئی میں نہ جان سکا کہ وہ گھر کے کس کمرے میں ہے۔ (اصول کافی ص۲۵۷ ج۱)

سوال ۲۵ : کیا غیرِ خدا کو نافع وضار جان کر پکارنا جائز ہے ؟ اگر ایسا ہے تو امام اپنی دعا میں اس کی نفی کیوں کرتے تھے۔ امام جعفر صادقؒ تکلیف کے وقت یوں دعا مانگتے تھے :۔

"اے اللہ تو نے مشرک قوموں کو طعنہ دیا ہے اور فرمایا ہے۔ اے لوگو ! پکار کر دیکھو ان لوگوں کو جن کو اللہ کے سوا تم نے کارساز سمجھ لیا ہے پس وہ تم سے کوئی تکلیف دور کرنے یا ہٹانے کے مالک نہیں۔ (بنی اسرائیل ع۶)۔

پس اے وہ ذات ! کہ میری تکلیف کو دور کرنے اور ہٹانے کا مالک اس کے سوا اور کوئی نہیں، تو

محمد وآل محمدؐ پر رحمت بھیج میری تکلیف دور کردے اور اس شخص پر پھیر دے جو تیرے ساتھ اور حاجت روا پکارتا ہے حالانکہ تیرے بغیر کوئی فریاد رس نہیں۔ (اصولِ کافی کتاب الدعا ص۵۶۴ ج۲)

سوال ۲۶ : کیا تعزیہ بنانا اور اس کی تعظیم کی دعوت دینا عمل آئمہ کے خلاف اور بدعت ہے کہ نہیں ؟ اگر بدعت ہے تو امام جعفر صادقؒ کا یہ فتویٰ کیوں آپ پر صادق نہ آئے گا۔ ابوالعباس نے امام جعفر صادقؒ سے پوچھا کہ بندہ کم از کم کس بات سے مشرک ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا "جو ایک بات گھڑلے اور اس کے ماننے پر لوگوں سے محبت رکھے اور انکار پر دشمنی رکھے۔ (کافی باب الشرک ص۳۹۷ ج۲)

سوال ۲۷ : ذرا بتلائیے بت پرستی کی کیا حقیقت ہے۔ قرآن پاک میں مذکور "اصنام اور اوثان" لغت میں ان بتوں کو نہیں کہتے جو اپنے معظم ومحترم انسان کی شکل وصورت پر تراشے گئے ہوں۔ مشرکین ان بزرگوں کی یادگار مجسموں کی تعظیم میں رکوع، سجدہ، دعا، استعانت، نذر ونیاز، طلب حاجات وغیرہ امور شرکیہ بجالاکر خدا کا تقرب ڈھونڈتے تھے۔

ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ - (پ۲۳)	ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر یہ کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔
ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ - پ۱۱	اور کہتے ہیں یہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارشی ہیں۔

ذرا انصاف سے کہیئے، کہ آج شکل انسانی پر یادگار کے بجائے اپنے معظم بزرگ کی قبر، ضریح روضہ کی یادگار بناکر اس کے ساتھ وہی مندرجہ بالا امور کیے جائیں جو مشرکین اپنے بزرگوں کی یادگار مجسموں سے کرتے تھے اور اسے تقرب الی اللہ اور خدا کے ہاں سفارش اور نجات کا ذریعہ سمجھا جائے تو کیا یہ شرک نہیں ہوگا ؟ عین اسلام ہوگا ؎

بدل کے آتے ہیں زمانے میں لات ومنات ۔۔۔ دیتے ہیں دھوکہ کھلا یہ بازی گر

سوال ۲۸ : اگر تقرب الی اللہ کے لیے عظمت لات ومنات میں اس کی یادگار کے آگے ابوجہل جھکتا تھا تو یہ شرک تھا مگر کیا تقرب الی اللہ کی نمازیں عظمت حسین وعلیؓ سے سرشار ہوکر کربلا ونجف کی یادگار ٹکیہ پر شیعہ مومن جبین نیاز ٹیکتا ہے تو یہ عین اسلام بات ہے ؟

سوال ۲۹ : قرآن پاک نے سینکڑوں آیات میں صبح وشام، دوپہر، دن رات ،

جلوت و خلوت میں صرف اپنی یاد اور ذکر کا بار بار حکم فرمایا ہے۔ اپنے حبیبؐ سے بھی یہ اعلان کروایا ہے "اِنَّمَآ اَدْعُوا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا" (الجن) بلاشبہ میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ تو کیا مشاہدہ پر مبنی ایک عزادار، نماز روزہ سے آزاد، ڈاڑھی چٹ مونچھیں دراز، مومن تبرا باز کا تسبیح ہاتھ میں لے کر جانے یا علی، یا علی مدد نادِ علی، علی علی علی کے ورد بجا لانا کھلا شرک نہیں ہے؟ کیا ذکر اللہ عبادت نہیں؟ اور اس میں حضرت علیؓ اور حسنینؓ کو شریک کرنا گناہِ عظیم نہیں ہے؟ بیّنو!

سوال ۳۰:- کیا عزاداری سے متعلقہ تمام رسوم آئمہ اہل بیت سے قولاً و عملاً ثابت ہیں؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ ذاکروں اور مجتہدوں نے بطور قیاس، حضرت حسینؓ کی یاد اور غم کو زندہ رکھنے کے لیے ایجاد کی ہیں تو آج ان بدعات کو کارِ ثواب اور جزوِ دین ماننا اور بنانے والوں کی تعظیم کرنا۔ کیا نبوّت اور امامت کے منصب میں کھلا شرک نہیں ہے اور شریعت سازی کا حق دے کر غیر شعوری طور پر ان کی عبادت نہیں ہے جس کی تردید سوال نمبر ۲۱ میں مذکور آیتِ کریمہ اور ارشادِ امام میں موجود ہے۔

سیّدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کا المیہ

سوال ۳۱:- سیدنا حسین مظلوم رضی اللہ عنہ از خود کربلا گئے یا غدار شیعانِ کوفہ کے اصرار پر گئے۔ امرِ اوّل باطل ہے، اگر امرِ ثانی درپیش نہ آتا اور آپ نہ جاتے تو کیا آپ کے زندہ سلامت رہنے سے اسلام مُردہ ہو جاتا۔ نیز تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ آپ میدانِ کربلا سے دمشق جانے اور یزید سے تصفیہ اور دست در دست دینے کو تیار تھے مگر کوفیوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔ ملاحظہ ہو شیعہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص۶ ج۲ اور تلخیص شافی ص۱۷۴۔

فرمایئے اس احسن تجویز پر عمل ہو جاتا اور سبطِ پیغمبر کی جان بچ جاتی تو کیا اسلام پھر مُردہ ہو جاتا۔ اوہ کیا افسوسناک المیہ ہے کہ خود ہی بلا کر شہید کر کے ایک طرف ماتم کو دین بنایا تو دوسری طرف اپنا جرم اور سازش چھپانے کے لیے اسلام زندہ کر دکھایا، کا نعرہ ایجاد کیا۔

سوال ۳۲:- تیر و تلوار کی ضربوں سے آپ کے بدنِ آفتاب کو سرخ کر کے جب

دُنیا سے غروب کر دیا تو کیا آپ کے تابع داروں کو خلافت ملنے اور تمام ظالموں کے تباہ ہو جانے سے اسلام زندہ ہوا یا لوگوں میں ایمان و اتباع کی لہر دوڑنے سے ہوا؟ یا یہ تصور ہی دسویں صدی میں عہدِ صفوی کی یادگار ہے کہ جب امام باڑے بن گئے اور یزید پر تبرا و نفرین عام ہو گیا۔ گویا خونِ حسینؓ کی قیمت امام باڑہ، مرثیہ گو ذاکر کا وجود اور تبرا بر یزید تجویز ہوئی۔

سوال ۳۳:- اگر شہادتِ حسینؓ (العیاذ باللہ) اسلام کے لیے المناک اور ناقابلِ تلافی نقصان ہونے کے بجائے اسلام کے لیے فائدہ اور حیات کا سبب بنی تو فرمایئے کہ لوگ مرتد کیوں ہو گئے۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ارتد الناس بعد قتل الحسین صلوات اللہ علیہ الا ثلاثہ ابو خالد کابلی، یحییٰ بن ام طویل جبیر بن مطعم۔

حضرت جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۳ آدمیوں کے سوا سب لوگ مُرتد ہو گئے۔ پھر لوگ رفتہ رفتہ واپس آنے لگے۔ (رجال کشی ص۸۱)

حضرت زین العابدین اس تصور سے کیوں ہر وقت روتے اور غم میں ڈوبے رہتے تھے کہ:

وبکشتن او عالمیاں گمراہ شدند و دین خدا ضائع شد و سنن رسول خدا برطرف شد و بدع بنی امیہ ظاہر گردید (جلاء العیون ص۴۵۳)

آپ کی شہادت سے اہل جہاں گمراہ ہو گئے۔ خدا کا دین ضائع ہو گیا اور رسولِ خدا کی سنتیں معطل ہو گئیں۔ بنو امیہ کی بدعتیں ظاہر ہو گئیں۔

ماتم اور رسوم عزاداری کی تحقیق

سوال ۳۴:- قرآن پاک میں جگہ جگہ صبر کی تلقین اور لا تخزنوا سے بے صبری کی ممانعت موجود ہے۔ انصاف سے بتلایئے از روئے لغت و شرع بین سے رونا، پیٹنا، ہائے ہائے کرنا، ران، سینہ، منہ پیٹنا، کالا لباس پہننا وغیرہ۔ بے صبری اور جزع فزع میں داخل ہے یا نہیں۔ اگر داخل ہے تو ایمان کے ساتھ بالیقین بتلایئے کہ وہ کونسی سنتِ نبوی قولی و فعلی کتب طرفین میں ثابت ہے جس میں حضرت حسینؓ کے لیے تمام امورِ ممنوعہ کا جواز و استثناء مذکور ہو؟

سوال ۳۵: قرآن وسنت میں اگر ایسی کوئی استثنا نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو کسی شیعہ مجتہد وعالم کو یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ قرآن وسنت اور ارشادات آئمہ کے خلاف صرف قیاس فاسد سے حضرت حسینؓ پر ماتم ونوحہ کو جائز بتائے۔

سوال ۳۶: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرمتِ ماتم ونوحہ میں یہ ارشادات فرمائے ہیں:

۱۔ وفات کے وقت جب صحابہؓ بے قابو ہو کر رونے لگے تو حضورؐ نے فرمایا۔ صبر کرو خدا تم کو معاف کرے اور رونے ونالہ سے مجھے تکلیف مت دو۔ (جلاءُ العیون ص۴۵ وحیات القلوب ص$\frac{۶۹۵}{ج۲}$)

۲۔ ارشاد قرآنی ولا یعصینک فی معروف کی تشریح میں مومن عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا "مصیبت میں اپنے منہ پر تھپڑ نہ مارنا اپنا منہ نہ نوچنا، بال نہ اکھیڑنا، اپنا گریبان چاک نہ کرنا، کالے کپڑے نہ پہننا، ہائے وائے نہ کرنا پس ان شرطوں پر حضورؐ نے بیعت لی۔ (حیات القلوب ص$\frac{۴۶}{ج۲}$)

۳۔ حضرت فاطمہؓ کو وصیت میں حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ پیغمبر پر گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے منہ نہ نوچنا چاہیئے، ہائے وائے نہ کرنا چاہیئے لیکن تو وہی کہہ جو تیرے باپ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر کہا۔ دل غمناک ہے۔ آنکھ اشکبار ہے مگر اے ابراہیمؑ! ایسی باتیں ہم نہیں کہتے جن سے خدا تعالےٰ ناراض ہو۔ (حیات القلوب ص$\frac{۶۸۷}{ج۲}$)

۴۔ ابن بابویہ نے معتبر سند سے حضرت صادقؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا چار بُری عادتیں تا قیامت میری اُمت میں رہیں گی، اپنے خاندان پر فخر کرنا، لوگوں کے نسب میں طعن کرنا، بارش بذریعہ نجوم ماننا، بین کرنا، یقیناً اگر بین کرنے والی توبہ سے پہلے مرجائے تو قیامت کے دن اس حالت میں اُٹھے گی کہ گندھک اور تارکول کا لباس پہنے ہوگی (حیات القلوب ص$\frac{۶۷}{ج۲}$)

کیا ان ارشاداتِ حرمت کے مقابلے میں جواز پر بھی ارشاد نبویؐ موجود ہے؟

سوال ۳۷: حضرت علی المرتضیٰؓ نے ماتم کے متعلق یوں فرمایا ہے کہ حضورؐ کو غسل دیتے وقت فرما رہے تھے آپ کی وفات تمام لوگوں کے لیے دردناک مصیبت ہے اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ نے صبر کا حکم دیا اور رونے پیٹنے سے روکا تو ہم یقیناً سب اپنے آنسو آپ پر بہا دیتے آپ کی مصیبت کے درد کا علاج نہ کرتے۔ (حیات القلوب، جلاءُ العیون، نہج البلاغۃ)

۲۔ نیز فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بین کرنے اور سننے سے منع فرمایا ہے۔ (الفقیہ ص$\frac{۴۶۶}{ج۴}$)

۳۔ نیز حضرت امیرؓ نے فرمایا کالا لباس نہ پہنا کرو کیونکہ وہ فرعون کا لباس ہوگا۔ (الفقیہ باب الاصلی فیہ)

۴۔ مصائبِ کربلا کی پیش گوئی کے وقت حضرت علیؓ نے فرمایا اپنے دشمنوں سے ڈرتے اور بچتے رہنا اور اس وقت صبر اور حوصلہ رکھنا۔ (جلاءُ العیون ص۲۰۹)

کیا اسکے برعکس ماتم کے جواز پر بھی شیرِ خدا کا کوئی فرمان موجود ہے؟

سوال ۳۸: حضرت حسنؓ نے اپنی شہادت کی اطلاع جب بہن کو دی اور وہ بے قرار ہوئیں تو آپ نے فرمایا اے محترمہ بہن! ہلاکت وعذاب تیرے لیے نہیں تیرے دشمنوں کے لیے ہے صبر کر اور فی الفور دشمنوں کو ہم پر خوش نہ کر۔ (جلاءُ العیون ص۳۸۴)

نیز فرمایا امی جان کی طرح پیاری بہن حلم اور بُردباری اختیار کر شیطان کو اپنے اوپر مسلط نہ کر اور حق تعالےٰ کی قضاء پر صبر کر، نیز فرمایا اگر یہ مجھے چھوڑتے تو میں کبھی اپنے آرام کو ہلاکت میں نہ ڈالتا۔ (جلاءُ العیون ص۳۸۷)

نیز صبر کے سلسلہ میں آسمان وزمین کے فناء اور باپ دادا کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اے بہن! تجھے وصیت میں قسم دیتا ہوں کہ جب میں ظالموں کی تلوار سے عالم بقاء کو رحلت کروں تو گریبان چاک نہ کرنا، منہ نہ چھیلنا اور ہائے وائے نہ کرنا (ایضاً ص۳۸۷)

صاحبزادی سکینہ سے فرمایا خدا کی قضاء پر صبر کرو کیونکہ دنیا جلدی ختم ہو جائے گی اور آخرت کی ابدی نعمت ختم نہ ہوگی۔ (ایضاً ص۴۰۷)

کیا اس کے برخلاف ماتم وبین کی بھی امام حسینؓ نے اپنے اعزّہ کو وصیت کی تھی؟

سوال ۳۹: حضرت امام صادقؒ نے مرفوعاً بیان فرمایا کہ مصیبت کے وقت مسلمان کا ران (وغیرہ) کا پیٹنا اجر وثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا سخت بے صبری یہ ہے چیخ پکار سے رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بال نوچنا، جس نے ماتمی مجلس قائم کی تو صبر چھوڑ دیا اور بے صبری میں لگا اور جس نے صبر کیا انا للہ پڑھی خدا اس پر رحم کرے تو وہ اللہ کی رضا پر راضی رہا اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جس نے ایسا نہ کیا خدا نے اس کا ثواب ضائع کر دیا۔ (فروع کافی ص$\frac{۲۲۳}{ج۳}$)

نیز فرمایا میت پر رونا ٹھیک نہیں ہے نہ مناسب ہے لیکن لوگ یہ بات نہیں جانتے

کہ صبر ہی بہتر ہے (فروع کافی ص۲۲۶)

نیز فرمایا کہ جب تم کو اپنی ذات اور اولاد کے متعلق مصیبت درپیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اپنے صدمے کو یاد کرو کیونکہ لوگوں کو اتنی بڑی مصیبت کبھی نہ پہنچی (فروع کافی ص۲۲)

کیا ان ارشادات کی ضد میں امام باقرؒ و جعفرؒ کا ایسا ارشاد ہے جس نے ماتمی مجالس و نوحہ کی اجازت دی ہو؟

سوال ۴۰: ذرا انصاف سے بتلایئے امام باڑہ، معین تاریخوں میں ماتمی محافل قائم کرنا، موسیقاری اور سوز خوانی کرنا، تعزیہ، شبیہ روضہ ضریح بنانا، عَلَم اور دُلدل نکالنا، کس امام معصوم کی سنت اور ایجاد ہیں؟ کیا آپ کا معصوم امام دُنیا کا بدترین ظالم تیمور لنگ تو نہیں جس نے یہ سب کام کیے۔ شیعہ رسالہ ماہنامہ المعرفت حیدر آباد محرم ۱۳۸۹ھ مدیر حشمت علی ممتاز الافاضل کے قلم سے ملاحظہ ہو: "تعزیہ داری کے متعلق ابھی تک پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی ابتدا کہاں سے ہوئی البتہ اس کے آغاز کے بارے میں ایک روایت مزدر مشہور ہے کہ سب سے پہلا تعزیہ صاحب قرآن امیر تیمور نے رکھا تھا۔ . . . بہرحال جہاں تک عزاداری کا تعلق ہے اس کی ابتدا ایران میں صفوی عہد سے ہوئی اس کے بعد ہندوستان میں جب خاندانِ تغلق کا زوال شروع ہوا اور سلطنت کا شیرازہ منتشر ہوا تو جنوبی ہندوستان میں ایک شخص حسن گنگو نامی نے بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ یہ ایران کے بہمنی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سلطنت کے سلاطین میں شیعہ اور سُنی دونوں عقائد کے بادشاہ گزرے ہیں اور امرائے دربار میں بھی ملکی و غیر ملکی مصاحبین اور وزرا شامل رہے ہیں اس لیے شمالی ہند میں تعزیہ داری رائج ہونے سے پہلے تعزیہ داری کا آغاز ان سے ہوا۔ جب چودھویں صدی کے آخر میں سلطنت بہمنی کو زوال ہوا اور وہ پانچ چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم ہو گئی . . . . تو بالخصوص عادل شاہی سلطنت میں یوسف عادل شاہ اور قلی قطب شاہ نے تعزیہ داری کو باقاعدہ طور پر رواج دیا۔ ان ریاستوں میں باقاعدگی کے ساتھ دس روز تک یعنی یکم محرم سے دس محرم تک عزاداری ہوتی تھی اور تعزیئے رکھے جاتے تھے۔

اب جہاں تک تعزیوں کی اقسام کا تعلق ہے اس کی آٹھ قسمیں ہیں جن کی شبیہ بنا کر

واقعہ کربلا کی یاد تازہ کر کے سوگ منایا جاتا ہے (۱) تعزیہ (۲) ضریح (۳) مہندی (۴) ذوالجناح (۵) تابوت (۶) براق (۷) تخت (۸) عَلَم۔ اس شیعی تحقیق سے معلوم ہوا کہ عزاداری تمام اقسام و آلات سمیت ظالم امرا کی ایجاد و بدعت ہے۔ ان امور میں شیعہ کے امام یہی ظالم امرا ہیں اہل بیت ہرگز نہیں ورنہ اس ارشادِ امام صادقؒ کا کیا مطلب ہے "من جدد قبراً او مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام" "جس نے کسی قبر و مزار کو از سرِ نو بنایا یا اس کا کوئی مجسمہ (بطور یادگار) بنایا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ (من لایحضرہ الفقیہ ص۴۸)

سوال ۴۱: کیا نماز سب سے بڑا فرض ہے اور امام صادقؒ نے الفقیہ ص۵۵ پر عمداً تارک نماز کو زانی سے بدتر اور کافر بتایا ہے؟ کیا راگ اور موسیقی حرام ہے اس کے سننے سنانے والے پر لعنت برستی ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو ذرا بتایئے عشرہ محرم میں خصوصاً اور بقیہ سال میں عموماً بدعات عزاداری اور مرثیہ گوئی و سوز خوانی میں راگ و موسیقی کے حرام کام میں پڑ کر نماز کو کیوں ترک کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ مشاہدہ ہے کہ پابند قسم کے لوگ بھی جماعت تو کجا بروقت علیحدہ بھی نماز نہیں پڑھ سکتے کیا شرعی اصول میں ترکِ واجب کا سبب بننے والا امر مباح بھی ناجائز نہیں ہو جاتا۔ چہ جائیکہ حرام کام فرض چھڑا دے؟

سوال ۴۲: کیا اسلام میں عورت کی آواز بھی عورت ہے کہ اذان، اقامت، تلبیہ بالجہر نہیں کہہ سکتی؟ کیا عورت کا بدون حاجات ضروریہ گھر سے نکلنا ممنوع ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ و عیدین میں شرکت اس پر لازم نہیں، کیا غیر مردوں کے ساتھ اختلاط اور مصاحبت حرام ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو خالص بدعات، ماتمی مجالس و جلوسوں میں عورتیں زرق برق کالے لباس میں ملبوس ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ کیوں ہوتی ہیں۔ سوز خوانی، مرثیہ گوئی اور بین و واویلا کیوں کرتی ہیں؟ بے پردگی میں تنگ و تاریک مقامات پر فساق و فجار کے مجمع سے ان کی عزت و ناموس کا دیوالیہ کیوں نکالا جاتا ہے؟ کیا ذاکر و مجتہد کی عزاداری شریعت میں یہ سب حرام حلال ہو گئے اور فرائض معاف ہو گئے؟ بتیّنوا!

ایمان بالرسول کی حقیقت اور اس پر شیعی شکوک وشبہات

سوال ۴۳ :- ذرا بتائیں ایمان بالرسول کی کیا حقیقت ہے؟ کیا آپ کو امین سچا اور نیک و پارسا ماننا کافی ہے؟ یہ تو ابوجہل بھی مانتا تھا، یا جو کچھ آپ خدا کی طرف سے لائے ہیں اور قول وعمل سے اُمت تک پہنچایا اس سب کی تصدیق ضروری ہے؟ اگر سب کی تصدیق ضروری ہے تو شیعہ علماء اس تفریق کے کیوں قائل ہیں کہ (بقول ان کے) حضورؐ نے حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہی اخذ کیا جائے اور احکام شرع میں شیعہ حضورؐ کے محتاج نہیں نہ آپ سے حاصل کرنا ضروری ہیں وہ عالم لدنی ومسلمان ازلی امام اوّل حضرت علیؓ سے لینا ضروری ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؒ کا یہ فرمان اصولِ کافی ص۱۱۱ ج۱ لکھنو پر موجود ہے۔

ما جاء به علی آخذه وما نهی عنه	جو احکام شرع علی لائے ہیں میں وہ لیتا ہوں اور جس سے
انتهی جری له من الفضل ما جری لمحمد	وہ روکیں رکتا ہوں آپ کا وہی منصب ہے جو محمدؐ کا ہے۔

سوال ۴۴ :- کیا خدا کی طرف سے پیدائشی عالم وفاضل شیعہ کے امام ومعلم اوّل حضرت علیؓ کتاب اللہ اور شرع سیکھنے میں حضورؐ کے محتاج تھے؟ جمہور شیعہ اس کے منکر ہیں اور حضرت علیؓ کی توہین جانتے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ کے علم لدنی کا انکار اور جاہل وغیر مسلم ہونا لازم آتا ہے، خاتم المحدثین ملا باقر علی مجلسی لکھتے ہیں "کہ جب حضرت علیؓ پیدا ہوئے حضرت ابراہیمؑ ونوحؑ کے صحیفے حضرت موسیٰؑ کی تورات فرفر ایسے زبانی سنا دیں کہ ان پیغمبروں سے بھی زیادہ یاد تھیں جن پر نازل ہوئیں۔ پھر انجیل کی تلاوت کی اگر حضرت عیسیٰؑ حاضر ہوتے تو اقرار کرتے کہ یہ مجھ سے بہتر تورات اور انجیل کا عالم ہے پس وہ قرآن جو مجھ پر نازل ہوا سب پڑھ سُنایا بغیر اس کے کہ مجھ سے کچھ سنا، میں نے اس سے بات کی اس نے مجھ سے کی جیسے کہ پیغمبر اور اوصیاءؑ ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں۔" (جلاء العیون ص۱۶۹)

جب حضرت علیؓ از خود قرآن کے حافظ وعالم تھے اور صاحب انجیل کی طرح صاحبِ قرآن سے بھی بڑے عالم ہوں گے تو آپ حضورؐ کے کسی بات میں قطعاً شاگرد ومحتاج نہ بنے تو شیعی سلسلہ اسلام بواسطہ آئمہ براہِ راست (بلا واسطہ نبوت) خدا تک پہنچ گیا۔ اس حقیقت کے باوجود شیعہ کا ایمان بالرسالت کا دعویٰ کیا سنگین جھوٹ اور فراڈ نہیں ہے؟

سوال ۴۵ :- کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول وفعل سے جو کچھ ظاہر ہوتا وہ مبنی بر حقیقت اور قابلِ تصدیق ہوتا تھا یا نہ اگر ہر فعل وارشاد حقیقت کا ترجمان تھا تو شیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقیہ کا الزام شنیع کیوں لگاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بات آپ نے ظاہر کی وہ حق نہ تھی جو کچھ دل میں چھپایا وہ حقیقت ہوتا تھا اس صورت میں نبوت کے ارشادات واعمال سے یقین اُٹھ جائے گا۔ امام صادقؒ کا یہ فرمان کہ حضورؐ آیت بلغ ما انزل کے نازل ہونے سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کرتے تھے۔ نیز یہ کہ حج کی احادیث مختلفہ تقیہ پر محمول ہیں۔ نیز حضرت علیؓ کی ولایت اور امامت کا حکم خدا پہنچانے میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور خدا نے ڈانٹ کر تاکیدی وحی اتاری نیز یہ کہ لشکر اسامہؓ کو بھیجنے سے مقصود جہاد نہ تھا بلکہ مدینہ کو منافقوں سے خالی کرانا تھا تاکہ حضرت علیؓ کی خلافت میں کوئی نزاع نہ کر سکے ملاحظہ ہو: حیات القلوب ص۱۱۸ ج۲، ص۵۲۷ ج۲، ص۵۴۲ ج۲، ص۶۷۸ ج۲ وغیرہ۔ کیا نبوتِ محمدیؐ کا انکار کرنے کے لیے اس سے بہتر حربے بھی کسی فرقے کو سوجھے ہیں؟

سوال ۴۶ :- کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلقین اور رشتہ داروں کو رشتۂ اسلام کی وجہ سے ماننا اور عزت کرنا احترامِ رسولؐ میں داخل اور ایمان بالرسالت کا شعبہ ہے کہ نہیں؟ اگر ہے تو شیعہ اسے صرف ۴ افراد میں منحصر کیوں سمجھتے ہیں؟ کیا ان چار کے سوا آپ نے کسی اور رشتہ دار اور قریبی کے متعلق کچھ مدح نہیں فرمائی یا اپنے عمل سے کسی کی توقیر وعزت میں اضافہ نہیں فرمایا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو حضورؐ کی سب طرزِ زندگی اور بیسیوں ارشادات سے اعراض کر کے صرف چار حضرات کو چند فضائل کی بناء پر مستحق عزت جاننا کیا نبوت کا انکار اور حبِ مرتضوی میں غلو نہیں ہے؟ آخر کس اصول کی رُو سے ان کے حق میں چند مدحیہ ارشاداتِ رسولؐ واجب التسلیم ہیں اور بقیہ حضرات کے متعلق آپ کے دسیوں ارشادات اور عملی اعزازات قابل تسلیم نہیں ہیں؟

قرابتداران پیغمبر کے متعلق شیعی تاثر

سوال ۴۷ :- اگر اہلِ سنت کے سات شیعہ حضرات دوسرے رشتہ داروں کی عزت

کا انکار نہ کرسکیں تو بھلا اپنے عقیدہ کی رُو سے سچ سچ بتائیں ۔ پیغمبرؐ کی صاحبزادیوں کا کیوں انکار ہے کہ العیاذ باللہ پیغمبرؐ سے رشتہ ابوت کاٹ کر ایک مجہول کو والد بناتے ہیں ۔ حضورؐ کے ننھے صاحبزادوں کی نواسوں کی طرح محافلِ ذکر خیر کیوں منعقد نہیں ہوتیں ۔ امہات المومنین ازواجِ مطہراتؓ کو اہلِ بیتِ نبوی اور گھرانہ رسول سے کیوں خارج کیا جاتا ہے ام المومنین حضرتِ عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُمِ حبیبہؓ دختر ابو سفیانؓ و خواہر معاویہؓ وغیرھا سے کیوں شدید دشمنی اور ان پر تبرا بازی ہے حضورؐ کی سگی پھوپھی حضرت صفیہؓ خواہر سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور آپ کے صاحبزادے زبیرؓ بن العوام سے کیوں نفرت اور ان کے ذکرِ خیر سے چڑ ہے ۔ آپؐ کے دوہرے داماد ذوالنورین عثمانؓ بن عفان اور حضرت ابوالعاصؓ زوج زینبؓ سے کیوں دشمنی ہے ۔ آپؐ کے مکرم چچا حضرت حمزہؓ سے "سید الشہداء" کا تمغہ نبوی کیوں چھین کر حضرت حسینؓ بن علیؓ کو دے دیا گیا ۔ آپؐ کے محترم چچا حضرت عباسؓ کو کیوں ضعیف الایمان ذلیل النفس، خوار (حیات القلوب ص ۶۱۸/۲) کے الفاظ سے گالیاں دی جاتی ہیں ۔ آپؐ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ حبرِ امت و ترجمان القرآن کی امانت و دیانت پر کیوں حملہ کیا جاتا ہے (رجال کشی ص ۳۵) ان دونوں باپ بیٹے کے متعلق یہ آیت کیوں پڑھی جاتی ہے " جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور زیادہ گمراہ ہے ———
(حیات القلوب ص ۶۱۸) والد کی طرح محترم حضورؐ کے مثالی خسروں، حضرت ابوبکر و عمر و ابو سفیان رضی اللہ عنہم جیسے عظیم مسلمانوں سے کیوں شدید دشمنی ہے اور ان پر لعنت (العیاذ باللہ) بھیجی جاتی ہے ۔ اسی طرح آپ کے سالوں، سالیوں، خوشدامنوں بلکہ ابوالعاصؓ و عثمانؓ کی اولاد و عبداللہؓ، علیؓ، امامہؓ) نبیؐ کے نواسوں سے بھی نفرت کی جاتی ہے ۔ حضورؐ کا بہن بھائی کوئی نہ تھا اگر ہوتا تو چچا زاد بھائی سے افضل مقام یقیناً ان کو ملتا اور شیعہ کا ان پر مشتعل ہونا یقینی تھا بظاہر والدین پیغمبر کا احترام کرتے ہیں ۔ مگر یہ بھی شیعہ کی روایاتِ صحیحہ کے خلاف ہے حضرت علیؓ نے حضورؐ سے رشتہ فاطمہؓ مانگتے وقت فرمایا تھا :

وان اللہ ھدانی بک وعلی یدیک و استنقذنی ما کان علیہ آبائی و اعمامی من الحیرۃ والشرک ۔
(کشف الغمہ ص ۴۸/۱ و جلاء العیون ص ۱۱۵ وغیرہ)

اللہ نے مجھے آپ کے ذریعے آپ کے ہاتھ پر ہدایت دی اور مجھے اس گمراہی اور شرک سے چھڑا لیا جس پر میرے باپ دادے اور چچے (حضورؐ کے والد) تھے ۔

ذرا بتلایئے پیغمبرِ خدا کے رشتہ داروں سے شیعہ کی دشمنی میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے ؟

سوال ۴۸ :- ذرا غور سے سچ سچ بتلائیں، شیعہ کے دینی پیشوا کسی ذاکر و مجتہد کے مندرجہ بالا سب رشتہ دار زندہ یا مُردہ ہوں اور مسلمان ہوں کیا ان کی بدگوئی اور تبرا بازی کو وہ ذاکر و مجتہد سن کر برداشت کرے گا ؟ یا ان کی عام بدگوئی سے اس ذاکر و مجتہد کی ہتکِ عزت نہیں ہوگی ؟ کیا وہ ذاکر اپنے قریبی رشتہ داروں کے بدگو اور لاعن پر غم و غصہ کا اظہار نہ کرے گا اور اسے اپنا دشمن نہ سمجھے گا ۔ اگر سب امور کا جواب اثبات میں ہے تو کس قدر غضب کی بات ہے کہ ایک شیعہ اپنے فاسق و بے دین پیشواؤں کے رشتہ داروں کا گلہ نہیں سُن سکتا نہ وہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ان کی ہتکِ عزت ہوتی ہے ایسا شخص ان کا شدید دشمن ہے مگر وہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں، بیٹیوں، دامادوں، خسروں، پھوپھیوں، چچاؤں، ماموں اور سب رشتہ داروں پر معاندانہ حملے کرتا ہے اور تبرے بکتا ہے ۔ فضائل اور ذکرِ خیر کو دباتا ہے یہ کام اس کے نزدیک کفر کے بجائے عین اسلام، توہین کے بجائے عزتِ رسول ہے اور ایسا تبرائی خواہ چور، اچکا اور مے نوش ہی کیوں نہ ہو ۔ پیغمبرِ اسلام کا دشمن نہیں دوست و محب کہلائے گا ———
(العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ) کیا شیعہ کے دشمنِ رسول اور موذی رسول ہونے میں کوئی شک ہے ؟ کہ ایک ذاکر و مجتہد جتنا اکرام بھی آپؐ کا نہیں کر سکتے ۔

سوال ۴۹ :- اب آیئے اہل بیت مرتضویؓ کے گھر میں ۔ ذرا بتلایئے ۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کی کتنی اولاد ہوئی ۔ ۳۵ عدد تک مذکر و مؤنث اولاد علمائے انساب نے لکھی ہے ۔ ۱۵ صاحبزادیاں بتائی گئی ہیں جو اولاد اور شوہروں والی بنیں ۔ اس پاکیزہ گھرانہ میں کن کن افراد سے آپ کو اُلفت و عقیدت ہے کیا حضرات حسنینؓ، زینبؓ و اُمِ کلثومؓ کے سوا اور کسی کا نام بھی مجالس میں لیا کرتے ہو اور لوگوں میں ان کی تشہیر کرتے ہو اگر نہیں تو کیا وہ حضرت علیؓ کے مذہب سے پھر گئے تھے یا ان کے نام حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ وغیرہ

صحابہ کرامؓ کے نام پر نفرت آخر کوئی وجہ تو ہے کہ شیعہ کے شہیدِ ثالث نور اللہ شوستری نے اولادِ واحفادِ علیؓ سے جل کر یہ رباعی لکھی ہے۔ (مجالس المومنین ص۲۴۶ مطبوعہ ایران)

اذا العلوی تابع ناصبیًا — بمذھبہ فما ھو من ابیہ
وکان الکلب خیرا منہ طبعاً — لان الکلب طبع ابیہ فیہ (والعیاذ باللہ)

جب حضرت علیؓ کی اولاد سُنی مذہب والے کی تابعداری کرے تو وہ اپنے باپ کا جنا ہوا نہیں ہے اس سے تو کتا بھی خاندانی طور پر بہتر ہے کیونکہ کتے میں اپنے باپ کی عادت تو پائی جاتی ہے۔ اگر یہ لفظ ہم شوستری پر لوٹا دیں تو کیا متعہ خانہ سے لے کر امام باڑے تک ہمارے خلاف جلوس نہ نکل پڑے گا۔

سوال ۵۰: کیا جگر گوشۂ رسول، سیدالامۃ مصلح اعظم حضرت حسن المجتبیٰؓ سے بھی کچھ نفرت اور دشمنی شیعہ کو نہیں ہے؟ ورنہ حضرت حسینؓ کی طرح خاص محفل ذکر و ماتم حضرت حسنؓ کے لیے عام شیعہ کیوں نہیں کرتے۔ آپ کا صلح با معاویہؓ کا کارنامہ اور شیعہ کے مشتعل ہو کر قاتلانہ حملے کا ذکر کیوں نہیں کرتے آپ کے فضائل خاصہ کی تشہیر کیوں نہیں کرتے آپ کو لاولد ابتر کیوں کہتے ہیں۔ امامت آپ کی اولاد میں کیوں نہیں مانتے، آپ کی اولاد کو واقعی سید کیوں نہیں مانتے۔ علامہ کلینی نے کافی ج ۴ کتاب الزیارات میں دیگر ائمہ اہل بیت کی طرح آپ کی قبر در مدینہ اور صلاۃ وسلام کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ آپ نے خلافت حضرت معاویہؓ کو دے دی اور برسر عام بیعت کر کے مذہب شیعہ کی جڑیں کاٹ دیں جو آج تک تہتر شہداء کربلا کے خون سے آبیاری کے باوجود پنپ نہ سکا۔

منصبِ نبوت و ہدایت کا ایک گونہ انکار

سوال ۵۱: شیعہ کے دعوٰی حُبِ آلِ رسولؐ کی یہ حقیقت معلوم ہو چکنے کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہے کہ بانیانِ تشیع نہ صحابہ کرامؓ کے کچھ لگتے تھے نہ رسولؐ و اہل بیت رسولؐ کے محب تھے صرف چار حضرات کی محبت کا دعوٰی کر کے پورے اسلام کو ختم کرنا۔ صحابہؓ و اہل بیتؓ کے گھر گھر اور ایک ایک فرد کے درمیان نفاق و دشمنی کو مشہور کرنا تھا تاکہ حضرت محمدؐ رسول اللہ

کی تعلیم و تربیت کی ناکامی آشکارا کر کے قرآن پاک اور دعوٰی نبوت کی تغلیط ذہنوں میں بٹھا دی جائے، کیا ایسے شخص کی بات غلط ہوگی؟ دلائل سے واضح کریں۔

سوال ۵۲: قرآن پاک میں حضور علیہ السلام کو مبشّر، نذیر، ہادی، داعی الی اللہ، سراج منیر، رؤف رحیم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، سب لوگوں کی طرف مرسل، مطاع مبین وغیرہا اوصاف سے نوازا اور یہ اسناد دے کر آپ کو پیغمبر، معلّم، مزکّی، رہبر خلائق کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔

اتنے عظیم الشان امام الانبیاء و معلم الکائنات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے لوگوں کو مسلمان کیا، قرآن و حکمت کی تعلیم دی، کتنوں کا تزکیۂ نفس کیا، کتنے گم گشتگان کو خدا سے ملایا، تعلیم و تربیت کے کیا انمٹ نقوش چھوڑے اور پھر دُنیا سے کوچ فرمایا؟ چند ہی لوگوں کے نام بتلائیے۔ اگر بواسطہ علیؓ تین چار حضرات کے علاوہ کسی کا نام نہیں لے سکتے کیونکہ دعوتِ ایمان و اتباع کو وسیع ماننے سے شیعہ مذہب کا خاتمہ ہو جائے گا تو کیا بلاواسطہ حضورؐ کے ہاتھ پر دس صحابہؓ کو بھی کامل مومن و مسلمان نہ ماننا انکارِ پیغمبر کے مترادف نہیں ہے؟

سوال ۵۳: جن چار حضرات کو صحابیؓ رسول مان کر مومن تسلیم کیا اس میں بھی دھوکہ بازی ہے کیونکہ وہ حضرات حسب شیعہ اعتقاد شاگرد علیؓ ہونے کی وجہ سے مومن تھے۔ حضورؐ نے تو حضرت علیؓ کا مدرسہ ان کو بتایا تھا جیسے کشف الغمہ ص۱۷۹ پر ہے۔ صحابہؓ میں زاہدوں کی جماعت جیسے ابوالدرداؓ، ابوذرؓ، سلمان فارسیؓ۔ یہ سب حضرت علیؓ کے شاگرد تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راہنمائی پا کر حضرت علیؓ کی پیروی کی۔"

نیز وہ چار حضرات کامل الایمان و تابعدار نہ تھے۔ کتاب اختصاص میں بسند معتبر حضرت صادقؒ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اے سلمانؓ تیرا علم مقدادؓ کو بتایا جائے تو وہ کافر ہو جائے اور اے مقدادؓ اگر تیرا علم سلمانؓ کو بتایا جائے تو وہ کافر ہو جائے (حیات القلوب ص۶۳۳ ج۲، ص۶۷۶ ج۲)

شیخ کشی نے بسند حسن امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے کہ تین کے سوا سب صحابہ کرامؓ بعد وفاتِ رسولؐ مرتد ہو گئے۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ۔ راوی نے حضرت عمارؓ کا پوچھا تو حضرت

نے فرمایا اس نے بھی کچھ میلان نہ ہوئے کفر یعنی بیعتِ صدیقؓ کیا مگر جلدی بدل گیا۔ پھر فرمایا اگر تو ایسا چاہتا ہے جس نے کوئی شک نہ کیا ہو اور اسے شبہ نہ پڑا ہو تو وہ مقدادؓ ہیں۔ حضرت سلمانؓ کے دل میں یہ شبہ بیٹھ گیا تھا کہ امیر المومنینؓ کے پاس اسم اعظم ہے اگر وہ منہ سے نکالیں تو زمین منافقوں کو نگل لے پس آپ کیوں اس طرح ان کے ہاتھوں مظلوم ہو چکے ہیں (اس شبہ کی آپ کو سزا بھی ملی) رہے ابوذرؓ تو حضرت امیرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ چپ رہے مگر وہ ملامت کی پروا نہ کرنے بغیر اپنے مؤقف سے نہ ہٹا اور حضرت کی بات قبول نہ کی۔ الخ۔

(حیات القلوب ج ۲)۔ انصاف سے بتائیے کیا درج ذیل آیت میں مذکور حضورؐ کے تمام مناصب کا شیعہ سے انکار نہیں کر دیا؟

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (آل عمران ع ۱۷)	بلاشبہ اللہ نے مومنوں پر بڑا ہی احسان کیا جبکہ ان میں انہی میں سے ایک عظیم پیغمبر بھیجا جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انکو ہر قسم کی برائی سے پاک کرتا ہے اور کتاب سکھاتا ہے اور حکمت (سنت نبوی) سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے وہ گمراہی میں تھے۔

سوال ۵۴: ۔ ہر چیز کی صحبت رنگ لاتی ہے برے کی محفل میں برائی کا، نیک کی محفل میں نیکی کا اثر بالمشاہدہ محسوس ہوتا ہے۔ فرمائیے! صحبت رسولؐ اور تربیت پیغمبر میں کیا خامی تھی کہ بیس، تئیس سال تک ہمہ وقت آپ کی خدمت میں رہنے والوں اور قریبی رشتہ داروں پر بھی ایمان، اخلاص اور اعمال کا رنگ نہ چڑھا۔

قرآن پاک کے متعلق شیعی عقیدہ

سوال ۵۵: ۔ حیات القلوب، اصولِ کافی وغیرہ کتب شیعہ میں یہ صراحت ہے:

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وفات رسول کے بعد تمام قرآن پاک جمع کیا کیسہ میں ڈالا، مہاجرینؓ و انصارؓ کے مجمع میں مسجد میں لے آیا۔۔۔۔ جب اس قرآن میں اس قوم کے منافقوں کے کفر و نفاق کے متعلق آیات تھیں اور خلافت علیؓ و خلافت اولادِ علیؓ کی اس میں صراحت

تھی عمرؓ نے اسے قبول نہ کیا۔ سیدِ اوصیاءؓ ناراض ہو کر حجرہ پاک میں واپس ہو گئے اور فرمایا اس قرآن کو تم پھر قائم آلِ محمدؐ کے ظاہر ہونے تک نہ دیکھ سکو گے"۔ شیعہ کا یہی وہ اصل قرآن ہے جو اماموں سے ہوتا ہوا امام غائب کے پاس ہے۔ ذرا واضح کریں کہ حضرت علیؓ پر یہ بہتان عظیم نہیں کہ حضرت عمرؓ کے انکار پر قرآن چھپا دیا اور خلقِ خدا کو ہدایت سے محروم کر دیا جب کہ کتاب اللہ کو چھپانا اور ہدایت سے امت کو محروم کرنا قرآن میں بہت بڑا جرم بتایا گیا ہے (البقرہ)

سوال ۵۶: کیا اس سے یہ بھی واضح نہ ہو گیا کہ شیعہ اس موجودہ قرآن کو صحیح نہیں مانتے ناقص اور محرف بدلا ہوا مانتے ہیں اور کیا یہ بھی معلوم نہ ہو چکا کہ اس قرآن میں شیعہ کی تائید میں کچھ بھی نہیں حتیٰ کہ مسئلہ امامت بھی نہیں، اب جو شیعہ عوام کو دھوکہ دینے کے لیے اپنے مسئلوں پر قرآن پڑھتے ہیں وہ قرآن پاک سے تمسخر اور اس پر ظلم کرتے ہیں۔

سوال ۵۷: کیا شیعہ کو یقین ہے کہ ان کا مذہب واقعی وحی الٰہی کے مطابق ہے تو ذرا مندرجہ ذیل حدیث کا مطلب سمجھائیں: "امام جعفر صادقؒ نے شاگرد زرارہ سے کہا کہ تو میرے اور میرے باپ کے اختلافی احکام سے دل تنگ نہ ہونا۔ جب تمہیں ابوبصیر ہمارے حکم کے خلاف سنائے۔ خدا کی قسم ہم نے اپنی اور تمہاری طاقت کے موافق تم کو متضاد مسئلے بتلائے ہیں۔ ہر بات کا ہمارے پاس ہیر پھیر ہے اور کئی معنی ہیں جو حق ہیں۔ یہاں تک فرمایا تم مانتے جاؤ اور معلوم ہمارے حوالے کرو۔ ہمارے اور اپنے اقتدار اور آزادی کا انتظار کرو۔ پھر جب ہمارا قائم اٹھے گا اور ہمارا متکلم (مہدی) بولے گا تو وہ تم کو از سرِ نو قرآن، شریعت اور احکام و فرائض کی ٹھیک اسی طرح تعلیم دے گا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ نے اتارے۔ کیونکہ آج اگر تم پر اصل دین ظاہر کر دیا جائے تو تمہارے سمجھ دار بھی بالکل انکار کر دیں گے۔ تم اللہ کے دین اور اس کے طریقے پر ثابت نہ رہو گے حتیٰ کہ تم پر تلوار رکھی جائے (اصلی اسلام کے ضائع ہونے کی وجہ یہ ہے) کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد لوگ پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلے تو انھوں نے دین میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی کر دی:

فما من شیئ علیہ الناس الیوم الا ھو منحرف عما نزل بہ الوحی۔	آج کوئی چیز ایسی نہیں جس پر سب لوگ (سنی شیعہ) عمل کرتے ہیں مگر وحی الٰہی کے برخلاف ہے۔

پس اے زرارہ تجھ پر اللہ رحم کرے ہم جو کہیں مانتے جاؤ تا آنکہ وہ ہستی آجائے جو تم کو از سر نو اللہ کا صحیح دین پڑھائے (رجال کشی ص۹۳، مجالس المومنین ص۳۴۵)

کیا اس سے یہ کمل کر معلوم نہ ہو چکا کہ امام باقرؒ و جعفرؒ نے ہی ہیر پھیر سے کام لیا۔ صحیح دین خدائی وحی والا لوگوں کو نہ بتایا یا شیعہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بھی وحی الٰہی کے برخلاف ہے۔ صحیح دین صرف حضرت مہدی پیش کریں گے؟

توہینِ اہلِ بیتِ کرامؓ

سوال ۵۸: جلاء العیون وغیرہ شیعہ تاریخوں میں ہے "کہ ان کافروں نے (صحابہ کرامؓ العیاذ باللہ) حضرت امیرؓ کے گلے میں رسی ڈالی اور مسجد کی طرف (برائے بیعت ابوبکرؓ) گھسیٹ کر لے گئے۔ جب حضرت کے گھر سے گزرے تو حضرت فاطمہؓ نے روکا۔ قنفذ نے بروایت دیگر حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو تازیانہ مارا پھر بھی آپ نے ہاتھ نہ اٹھایا۔ حتیٰ کہ انھوں نے دروازہ حضرت پر گرا دیا اور دانت اور پسلیاں آپ کی توڑ دیں جو آپ کے بطن میں محسن نامی فرزند تھا اسے شہید کر دیا اور وہ گر گیا۔ فاطمہؓ اسی ضرب سے دنیا سے رخصت ہوئیں .... پھر حضرت علیؓ کو مسجد میں کھینچ لائے وہ جفاکار آپ کے پیچھے تھے کوئی بھی مدد نہ کرتا تھا۔ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، عمارؓ، بریدہؓ فریاد کر رہے تھے کہ تم نے کتنی جلد خیانت کی (اسی سلسلہ میں ہے) کہ انھوں نے ہر چند کوشش کی کہ حضرتؓ دستِ بیعت بڑھائیں آپ نے ہاتھ لمبا نہ کیا پس اُنھوں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا، ابوبکرؓ نے اپنا منحوس ہاتھ لمبا کر کے حضرت کے ہاتھ تک پہنچا دیا (شرط بیعت پوری ہوئی)"

(جلاء العیون ص۱۴۵۔ بلفظہ) کیا یہی وہ شیعہ کا مایہ ناز لٹریچر اور مظالم کی تاریخ ہے جس پر ان کے واعظ و موسیقار ہزاروں روپے وصول کرتے ہیں؟ کیا اس میں شیرِ خدا کی انتہائی تذلیل اور توہین نہیں ہے؟ حضرت خاتونِ جنتؓ کی ناگفتہ بہ توہین نہیں۔ ایسے مواقع پر چوڑے چمار بھی جان قربان کر دیتے ہیں مگر سیدہؓ کے مثالی خاوندؓ کی غیرتِ ایمانی اور شجاعتِ شیری نامعلوم کہاں غائب ہو گئی تھی کیا اس میں ان پانچ صحابہ مومنینؓ

کی انتہائی توہین نہیں جو اپنے امامؓ کا یہ ہولناک تماشہ دیکھ کر واویلا تو کر رہے ہیں مگر شیرِ خدا مشکل کشا، مددگار شیعان کی امداد نہیں کرتے جس بیعتِ صدیقیؓ کے انکار کے لیے یہ داستان بکر یہ تراشی ہے وہ بالآخر ہو ہی گئی کیا اس سے یہ معلوم نہ ہو گیا کہ حضرت عمرؓ کو بدنام کرنے کے لیے شیعہ حضرات اہل بیتؓ کی عزت و توقیر کو بھی قربان کر دیتے ہیں؟

سوال ۵۹: کیا شیعہ کے بیشتر آئمہ باندیوں کی اولاد ہیں؟ ذرا نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضرت زین العابدین شہربانو، ایرانی باندی کے بطن سے تھے۔ جلاء العیون ص۴۹۷۔

۲۔ موسیٰ کاظم کی ماں باندی تھی جس کا نام حمیدہ بربریہ یا اندلسیہ تھا۔ " " ص۵۲۴۔

۳۔ علی بن موسیٰ رضا کی ماں باندی تھی جس کا نام نکتم یا اروی وغیرہ تھا۔ " " ص۵۴۳۔

۴۔ امام تقی کی ماں باندی تھی اس کا نام سکیبہ یا خیزران وریحانہ تھا۔ " " ص۵۶۰

۵۔ امام علی نقی کی ماں باندی تھی جس کا نام سمانہ مغربیہ تھا۔ " " ص۵۷۴۔

۶۔ امام حسن عسکری کی ماں باندی تھی جس کا نام حدیث یا سلیل تھا۔ " " ص۵۷۴۔

۷۔ لونڈیوں کی منڈی میں ایک باندی کہتی تھی ہائے میری عفت کا پردہ چاک کر دیا گیا .... حضرت حسن عسکری کے خادم اسے خرید لائے آپ غائبانہ اس کی تعریف کر رہے تھے امام کی بہن حلیمہ خاتون نے اسے گود میں لیا اور بحکم امام اسے اسلام اور واجباتِ شرع سکھائے (کیونکہ یہ پہلے مجوسیہ اور مشرکہ تھی اہل سنت کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی۔) یہ امام حسن عسکری کی بیوی اور امام العصر کی ماں ہیں (جلاء العیون ص۵۸۲، ۵۸۳)

فرمائیے! کیا سادات کی مستورات ختم ہو گئی تھیں یا ان کا حسن و جمال نہ تھا کہ اماموں نے باندیوں سے گھر کو رونق دیکر امام زادے جنوائے اور ان کے نسب میں دنیوی داغ لگایا؟

یا کیا شیعوں نے اپنے آباؤ اصلی ایرانیوں کو آئمہ کا نانا ثابت کرنے کے لیے یہ حربے کھیلے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ننھیالی رشتہ کاٹ کر دم لیا۔ (سبحان اللہ)

سوال ۶۰: شہادت تو غیر اختیاری چیز ہے اور اللہ کے قبضے میں ہے۔ خود زہر کھا کر مصنوعی شہادت بنانا کیا خودکشی اور حرام نہیں ہے۔ پھر آئمہ جان بوجھ کر کیوں زہر کھاتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

۱۔ حضرت حسنؓ کی زہر خورانی کا قصہ بھی اسی مصنوعی شہادت کے لیے اختراع کیا گیا ہے۔ مؤلف

۲۔ امام موسیٰ جعفر کے سامنے جب زہریلا کھانا رکھا گیا تو جانتے ہوئے یہ دُعا کی اے اللہ اگر آج سے پہلے میں یہی کھانا کھاتا تو اپنی ہلاکت میں معین (خودکشی کا مرتکب) ہوتا۔ آج میں یہ کھانا کھانے میں مجبور و معذور ہوں جب وہ کھانا کھایا تو زہر سے بخار ہوا اور انتقال فرما گئے

(جلاء العیون ص۵۳۱)

۳۔ حضرت موسیٰ کاظم نے زہر آلود کھجوریں کھائیں خادم نے کہا اور کھائیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ میں نے کھایا اس سے تیرا مطلب پورا ہو جائے گا۔ زیادہ کی حاجت نہیں۔ (ایضاً ص۵۴۲)

۴۔ حضرت علی تقی کو ان کی بیوی ام الفضل نے زہریلے انگور دیئے آپ نے جب وہ کھائے اور حالت غیر ہوگئی وہ رونے لگی تو فرمایا اے ملعونہ ابھی تو نے مجھے مارا ہے اب روتی ہے؟ (جلاء العیون ص۵۶۵)

۵۔ مامون رشید نے امام رضا سے اصرار کیا کہ میرے سامنے یہ انار کھائیں اس کے اصرار اور جبر سے آپ نے چند ڈلیاں کھائیں۔ ایک رات گزار کر صبح ریاض رضوان میں انتقال فرما گئے۔ (جلاء العیون ص۵۵۴)

۶۔ حضرت حسن عسکری نے زہر کھا کر وفات پائی۔ (جلاء العیون ص۵۷۶)

واضح رہے اصول کافی کی تصریح کے مطابق امام اپنے اختیار سے مرتا جیتا ہے وہ عالم الغیب اور کھانے کی ماہیت سے واقف ہوتا ہے دھوکے سے اسے کوئی زہر نہیں کھلا سکتا۔ کیا شیعہ نے مصنوعی شہادت ظاہر کرنے کے لیے اپنے آئمہ پر خودکشی کے الزامات نہیں لگائے؟

فضائل خلفائے راشدینؓ

سوال ۶۱: ذرا بتلائیں مقام نصرت میں اللہ تعالےٰ نے حضرت صدیق اکبرؓ کو "صاحبہٗ پیغمبر کا ساتھی" فرما کر آپ کی افضلیت کو نمایاں نہیں کر دیا کیا کسی اور کا بھی اللہ تعالیٰ نے اس مدحیہ لفظ سے قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے جیسے سورت توبہ رکوع ۶ میں اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا ہے پیغمبر اپنے ساتھی سے کہتا تھا میرا غم نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ

ہمارے ساتھ ہے۔

سوال ۶۲: فرمائیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری ایام مرض میں جب آپ مسجد نہ جا سکتے تھے۔ آپ کا مصلےٰ خالی رہا یا کسی نے باہر پیغمبر نمازیں پڑھائیں؟ اگر پڑھائیں تو کس بزرگ نے۔ کیا دنیا کی کسی کتاب میں حضرت علیؓ کے بھی مصلےٰ نبویؐ پر نماز پڑھانے کا ذکر ہے اگر نہیں ہے اور تاریخ وسیرت کتب شیعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کا نام بتاتی ہیں تو پھر آپ کو کیوں ضد ہے؟ انھیں خلیفہ بلا فصل کیوں تسلیم نہیں کرتے، کیا حضورؐ کا فیصلہ اور عمل نص جلی سے کم ہے؟

سوال ۶۳: اگر بقول متعصب ملا باقر علی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از خود نمازیں پڑھانے لگے تو صحابۂ رسولؐ نے اس پر واویلا کر کے ان کو پیچھے کیوں نہ ہٹایا؟ آج جب کسی معمولی واعظ و امام کے منبر و مصلےٰ پر دوسرا جرأت نہیں کر سکتا نہ مقتدی اسے تسلیم کرتے ہیں تو امام الانبیاءؐ کے مصلےٰ پر خلاف مرضی کیسے ایک شخص قابض ہو گیا۔ کسی نے مخالفت نہ کی، نہ امام الانبیاءؐ نے کچھ ڈانٹ ملامت کی اگر ایسا کچھ ذرا بھی ہوتا تو متواتر منقول ہوتا۔

سوال ۶۴: کیا صدیق اکبرؓ کے بجائے خلیفہ بلا فصل حضرت علی المرتضیٰؓ بنتے تو شیعہ عقائد کی رُو سے آپ کو کامیابی ہوتی؟ ذرا غور کریں شیعہ عقائد میں حضرت علی المرتضےٰؓ صحابہ کرامؓ کے دل میں بسنے والے محبوب اور ہر دلعزیز ہرگز نہ تھے سب لوگوں کو آپ سے حسد اور دشمنی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ڈر کی وجہ سے فضائل مرتضےٰؓ صراحۃً بیان نہیں فرماتے تھے اور مسئلہ امامت کو تاکید وحی کے باوجود بیان نہ کرتے تھے تاکہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں حتیٰ کہ اللہ پاک کو "بلغ ما انزل الیک" سے تہدید دینی پڑی اور تبلیغ رسالت کی نفی کا حکم لگایا۔ (حیات القلوب وغیرہ)۔ بالفرض آپ اگر چند ساتھیوں کی بیعت سے خلیفہ بن جاتے تو عام پبلک دشمنی کی وجہ سے آپ کی مطیع نہ ہوتی، آپ جنوں اور ملائکہ کی مدد سے لشکر کشی کرتے تو پوری امت کا صفایا ہو جاتا۔ اللہ کی تقدیر میں اُمت کی فلاح و نجات اسی میں تھی کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بالترتیب خلیفہ ہوں اندرونی مخالفت کا تصور ہی نہ ہو مسلمان سب دُنیا کو [illegible] اپنے پاؤں پر کھڑے ہو

جائیں اگر عہد رابع میں منافقانہ سازش سے اسی ہزار مسلمان کام بھی آئیں تو مجموعی طور پر ان کی قوت مضمحل نہ ہو۔ "اِنّ ربّک علیم حکیم"۔

سوال ۶۵:۔ ذرا انصاف سے بتلائیں کیا حضرت علی المرتضیٰؓ اور حسنینؓ کا حضرت عمر فاروقؓ نے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا تھا اور کیا آپ نے قبول فرمایا تھا اگر جواب اثبات میں ہے تو آپ کی فتوحات جہاد اور خلافت راشدہ برحق ہوئی کیونکہ آئمہ حرام خوری اور مفاد پرستی سے بالا تھے۔ حضرت شہر بانوں کی آمد اور حضرت حسینؓ سے نکاح اسی قبیل سے ہے۔ جو کتب شیعہ میں مشہور ہے۔

سوال ۶۶:۔ کیا حضرت علیؓ خلافت فاروقیؓ میں مشیر تھے اور کئی مشورے نہج البلاغۃ میں مذکور ہیں۔ کیا آپؓ دورِ ثانی میں جج بھی تھے۔ کیا آپؓ کئی امور میں حکومت کے ساتھ تعاون بھی کرتے تھے اور حکومت آپؓ کو مالی وظیفہ دیتی تھی اگر یہ تاریخ سے ناقابلِ انکار حقائق ہیں تو عمرؓ برحق خلیفہ تھے۔ ظالم و جابر ہرگز نہ تھے کیونکہ عامل بالقرآن علیؓ ظالموں کے معاون اور ان کے ہم مشرب و ہم کاسہ نہ بن سکتے تھے۔ ارشاد خداوندی ان کے سامنے تھا۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار — ظالموں کی طرف تم جھکو بھی نہیں ورنہ تم کو آگ گھیرے گی۔

سوال ۶۷:۔ کیا حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے لاثانی داماد اور سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہؓ کے شوہر تھے؛ اگر آپ کو انکار ہے تو کیا تسلیم کرنے والے مندرجہ ذیل شیعہ علما آپ سے کم تر جانتے تھے یا ان میں انصاف کا کچھ شائبہ تھا؟

۱۔ صاحبِ کافی نے کن گندے لفظوں میں اس حقیقت کو ادا کیا ہے:۔

ان ھٰذا اوّل فرج غصبنا؛ — یہ پہلی شرمگاہ ہے جو ہم سے چھین لی گئی۔

۲۔ علامہ شوستری لکھتے ہیں۔ "اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد"؛ اگر نبیؐ نے دختر عثمانؓ کو دی تو حضرت علیؓ نے عمرؓ کو دے دی۔

۳۔ علامہ ابو جعفر طوسی الاستبصار م۱۸۵ میں فرماتے ہیں "جب حضرت عمرؓ فوت ہو گئے تو حضرت علیؓ ام کلثوم کو عدت گزارنے کے لیے گھر لے آئے۔ نیز تہذیب میں یہ روایت

ہے کہ ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور ام کلثوم کا بیٹا زید بن عمرؓ بن الخطاب ایک ہی ساعت میں مدفون ہوئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون مرا پس ایکدوسرے کا وارث نہ ہوا۔

۴۔ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ المتوفی ۳۵۵ھ نے شافی میں لکھا ہے کہ حضرت امیر نے اپنی بیٹی کا نکاح بطیب خاطر نہیں کیا بلکہ یہ عقد بار بار کی درخواست پر ہوا۔ نکاح تو بہر حال ہو گیا۔ اگر حضرت عمرؓ مومن نہ تھے تو حضرت علیؓ نے اپنی لختِ جگر سے ظلم کیا اور ناجائز کام کرایا؟

سوال ۶۸:۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تین دن، تین راتیں بدستور حضرت عثمانؓ و علیؓ کے انتخاب کے سلسلے میں متفکر رہے گھر گھر جا کر لوگوں سے پوچھا، پردہ دار خواتین سے بھی رائے لی بالآخر مسجد نبوی میں ہزاروں صحابہ کرامؓ کے سامنے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور فرمایا "حضرت عثمانؓ کے برابر لوگ کسی اور کو نہیں جانتے"۔ تبھی تو اس حقیقت کا اظہار حضرت مقدادؓ نے بقول شیعہ ان الفاظ سے کیا ہے کہ لوگوں نے عزت خاندانِ اہل بیت سے پائی مگر سب نے اتفاق کر لیا کہ خلافت ان کے بجائے دوسروں کو ملے۔ (حیات القلوب ص۲۷۶/۲)۔ فرمائیے جنت و رضا کی سندیں پانے والے تمام مہاجرین و انصار کا حضرت عثمانؓ پر اتفاق آپ کے حضرت علیؓ سے افضل ہونے پر شاہد و برہان نہیں اور اس بھرے مجمع میں حضرت علیؓ کا بیعتِ عثمانؓ کر دینا آپ کی خلافت حقہ پر مہر تصدیق نہیں؟ نہج البلاغہ کے یہ الفاظ بھی اسی روش و بیعت کا پتہ دیتے ہیں۔ "وَان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم وَاطوعکم لمن ولیتموہ امرکم"؛ اگر تم مجھے خلیفہ نہ چنو گے تو میں تمہاری طرح رعایا کا ایک فرد ہوں گا اور شاید میں تم سے زیادہ مطیع اور فرماں بردار اس خلیفہ کا ہوں گا جسے تم خلافت کے لیے چنو گے۔

سوال ۶۹:۔ کیا دامادِ رسول ہونا ایک شرف و اعزاز ہے اگر ہے اور واقعی ہے تو حضرت عثمانؓ حضورؐ کے دوہرے داماد، ذوالنورین سے ملقب، کیسے حضرت علیؓ سے افضل نہ ہوں جب کہ حضرت علیؓ نے ان کو خود فرمایا "ونلت من صھرہ مالم ینالا"؛ (نہج البلاغہ) آپ نے حضورؐ کی دامادی کا وہ شرف پایا ہے جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے بھی نہیں پایا۔ حضرت عثمانؓ کی دامادی رسولؐ کتب شیعہ میں بھی متواتر ہے:۔

۱. نوراللہ شوستری جیسا متعصب بھی آپ کو ذوالنورینؓ لکھتا ہے (مجالس المومنین ص ۱۵۸ ج ۱)

۲. مجلسی لکھتا ہے کہ مہاجرینِ حبشہ میں حضرت عثمانؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ دخترِ پیغمبر ہیں۔

(حیات القلوب ص ۲۰۵ ج ۲)

۳. اپنی بیٹی امِ کلثومؓ حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو بیاہ دی۔ وہ رخصتی سے پہلے فوت ہو گئی تو آپ نے رقیہؓ بیاہ دی (حیات القلوب ج ۲)

۴. اُمِ کلثومؓ و رقیہؓ نبیؐ کی بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ سیدہ رقیہؓ کے بطن سے حضرت عثمانؓ کا ایک بیٹا عبداللہ پیدا ہوا جو چار سال کی عمر میں مرغ کی چونچ مارنے سے فوت ہو گیا۔ (نخبۃ الاخبار ص ۳۶)

سوال ۷۰: کیا آپ کو تسلیم ہے کہ حدیبیہ کے نازک موقعہ پر حضورؐ نے حضرت عثمانؓ کو سفارت کا ذمہ دار منصب سونپا تھا آپؓ بخوشی قبول کر کے مکہ گئے کفار کے اصرار کے باوجود کعبۃ اللہ کا طواف نہ کیا، کفار نے جب بند کر دیا اور قتل کی افواہ مشہور ہو گئی تو حضورؐ نے ۱۵۰۰ صحابہؓ کرام سے بدلہ عثمان میں جان قربان کرنے کی بیعت لی۔ اللہ نے اسے قبول کر کے ان کو جنت و رضوان کی بشارت دی۔ حضورؐ نے اپنا دایاں ہاتھ عثمانؓ کی طرف سے بائیں ہاتھ پر مارا اور غائبانہ بیعت کی تاکہ وہ اس شرف سے محروم نہ رہیں۔ (ملاحظہ ہو حیات القلوب قصہ حدیبیہ) کیا حضرت عثمانؓ کے فضائل اور ایمان پر یہ روشن برہان نہیں ہے؛ جس دولہا کی خاطر ۱۵۰۰ باراتیوں کو ایمان و رضا کا تحفہ ملے کیا وہ دولہا دولت ایمان و رضا کے تحفہ سے محروم رکھا جائے گا؟

سوال ۷۱: کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کا رشتہ مانگنے پر کس نے آمادہ کیا، آپؓ کی مالی کمزوری کے عذر میں تعاون کی ڈھارس کس نے بندھائی۔ ۴۰۰ درہم حق مہر کس کی کمائی تھی، جہیز کا سامان خریدنے بازار کون گیا تھا۔ گواہوں میں اہم شخصیتیں کون تھیں اگر تاریخ و سیرت اور علماء شیعہ شادی فاطمہؓ کے سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ اور سعدؓ بن معاذؓ کا نام لیتے ہیں (جلاء العیون و کشف الغمہ، قصہ تزویج) تو کیا یہی محسنین دشمن اہلبیت ہو گئے اور عجب ہو سکے کہ سند آپ کرالاٹ ہو گئی؟

انتخاب خلیفہ کا اسلامی طریقہ

سوال ۷۲: حضرت علی المرتضیٰؓ کس طرح خلیفہ قرار پائے شیعہ کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۱۰۰ پر ہے سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آئے اور گھر میں داخل ہو کر کہنے لگے آپؓ ہاتھ بڑھائیں ہم آپؓ کی بیعت کرتے ہیں لوگوں کے لیے امیر ضرور ہونا چاہیئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اسکا اختیار تم کو نہیں۔

وانما ذالك لاهل بدر فمن رضو به فهو خليفة۔	اس کا اختیار صرف بدریوں کو ہے وہ جسے پسند کریں وہ خلیفہ ہو گا۔

فرمائیے! اگر آپ پہلے سے منصوص خلیفہ تھے تو یہ کیوں فرمایا۔ اہلِ بدر و مہاجرین کو انتخاب کا حق کیوں بخشا اور ان کے منتخب شخص کو خلیفہ برحق کیوں بتلایا؟

سوال ۷۳: اگر شوریٰ سے انتخاب برحق نہیں ہوتا تو حضرت علیؓ نے یہ کیوں فرمایا مسلمانوں کی خلافت کا معاملہ باہمی مشورے سے ہو گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم اگر ایسا ہو کہ امامت و خلافت اس وقت تک قائم نہ ہو جب تک عامۃ الناس حاضر نہ ہوں پھر تو انتخاب ناممکن ہو گا۔ (کہ سب لوگوں کا اجتماع محال ہے۔) لیکن (حق یہ ہے) کہ خلافت کے حل و عقد والے جس کے انتخاب کا فیصلہ کر دیتے ہیں وہ غیر موجود پر بھی لاگو ہوتا ہے پھر نہ شاہد کو رجوع کا اختیار ہے نہ غائب کو نئے انتخاب کا۔ (نہج البلاغہ ص ۱۰۵ ج ۲)

سوال ۷۴: اگر بقول شیعہ یہ الزامی بات ہے تو آپ نے حصر کر کے یوں کیوں فرمایا:

انما الشورٰی للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا على رجل وسموه اماما كان ذلك لله رضى۔ (نہج البلاغہ)	اسکے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ شوریٰ سے انتخاب کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے پس اگر کسی شخص پر اتفاق کریں اور اسے امام نامزد کر دیں تو یہی انتخاب اللہ کو پسند ہوتا ہے۔

پس اگر ان کے اتفاق سے کوئی شخص کسی طعن یا بدعت کے ذریعے علیحدگی اختیار کرے تو یہ اسے واپس لائیں گے اگر وہ انکار کرے تو اس سے جنگ کریں گے کیونکہ اس نے

مومنین کا راستہ چھوڑ کر غیر راستہ اختیار کیا ہے۔

سوال ۷۵: اگر بقول مفترین بر مرتضیٰ یہ الزامی کلام ہے اور اپنے اعتقاد کے موافق آپ ان جمہور لوگوں کے انتخاب سے خلیفہ نہیں بنے تو فرمائیے آپ کو ان سے استحکام خلافت میں مدد لینے کا کیا حق تھا آپ نے ان کو ساتھ لے کر عظیم خونی معرکے اپنے سیاسی مخالفین سے کیوں سر کیے؟ شیعہ کی مزعومہ منصوصہ خلافت حسب سابق اب بھی باقی تھی پھر ۷۰ ہزار مسلمانوں کے کشت و خون کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی؟ کیا خلافت کو غیر جمہوری ملنے پر شیعہ حضرت علیؓ سے یہ سنگین الزام دُور کر سکتے ہیں؟ کس قدر مقام حیرت و استعجاب ہے کہ شیر خدا تو جمہوری انتخاب کو برحق اور جزو ایمان سمجھ کر ستر ہزار کشتگان کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہیں مگر آج آپ کا نادان دوست اس انتخاب کو ناجائز اور خلاف عقیدہ و ایمان بتاتا ہے۔

سوال ۷۶: فرمائیے اگر جنگِ جمل مؤرخین کے اتفاق کے مطابق قاتلانِ عثمانؓ سبائیوں کی سازش کا نتیجہ نہ تھی بلکہ بقول شیعہ حضرت عائشہؓ و علیؓ ماں بیٹے میں دیرینہ عداوت کا کرشمہ تھی تو حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے حق میں یہ بیان کیوں دیا تھا! کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے خارجی (سابق شیعہ) میری امت کے بدترین لوگ ہیں ان کو میری اُمت کے بہترین لوگ (اصحاب علیؓ) قتل کریں گے۔ میرے اور آپؓ کے درمیان کوئی بات نہ تھی سوائے اسکے جو ایک عورت اور سُسرال کے مابین ہو جاتی ہے۔ (کشف الغمہ ص۲۱۴) نیز حضرت علیؓ نے کیوں ان کو اس عزت کے ساتھ رخصت کیا کہ لوگو! یہ تمہارے پیغمبرؐ کی اہلیہ محترمہؓ ہیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی" ولها حرمتها الاولیٰ" اور ان کو وہی پہلی عزت حاصل ہے۔ پھر جن دو شخصوں نے آپؓ کے حق میں گستاخی کی ان کو سو سو دُرّے لگائے۔ (تاریخ طبری وغیرہ)

حضرت علیؓ کی خلافت و امامت

سوال ۷۶: اصول کافی ص۲۰۳ ج۱ پر بروایت جعفر صادقؒ یہ مرفوع حدیث ہے کہ امامت صرف اس آدمی کی دُرست ہوتی ہے جس میں تین خصلتیں ہوں۔ گناہوں سے مانع تقویٰ

ہو غصہ کے وقت بُردباری ہو، ماتحت رعایا پر بہتر حکومت ہو۔ جیسے باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے۔ جمل و صفین پر بغلیں بجانے والے حضرات کیا تاریخ اور اپنی کتب کی روشنی میں تیسری خصلت کو ایام مرتضوی میں تلاش کر کے دکھلا سکتے ہیں کہ کس قدر لوگوں کو رحمت اور سکھ پہنچا! کیا خلفائے ثلاثہؓ کے زمانوں کے ساتھ عشرِ عشیر نسبت بھی ہے۔ (یہ الزامی اور خصم معاند کو خاموش کرنے کے لیے ہے ورنہ ہمارے عقیدہ میں حضرت علیؓ کی خلافت برحق تھی اور مقدور بھر آپ رعایا پر مہربان بھی تھے۔) پھر کیوں لوگ حضرت معاویہؓ کے طرف دار ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ کی خلافت عراق و حجاز میں محدود رہ گئی۔ (تاریخ)

سوال ۷۷: اصول کافی ص۱۷۸ ج۱ پر امام جعفر صادقؒ کی حدیث ہے کہ زمین کسی وقت امام سے خالی نہیں ہوتی تاکہ اگر مومنین دین میں کمی بیشی کریں تو وہ اس کی تلافی کرے نیز یہ کہ امام حلال و حرام کو پہچانتا اور لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف بُلاتا ہے۔ فرمائیے بقولِ شیعہ و اعتراف حضرت علیؓ (در روضہ کافی ص۵۹ وغیرہ) خلفائے ثلاثہؓ نے دین میں بہت کمی بیشی کی تو حضرت علیؓ نے اس کی تلافی کر کے شیعی اسلام کو کیوں نافذ نہ کیا۔ متعہ کیوں نہ چلایا۔ شیعہ نے کیوں آپ پر تقیہ کی تہمت لگائی۔ دو باتیں لازم ہیں یا تو آپؓ سنی تھے یا پھر امامت کے قابل نہ تھے اور خلیفہ برحق ثابت نہ ہوئے۔ بیّنوا۔

سوال ۷۸: ذرا غور فرمائیے مسئلہ امامت کی ایجاد سے دین اسلام اور مسلمانوں کو کیا نفع پہنچا؟ مجلسی نے لکھا ہے کہ حضرت پیغمبرؐ ولایت علیؓ کی تبلیغ سے اس لیے ڈرتے اور تاخیر کرتے تھے مبادا امت میں اختلاف پیدا ہو جائے اور بعض دین سے مُرتد ہو جائیں۔ (حیات القلوب ص۵۴۴ ج۲) پھر جب آپ نے اعلان کیا تو فرمایا جو علیؓ کا انکار کرے کافر ہے، جو بیعت میں دوسرے کو شریک کرے وہ مشرک ہے جو خلافت بلافصل میں شک کرے وہ جاہلیت اولیٰ کی طرح کافر ہے۔ (حیات القلوب ص۵۴۳) کیا اس مسئلے کا حاصل مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ شیعی آئمہ میں سے زیادہ سے زیادہ لشکر اور تابعدار حضرت علیؓ کو صرف ملے تھے مگر ان میں ۵۰ سے بھی کم مسلمان تھے کیونکہ اس عقیدہ سے جہالت و انکار کی وجہ سے سب کافر ہوئے۔ رجال کشی ص۳ پر ہے کہ

حضرت علیؓ کے ساتھی عراق میں دشمن سے لڑنے والے (بکثرت تھے) مگران میں ایسے پچاس بھی نہ تھے جو آپ کی امامت کو کما حقہٗ پہچانتے ہوں۔ باقی آئمہ کے شیعہ مومنین کی تعداد سوال نمبر ۲۱ میں ملاحظہ کریں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ مسئلہ تقیہ بازمنافقوں کی خانہ ساز ایجاد ہے۔

سوال ۷۹: جب امامت رسالت کی طرح منصوص عہدہ ہے۔ امام واجب الاتباع اور معصوم بھی ہوتا ہے۔ وہ حلال وحرام میں مختار ہوتا ہے اور ہر امام کو اپنے اپنے زمانے کے لیے الگ الگ کتاب بھی ملی ہے (کافی الکافی وجلاء العیون)، تو ہر امام کا مذہب و شریعت دوسرے سے جدا ثابت ہوئی جو پچھلے امام کے شیعہ کے لیے حجت نہیں جیسے سابق پیغمبر کی شریعت پچھلے کی امت کے لیے حجت نہیں۔ بنا بریں آج امام مہدی کے شیعہ حضرت باقرؒ و جعفرؒ کے اقوال سے کیوں تمسک کرتے ہیں کیا اس سے امام مہدی کا انکار نہ ہو گیا جب کہ ان کو فقط حضرت مہدی سے شریعت سیکھنے کا حق ہے۔

حضرت حسنؓ و معاویہؓ کی خلافت

سوال ۸۰: جلاأ العیون میں حضرت حسنؓ کے حالات میں ہے کہ حضرت معاویہؓ سے صلح وبیعت کے وقت یہ مضمون لکھوایا "حسنؓ بن علیؓ بن ابوطالب نے معاویہؓ بن ابوسفیانؓ سے صلح کی ہے کہ وہ ان سے تعرض وجنگ نہ کریں گے بشرطیکہ وہ (معاویہؓ) لوگوں میں حکومت کریں کتابِ خدا، سنتِ نبویؐ اور خلفاء راشدین کی سیرت کے مطابق اور کسی کو اپنے بعد نامزد نہ کریں اور حضرت علیؓ اور آپؓ کے ساتھی ہر جگہ محفوظ رہینگے۔ الخ۔ فرمائیے کیا خلفاء راشدین کی سیرت کا برحق اور قابلِ اتباع ہونا حضرت حسنؓ نے واضح نہ کر دیا اور کیا حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کو اس عہد پر پابند رکھا؟ اگر وہ کتاب و سنت اور خلفاءُ راشدین کی سیرت کے پابند رہے اور ضرور رہے تبھی تو حضرت حسنؓ نے مخالفت اور جنگ نہ کی تو آپ کی خلافت کی حقانیت پر اس سے بڑا ثبوت کیا چاہیئے۔ کیا اس سے شیعہ علیؓ پر مظالم کی وضعی داستانیں بھی کافور نہ ہو گئیں اور ولیعہدی بھی اپنی طرف سے نہ تھی بلکہ اہلِ حل وعقد نے کرائی تھی۔

سوال ۸۱: اگر آپؓ کی خلافت جائز اور برحق نہ تھی تو حضرات حسنینؓ معاہدہ میں مذکور خراج وغیرہ کے علاوہ گرانقدر عطیات اور رقوم کیوں قبول کرتے تھے کیا ظالموں سے ہدایا وصول کرنا جائز ہیں؟ ملاحظہ ہو! ابن آشوب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت حسنؓ معاویہؓ کے پاس شام گئے۔ اسی دن حضرت معاویہؓ کے پاس بہت کچھ مال آیا تھا۔ معاویہؓ نے وہ سب مال حضرت کے پاس چھوڑ کر آپ کو بخش دیا۔ (جلاأ العیون)

۲۔ نیز روایت ہے کہ معاویہؓ جب مدینہ آئے دربار عام میں بیٹھ کر سب معززین مدینہ کو بلایا ہر کسی کو اس کے مرتبے کے مطابق ۵ ہزار سے ایک لاکھ تک عطیات دیتے رہے حضرت امام حسنؓ آخر میں آئے تو حضرت معاویہؓ نے کہا آپؓ دیر سے آئے ہیں تاکہ مال ختم ہونے کی وجہ سے اپنے منصب کے مطابق عطیہ نہ پا کر مجھے بخیل بتائیں۔ پھر معاویہؓ نے خازن کو کہا جس قدر میں نے سب کو دیا ہے اتنا صرف امام حسنؓ کو دے دے میں ہندہ کا بیٹا ہوں۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا یہ سب تجھے میں نے بخش دیا میں فرزند فاطمہؓ بنت محمدؐ ہوں۔

(جلاأ العیون)

۳۔ قطب راوندی نے حضرت صادقؒ سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسنؓ نے حضرت حسینؓ و عبداللہ بن جعفرؓ سے فرمایا معاویہؓ کے عطایا تم کو یکم تاریخ کو پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ حسبِ فرمودہ حضرت وہ اموال پہنچ گئے۔ حضرت حسنؓ مقروض تھے۔ اپنے قرضے ادا کیے باقی مال اپنے اہل بیت اور ساتھیوں میں بانٹا۔ حضرت امام حسینؓ نے بھی قرض ادا کر کے باقی تقسیم کر دیا اور ایک حصہ اپنے اہل وعیال کو بھیجا۔ عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا قرض ادا کر کے باقی مال حضرت معاویہؓ کی خوشنودی کے لیے معاویہؓ کے قاصد کو واپس کر دیا جب معاویہؓ کو اس کا پتہ چلا تو اس نے بہت سا مال اور ہدیہ پھر آپ کو بھیجا۔ (جلاأ العیون ص۲۴۳)

لفظ آل و اہل بیت کا شرعی معنیٰ و مصداق

سوال ۸۲: ذرا انصاف سے بتائیے قرآن پاک کے محاورہ واستعمال میں "آل" اہل بیت، تابعدار، ماننے والوں اور بیوی کو کہتے ہیں؟ اگر نہیں تو جگہ جگہ قرآن پاک آل

فرعون اور آلِ موسیٰ و ہارونؑ کا لفظ تابعداروں پر کیوں استعمال کرتا ہے۔ کیا اس حقیقت کے بپیش نظر آلِ محمدؐ و آلِ ابراہیمؑ آپ کے پیروکاروں کو کہنا صحیح نہیں ہے۔

اگر اہل بیت سے زوجہ پیغمبر خارج ہے تو کیوں حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ پر فرشتوں نے یہ درود پڑھا؛

رحمت اللہ وبرکاتہٗ علیکم اھل البیت۔ انہ حمید مجید۔ (پ۱۲ ع۷)	اے ابراہیمؑ کے اہل بیت (سارہ) تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں وہ بلاشبہ تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔

اگر زوجہ اہل بیت کے مفہوم سے بقول شما خارج ہے تو کیوں قرآن پاک نے حضرت لوطؑ کے قصہ میں: "انا منجوك واهلك الا امرتك" (ہم آپ کو اور آپ کے گھرانے کو بجز بیوی کے بچائیں گے) میں استثنا متصل کے ذریعہ آپ کی زوجہ کو نافرمانی کی وجہ سے اہل سے خارج فرمایا۔

سوال ۸۳:۔ جب زوجہ ابراہیمؑ آلِ ابراہیمؑ اور مستحق درود و سلام ہیں تو سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کی ازواجِ مطہراتؓ اور امہات المؤمنین کیوں آلِ محمدؐ نہیں ہیں اور مستحق درود و سلام نہیں جبکہ سورت احزاب کے پورے رکوع میں ان کو براہِ راست اللہ نے خطاب کر کے اہل بیت کے تحفہ سے نوازا ہے۔

وَاقمن الصلوٰۃ وَاٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ، انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (سورۃ احزاب۔ پ۲۲)	اور نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو، خدا اور رسولؐ کی تابعداری کرتی رہو بلاشبہ اے نبی کی اہل بیت بیبیو اللہ تم سے گندگی دُور کرنا اور تم کو پورا پاک کرنا چاہتا ہے۔

عنکم اور مذکر کے صیغے اسی طرح درست ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اہلیہ سے فرمایا تھا:

فقال لاھلہ امکثوا انی انست ناراً لعلی آتیکم منھا بقبس (طٰہٰ ع۱۔ پارہ ۱۶)	اپنی بیوی سے فرمایا تم ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دیتی ہے شاید تمہارے پاس کچھ انگارے لے آؤں۔

سوال ۸۴:۔ اگر مومن متقی پرہیزگار آلِ محمدؐ داہل بیت میں داخل نہیں تو حضورؐ نے

یہ معیار کیوں بنایا" لوگوں نے آپؐ سے پوچھا، حضرت آپ کا اہل بیت کون ہے؟ تو فرمایا ان میں سے جو بھی میری دعوت قبول کرے اور میرے قبلے کی طرف منہ کرے اور وہ بھی جسے اللہ نے میرے گوشت اور خون سے پیدا فرمایا ہے (یعنی اولاد) تو وہ سب صحابہؓ کہنے لگے ہم اللہ، اسکے رسولؐ اور اہل بیت رسول سے محبت رکھتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا! بس اس وقت تم ان اہل بیت سے ہو، اہل بیت سے ہو۔ (کشف الغمہ ص۵۵۱)

سوال ۸۵:۔ اگر ازواج مطہراتؓ اہل بیت نبویؐ اور آلِ محمدؐ نہیں تو حضرت جعفر صادقؒ نے ان کو اور حضرت ام سلمہؓ زوجۃ الرسول نے کیوں اپنے آپ کو آلِ محمدؐ کہا ہے؟ روضہ کافی (حیات القلوب ص۶۰۶ ج۲) سے ملاحظہ ہو:

حضرت جعفر صادقؒ کہتے ہیں ایک انصاری عورت ہم اہل بیت سے محبت رکھتی تھی اور بہت آتی جاتی تھی ایک مرتبہ جب وہ ہمارے پاس آرہی تھی تو حضرت عمرؓ نے پوچھا! اے بڑھیا کہاں جاتی ہے وہ کہنے لگی میں آلِ محمدؐ کے پاس جاتی ہوں تاکہ ان کو سلام کر کے ایمان تازہ کروں اور ان کا حق ادا کروں...... پھر جب ام سلمہؓ زوجہ رسولؐ کے پاس پہنچیں تو آپؓ نے تاخیر کا سبب پوچھا، اس نے حضرت عمرؓ سے ملاقات اور گفتگو کا ذکر کیا تو حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا اس نے غلط کہا (یہ ملانع از خدمت گفتگو شیعی بہتان ہے) آلِ محمدؐ کا حق مسلمانوں پر تاقیامت واجب ہے۔ (فروع کافی ص۱۵۶)

سوال ۸۶:۔ اگر زوجہ پیغمبر اہل بیت کا مصداقِ اوّلی نہیں تو سرورِ کائنات حضرت خدیجہؓ پر کیوں یوں سلام کرتے تھے "السلام علیکم یا اھل البیت" خدیجہؓ فرمائیں اے میری آنکھوں کے نور تجھ پر بھی ہو۔ (حیات القلوب ص۱۰ ج۲)

سوال ۸۷:۔ کیا اصولِ کافی میں ایسا کوئی واقعہ ہے کہ کافر مشرک بھی توبہ کر لینے کے بعد اس نبی کے اہل بیت میں داخل ہو جاتا ہے؟ اگر یقین نہ آئے تو ملاحظہ کریں کہ ایک آدمی نے چالیس دن تک دعا قبول نہ ہونے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی تو وحی آئی کہ اس کے دل میں شک ہے تو اس نے کہا ہاں یا روح اللہ ایسا تھا آپؑ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ مجھ سے شک دور کر دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا

بھی تو اللہ نے اس پر توجہ فرمائی، تو یہ قبول فرمائی اور وہ آپ کے اہلبیت میں سے ہو گیا۔

سوال ۸۸ :۔ کیا غیر اہلبیت خلافت کا مستحق ہو سکتا ہے ؟ اگر شیعہ خیال میں درست نہیں تو مندرجہ ذیل حدیث کا مطلب بتائیں "امام جعفر صادقؒ نے معاویہ بن وہب (معاویہ نامی آپ کے شیعہ بھی ہوتے تھے) کے سامنے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا کیا تو نے یہ دائیں جانب کالا پہاڑ دیکھا ہے جو پیچ در پیچ ہے۔ یہاں اسی ہزار آدمی قتل ہوں گے ان میں اسی آدمی فلاں کی نسل سے ہوں گے ہر ایک خلافت کی اہلیت رکھے گا ان کو عجمیوں کی اولاد قتل کرے گی" روضہ کافی ص۲۱۱ محشی نے حضرت عباسؓ کی اولاد مقتول بتائی ہے جو شیعہ کے ہاں غیر اہلبیت ہیں۔

چند اختلافی فقہی مسائل

سوال ۸۹ :۔ ذرا بتلائیے آپ کی اذان کب سے شروع ہوئی اور کن لوگوں نے ایجاد کی؟ شیخ صدوق اس پر ناراض کیوں ہیں وہ اہلسنت کی پوری اذان نقل کرکے فرماتے ہیں۔ یہی اذان صحیح ہے اس میں نہ کچھ بڑھایا جائے نہ کم کیا جائے۔ پھر فرماتے ہیں مفوضہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مفوضہ وہ فرقہ ہے جو خدا اور رسول کے کاموں اور ذمہ داریوں کو اماموں کے سپرد مانتے ہیں۔ اس دور میں سب اثنا عشری مفوضہ ہیں) انہوں نے روایات گھڑی ہیں اور اذان میں "محمد وآل محمد خیر البریۃ" دو دفعہ بڑھایا ہے ان کی بعض روایات میں "اشھد ان محمداً رسول اللہ" کے بعد اشھد ان علیاً امیر المومنین" دو دفعہ آیا ہے۔ الخ ..... میں نے یہ اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ اس زیادتی کے ساتھ وہ لوگ پہچانے جائیں جو تہمت زدہ ہیں اور ہم شیعوں میں چپکے سے گھس آتے ہیں (من لایحضرہ الفقیہ ص۵۹) نیز فروع کافی ص۷۵ ج۱ اور روضہ البھیہ فی شرح لمعۃ الرشقیہ ص۱۰۹ ج۱ میں اس اضافہ کی تردید ہے۔

تحفۃ العوام ص۲۸ میں ہے کہ شہادت ولایت امیر علیہ السلام اقامت و اذان کا جزو نہیں ہے۔ شرائع الاسلام ص۲۹ میں ہے اذان میں ۱۸ کلمے ہیں۔ شہادت رسالت

کے بعد "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح" کہے۔

سوال ۹۰ :۔ ذرا بتلائیں قرآن پاک کے برخلاف آپ نے وضو کب سے ایجاد کیا ہے۔ کتب شیعہ میں بھی سنی وضو کا ذکر ہے۔ الاستبصار میں ہے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں وضو کرنے بیٹھا حضورؐ تشریف لائے فرمایا کلی کرو، ناک میں پانی ڈالو اور جھاڑو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، دو دفعہ بھی دھونا کافی ہو جائے گا۔ میں نے بازو دھوئے اور سر کا مسح کیا دو مرتبہ، آپ نے فرمایا ایک دفعہ کافی ہو گا پھر میں نے پاؤں دھوئے تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا اے علیؓ انگلیوں کا خلال بھی کیا کرو دوزخ کی آگ کا خلال نہ ہو گا۔

یہ خبر اہل سنت کے موافق ہے، بطور تقیہ آئی ہے (سبحان اللہ) (الاستبصار ص۶۶ ج۱)

سوال ۹۱ :۔ ذرا بتلائیں آپ اپنی صحاح اربعہ سے باقاعدہ سند اور اسکی تعدیل کے ساتھ ایک حدیث رسولؐ یا عمل مرتضیٰؓ ثابت کر سکتے ہیں جس میں نماز میں ہاتھ کھلے چھوڑنے کا ذکر ہو۔

ہماری کتب میں تو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں امامت کراتے تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۶)

ہاتھ ناف پر باندھنے کے سلسلے میں حنفیہ کی دلیل ہی حضرت علیؓ کا قول وفعل ہے۔ (ہدایہ)

کتب شیعہ میں اگر عورت کو ہاتھ باندھنے کا حکم ہے تو مرد کے لیے یہ بے ادبی کیسے ہو گیا؟

سوال ۹۲ :۔ ذرا بتلائیں ۲۰ رکعت تراویح سنت نبوی سے آپ کو کیوں ضد ہے؟ آپکی کتاب الاستبصار میں سے کئی روایات ۲۰ تراویح کی کتاب "تحفہ امامیہ" کے آخر میں ذکر کی جا چکی ہیں مثلاً امام باقر و صادقؒ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان کی راتوں میں نماز زیادہ پڑھتے تھے یکم رمضان سے بیسویں تک روزانہ شب کو ۲۰ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (الاستبصار ص۴۶۲ ج۱)

سوال ۹۳ :۔ ذرا بتلائیں نماز کے بعد ذکر اللہ اور انبیاء خلفاء پر درود وسلام افضل ہے یا شیطان وکفار پر لعنت بازی؟ اگر پہلی بات افضل ہے اور شیطان وکفار پر لعنت بازی لغو ہے تو نماز کے بعد حضورؐ کی ازواج مطہراتؓ، امہات اہلبیت (حضرت عائشہؓ وحفصہؓ) اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ خسران پیغمبرؐ و جد اہلبیت، داماد رسولؐ حضرت عثمانؓ، برادر نسبتی حضرت معاویہؓ اور چند دیگر قرابتداران پیغمبرؐ پر (العیاذ باللہ) لعنت اور تبرا کا ورد بعد از نماز کیوں کیا جاتا ہے اور امام جعفر کیطرف

بھی منسوب کیا گیا ہے (فروعِ کافی ص۳۴۲) نیز یہ بھی واضح کریں شیعہ حضرات کو قاتلِ علیؓ ابن ملجم سے اور قاتلِ حسینؓ سنان یا شمر سے کیوں اُلفت وعقیدت ہے کہ ان کو اس صف میں شمار کر کے لعنتوں سے نہیں نوازا جاتا۔ کیا محض اس لیے کہ شیعہ کتب تاریخ میں وہ شیعہ عقائد کے حامل تھے؟

ایمانِ ابوطالب، تقیہ، مُتعہ وغیرہ

سوال ۹۴: کیا حضرت ابوطالب مسلمان ہوئے تھے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلائیے حضرت صادقؒ نے یہ کیوں فرمایا ابوطالب کی مثال اصحابِ کہف کی سی ہے ایمان چھپاتے تھے اور ظاہرا مشرک تھے تو اللہ نے ان کو دوہرا اجر دیا۔ (حالانکہ اصحاب کہف پر یہ بہتان ہے قرآن پاک صراحۃً ان کا ظاہر و باطن مسلمان ہونا بیان کرتا ہے۔) (شیعہ تفسیر البرہان ص۲۳۰ ج۳) نیز اسی تفسیر میں ہے کہ آیت "انك لا تهدی من احببت ولكن الله يهدی من يشاء" (بلاشبہ آپ جس کے لیے پسند کریں ہدایت نہیں دے سکتے۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔) ابوطالب کے حق میں اُتری جب حضورؐ نے ان کو کہا اے چچا لَا اِلٰهَ اِلَّا الله پڑھ لو میں اس کے طفیل آپ کو نفع پہنچاؤں گا کہنے لگے: "بھتیجے! میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں جب (بغیر کلمہ پڑھے) فوت ہوگئے تو حضرت عباسؓ نے فرمایا موت کے وقت انہوں نے کلمہ پڑھا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تو ان سے نہیں سنا تھا۔ تاہم امید ہے کہ میں قیامت کو نفع پہنچاؤں گا۔

سوال ۹۵: ذرا بتلائیں آپ کے محرم و چہلم وغیرہ کے موقع پر ماتم و عزاداری کے نام سے لمبے چوڑے فخر و مباہات کے جلوسوں اور جشنوں سے کیا مقصد ہے؟ اگر مقصد غم حسین اور تذکرہ مصائب ہے تو وہ گھر میں انفرادی طور پر اور امام باڑوں میں بہتر طور پر حاصل ہوتا ہے اور اگر مقصود اپنی طاقت، شوکت و کثرت کا دکھانا ہے تو یہ ریاکاری کھلا نفاق اور عزاداری کی ضد ہے جو قابلِ تعزیر ہے اگر مقصد امامت حسینؓ اور آپکے سلسلہ کی تشہیر یا مذہب شیعہ کو فروغ دینا ہے تو تعلیماتِ آئمہ کی رُو سے یہ سراسر حرام اور ملعون کام ہے اس کا آپ کو کوئی حق حاصل نہیں۔ چند ارشاداتِ جعفریؒ ملاحظہ ہوں۔ (۱) اپنے دین کو چھپانا واجب ہے جو تقیہ کر کے مذہب نہیں چھپاتا وہ بے دین

ہے۔ (۲) تقیہ مومن کی ڈھال اور جائے پناہ ہے تقیہ نہ کرنے والا بے ایمان ہے۔ (۳) اے شیعو! ہمارے مذہب کو مت پھیلاؤ، ہماری امامت کو مت شہرت دو۔ (۴) اے شیعو! تمہارا مذہب وہ ہے جو اسے چھپائے گا عزت پائے گا، جو پھیلائے گا یا ظاہر کرے گا، ذلیل ہوگا۔ (۵) ہماری امامت کا بھید مخفی رہا۔ غداروں، مکاروں، بناوٹی شیعوں کے ہاتھ لگ گیا تو انہوں نے بستیوں اور سڑکوں پر کہنا شروع کر دیا۔ (۶) اے معلی ہماری امامت چھپاؤ اور شہرت مت دو کیونکہ جو ہمارا مذہب چھپائے گا اور مشہور نہ کرے گا اللہ اسے دنیا میں عزت دے گا اور آخرت میں اس کی آنکھوں میں وہ نور رکھے گا جو جنت تک پہنچائے گا۔ اے معلی جو ہماری امامت ظاہر کرے گا اور نہ چھپائے گا اللہ اسے دنیا میں ذلیل کرے گا اور آنکھوں سے آخرت میں نور سلب کر کے اندھیرا کر دے گا جو جہنم میں پھینکے گا۔ اے معلی تقیہ میرا مذہب ہے۔ میرے باپ دادا کا مذہب ہے تقیہ نہ کرنے والا بے دین ہے.... اے معلی ہماری امامت مشہور کرنے والا منکرِ امامت کی طرح ہے۔

(کافی باب تقیہ و باب کتمان)

کسی قسم کے عنوان اور طرز سے مسئلہ امامت یا مذہب تشیع کو فروغ دینے والے دوست غور فرمائیں کیا امام نے انکو بے دین، بے ایمان، جنت سے محروم، قیامت میں نابینا اور جہنمی اور امامت و مذہب کا منکر نہیں بتلا دیا؟ جب کہ آج تقیہ اور اخفاءِ مذہب کی زیادہ ضرورت ہے۔ ارشادِ امام ہے۔ جوں جوں امام مہدی کے نکلنے کا زمانہ قریب ہوگا تقیہ کی زیادہ ترحاجت ہوتی جائے گی۔ اگر آج کثرت کے زعم میں آپ نے تقیہ چھوڑ دیا ہے تو یا ارشاداتِ آئمہ جھوٹے ثابت ہوئے یا آپ شیعیت سے خارج ہوگئے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

سوال ۹۶: آپ کی کتابوں میں متعہ کے بڑے بڑے فضائل مذکور ہیں فرمائیے عزتِ رسول مقبولؐ میں کون کونسے حضرات اس فضیلت سے مشرف ہوئے اور کتنے کتنے متعے کیے۔

سوال ۹۷: مجلسی نے حق الیقین میں متعہ کو ضروریاتِ دین میں سے لکھا ہے جس کا تارک فاسق اور منکر کافر ہوتا ہے۔ الاستبصار میں متعہ نہ کرنے والے کو ناقص

الایمان اور قیامت میں شامل شدہ اٹھنے والا بتایا ہے۔ فرمائیے آپ تمام مرد وزن یہ کارِ خیر کرکے ایمان کامل کرتے ہیں یا نہ اور معمولی مدت کے لیے عقدِ متعہ علانیہ کیا جاتا ہے یا خفیہ اگر علانیہ ہے تو مثال پیش کریں۔ اگر خفیہ ہے تو زنا اور اس میں کیا فارق ہے جب کوئی جوڑا پکڑا جائے۔

سوال ۹۸: احتجاج طبرسی ص۵۶ مراۃ العقول ص۳۸۸ تفرواتِ حیدری ص۴۲۷ ضمیمہ ترجمہ مقبول ص۱۵۴ میں ہے کہ صدیق اکبرؓ کے پیچھے حضرت علیؓ نے نماز پڑھی اور صف میں کھڑے ہو کر پڑھی کیا صدیق اکبرؓ کا امام برحق ہونا واضح نہ ہوا۔

سوال ۹۹: جس خلافت پر صدیق اکبرؓ متمکن ہوئے وہ وہی تھی جس کا وعدہ حضرت علیؓ سے تھا یا حضرت علیؓ کی موعودہ خلافت کوئی اور تھی اگر وہی تھی تو حضرت علیؓ سے وعدہ خداوندی غلط ہوا اور اگر کوئی اور تھی تو حضرات صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم غاصب اور ظالم کیسے ٹھہرے۔

سوال ۱۰۰: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک سید ہیں یا نہ اگر ہیں تو ان کی ساری اولاد سید کیوں نہیں۔ اگر معاذ اللہ سید نہیں تو سیدہ خاتونِ جنت کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہوا۔

تمت بفضل اللہ وعونہ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وجمیع امتہ اجمعین۔

۱۵ شعبان ۱۳۹۶ھ یوم الجمعۃ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۷۶ء

الحمد للہ

مسلک اہل سنت کا مبلغ و محافظ یہ رسالہ انڈیا میں اور عربی ایڈیشن مکہ مکرمہ میں چھپ چکا ہے انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے اردو کے سوا ملکی غیر ملکی ہر زبان میں اس کا ترجمہ شائع کرنے کی اجازت ہے" مصنف۔